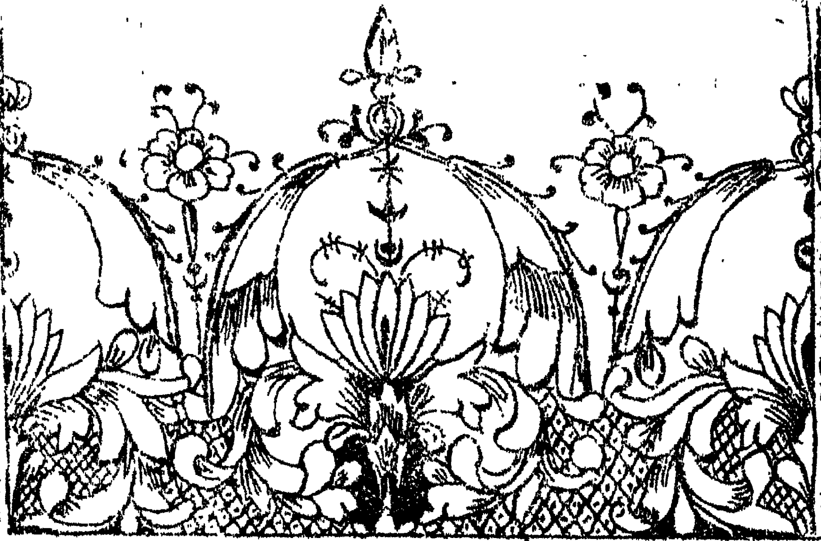
حسن علیہ السلام



در مطبع … طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث فی الامیین رسولا ہو خاتم النبیین وجعل الدین مقصورا علی دینہ ہو وسمی المسلمین

فمن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین والصلوۃ علی رسولہ محمد سید المرسلین

والہ واصحابہ اجمعین اما بعد راجی رحمت باری سید امداد العلی اکبرابادی کہتا ہے کہ بہت برا

اور نہایت نادان وہ آدمی ہی کہ اپنے دین کی ادنی باتونکو بہ مکروہ طامع ایک قوم غیر ملت کے ہونے پیدا

مرضیات خاطر اوس قوم مین جہوٹی تاویلون سے بیان کرے تاکہ یہ قوم وہ ہوے کہ مین اگر اس سے راضی ہون

بالخصوص اوس محل مین کہ یہ قوم صاحب دانش اور ذی شعور ہون کہ انکو اسکے اس کام کا پسند آنا دشوار ہے

اسلیئے کہ اس فعل سے اس قوم کے راضی ہونیکا سبب جو مقصود ہی سو یہ ہے کہ اس ذریعہ سے اسکی

دین والون کا اس قوم کے دین مین آجانا آسان ہی سو اول اس قوم کو کچھ پروا اسکی نہین ہی کہ کسی دین

وملت کے لوگ خواہ مخواہ وہوکے دہری سے انکے دین مین آجائین دوسرے اوس آدمی کی بات

کوئی اوسکے دین والا قبول نکریگا تو اس ذریعہ سے اسکے دین والونکا اس قوم کے دین مین آنا متعذر ہے

اسوقت مین مداہنین فی الاسلام کا تنصر شیوہ ہے اور خلاف داب اہل اسلام ان دیار کے نصاری کے

ساتھ کہانا اونکا طریقہ کرسی اور میزون پر بیٹھکر چہوری اور کانٹے سے کہانا اونکو مرغوب ہے اور تشبہ

بعادات نصاری کے اونکو محبوب ہر طرح اوسپر یہ ہے کہ مداہنین باوجودیکہ اسکے جائز ہونے کے

بناکر اہل اسلام کو اس اپنی وضع کا شریک کرنا چاہتے ہین اور ہمارے نفس کے لیے دین کی مصلحت کا کچھ
خیال نہین فرماتے ہین چونکہ ان دنون جناب سید احمد خان صاحب بہادر جج عدالت خفیفہ بنارس
نے ایک رسالہ اس باب مین بنام احکام طعام اہل کتاب تصنیف فرماکر چھپوایا ہی لہذا راقم نے اس کتاب
مسمی بہ **امداد الاحتساب علی المداہنین فی احکام طعام اہل الکتاب** کو اوسکے
جواب مین قلمبند کیا ہی تاکہ سب لوگ عیب و صواب اس رسالہ کا دریافت کرکے اون احکام سے جو
اوسکے رسالہ مین مندرج ہین بتوفیق اللہ نکہاتین اور وسوسہ شیطانی سے خدا کی راہ پر پہنچاتین ومن اللہ الہدایہ
الی الحق والصواب وعلیہ التوکل فی کل باب **واضح ہو** کہ مواکلت ساتھ نصاری کے یعنی اونکے ساتھ
بیٹھکر کھانا ایسا جو ناجائز ہے **وجہ اول** یہ کہ بنا بر اوسکے اہل اسلام اوسکو جو نصاری کے ساتھ کہاتا ہے
کافر کرسٹان کہتے ہین یہ ہی کہ بعرف اہل اسلام اس دیار کے نصاری کے ساتھ کہانا شعار اور علامت سے
کرسٹانون کا اور اوسکے دین والون کی اور بدون ضرورت بلا اجبار و اکراہ باختیار و رضا علامت کفار اور اونکا شعار
ظاہر ہونا کسی شخص سے سو موجب حکم کفر اوسپر ہے ظاہر شریعت مین اور چونکہ منشاء تکفیر اسمین قرار پانا اوس
علامت کا مابہ الفرق درمیان کفر اور اسلام کے ہے خصوصیت تعیین علامت کی جانب حاکم اسلام سے
وقت قیام حکومت اسلامیہ کے یا خصوصیت تعیین علامت عرف اہل اسلام سے وقت استیلای کفار
مین بالضرورت ملحوظ نہین ہے نہایہ جزری مین مسطور ہے یقال ان شعار اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الغزو
کذا ای علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحرب یعنی کہا جاتا ہے کہ شعار یاران نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا غزوہ
مین ایسا تہا یعنی علامت اونکی کہ جس سے پہچانتے آپس مین ساتہ اوسکے لڑائی مین اور مجمع البحار مین مذکور ہے
شعار المؤمنین علی الصراط رب سلم سلم ای علامتہم التی یتعارفون بہا مقتدیا کل امۃ رسولہ یعنی حدیث مین جو آیا ہے
کہ شعار مسلمانون کا پل صراط پر یہ ہوگا کہ اے پروردگار میرے سلامت رکہہ سلامت رکہہ تو مراد بیان شعار
سے علامت مسلمانون کی ہے کہ پہچانیں گے آپس مین ساتہ اوسکے اوس حال مین کہ اقتدا کرنیوالی ہوگی
ہر امت ساتہ اپنے رسول کے اور نہایہ حاشیہ ہدایہ مین مرقوم ہے وذکر الامام التمرتاشی فیکتفی فی کل بلد
من العلامۃ بما تعارفہ اہلہ انتہی اور ذکر کیا امام تمرتاشی نے کہ اکتفا کیا جاے ہر شہر مین ساتہ اوس علامت کے
جو متعارف ہو اون شہر والون مین اور فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین مذکور ہے المقصود العلامۃ فلا یتعین ما
ذکر بل یعتبر فی کل بلد ما تعارفہ اہلہ یعنی مقصود علامت اور پہچان ہے پس تعین نہوگی وہ علامتین جو ذکر کی گئین

بلکہ اعتبار کیجاۓ گی ہر شہر مین وہ علامت جو متعارف ہو اوس شہر والون مین اور تتمیہ مین ہے ولذلک لو سجد
للصنم او تزیا بزی الکفار یفعل من افعالهم التی تکون دینا عندهم فانه یصیر کافرا ولذلک لو فعل من نفسه علامة الکفار کلبس القلنسوة
المجوسیة او شد الزنار او نحو ذلک فانه یصیر کافرا سواء فعل من غیر اعتقاد وتحریا او من اعتقاد ولو فعل تقیة او مکرها
فانه لا یصیر کافرا اور ایسے ہی جو مسلمان اگر سجدہ کرے بت کو یا متابعت کرے کافرونکی انکے اوس فعل مین کہ دین
ہو اونکے نزدیک تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے کافر اور ایسے ہی اگر ظاہر ہوا آپ مسلمان سے علامت کافرونکی
مانند پہننے مجوس کے ٹوپی یا باندھنے زنار یا اسکے مانند اور چیزون تو ہو جاتا ہے کافر برابر ہے کہ کیا ہو اسکو
بدون اعتقاد کے یا ٹھٹھے سے یا اعتقاد سے اور اگر کیا ہو اسکو تقیہ یا زبردستی سے تو نہین ہوگا کافر اور
شرح مواقف مین ہے فان قیل فشد الزنار ولبس الغیار بالاختیار لا یکون کافرا اذا کان مصدقا لہ وہو
باطل اجماعا قلنا جعلنا الشیء الصادر عنه باختیاره علامة التکذیب فحکمنا علیه بذلک ای بکونه کافرا غیر مصدق
سو اگر کہا جاوے کہ باندھنے والا زنار کا اور پہننے والا غیار کا کہ وہ ایک کپڑا ہوتا ہے زرد رنگ یا اور کسی رنگ کا
کہ اوسکو اہل ذمہ اپنے کپڑے پر پاس مونڈھے کے سے لیتے ہین ساتھ اختیار کے نہوگا کافر جب تک
کہ ہو تصدیق رکھنے والا اور یہ باطل ہے بالاجماع کہین گے ہم کہ گردانا ہے ہمنے شے صادر کو اوس سے
ساتھ اختیار اوسکی کے علامت تکذیب کی پس حکم کیا ہمنے زنار باندھنے والے اور غیار پہننے والے بالاختیار
پر ساتھ اوسکے کافر غیر مصدق ہونیکے اور موید اسکا ہی وہ جو بخاری نے ادب مفرد مین ذیل باب دعوة
الذمی کے نافع سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتے ہین اسلم غلام آزاد حضرت عمر سے کہا اسلم
نے کہ جب آئے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے ملک شام مین تو آیا اونکے پاس ایک زمیندار گانون کا قوم
نصاریٰ سے سو کہا اوس زمیندار نے کہ اے امیر المومنین تحقیق مین نے طیار کیا ہے آپ کے لیے کھانا
اور چاہتا ہون مین کہ آئین آپ میرے یہان ساتھ اون اشراف کے کہ جو آپکے ساتھ ہین کہ یہ قوی تر ہے
میرے لیے میرے کام مین اور بزرگ تر ہے میرے لیے فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ ہم نہین استطاعت رکھتے
ہین اسکے کہ داخل ہون تمہارے گرجاؤن مین کہ جو یہ ہین ساتھ ان صورتون کے کہ انمین ہین اور یہ کنایہ
ہی اونکے دین مین داخل ہونے سے یعنی ہمکو استطاعت اسکی نہین ہے کہ تمہارے دین مین آجائین
لفظ حدیث کا یہ ہے عن نافع عن اسلم مولی عمرؓ قال لما قدمنا مع عمر بن الخطاب الشام اتاه الدهقان فقال
یا امیر المومنین انی قد صنعت لک طعاما واحب ان تاتینی باشراف من معک فانه اقوی لی فی عملی

واشرف لی قال انا لا استطیع ان ادخل کنائسکم بہذہ مع الصور التی فیہا اب ظاہر ہو گئی یہ بات کہ وہ جو جناب
سید احمد خان صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ مین لکھا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جنہون نے
ہزارون رسمین ہندوؤن کی اختیار کر لی ہین اوسکو یعنی طعام اہل کتاب کو نہایت ہی برا جانتے ہین اور جو
شخص اوسکو مباح کہے یا اوسکے کہانیکا مرتکب ہو اوسکو کافر یا کرستان یا مسلمانون کے گروہ سے خارج
یا ایک بڑے امر قبیح کا مرتکب سمجھتے ہین انتہی سو یہ زعم فاسد ہے اسلیے کہ مسلمان نصاری کے ساتھ
بیٹھکر کہانیوالے کو جو ایسا کہتے اور سمجھتے ہین تو یہ کہنا اور سمجھنا اونکا بموجب قاعدہ مقررہ اہل اسلام کے ہے نہ
بہ سبب اختیار رسم ہنود کے **وجہ دوم** یہ ہے کہ بیہقی نے **شعب الایمان** مین ابی امامہ
سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

من الجفاء ان تاکل غیر اہل ملتک یعنی جفا ہے تیرا کہ ساتھ کہاوے تو غیر اہل ملت اپنی کے جو کہ یہ حدیث
ذخیرہ اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحتساب وغیرہا کتب فقہ مین بدون حوالہ کتاب حدیث کے مذکور تھی
جناب سید احمد خان صاحب نے بسبب ناواقفی و بیباکی کے اس حدیث کی نسبت **صفحہ ۲**
مین لکھا کہ اس حدیث کی بھی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثون پر وہی لوگ
عمل کرتے ہین جو مقابلہ نصوص قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلا مین اپنی
شیخی اور فخر جتلانے کو نکال لیتے ہین اور جنکی تائید کے لیے کوئی حدیث صحیح اور نص قرآنی موجود نہین
ہے بلکہ اوسکے مخالف موجود ہے انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے یہ نجانا کہ کسی حدیث کا
کسی کتاب مین بے سند مذکور ہونے سے واقع مین بے سند ہونا اوسکا لازم نہین آتا ہے جیسی کہ سند
اس حدیث کی بیہقی سے بموجب ہمارے بیان کے معلوم ہو گئی پس بے تفتیش ایسا حکم کر دینا اونہین کا
کام ہے جنکو جہلا مین اپنی شیخی اور فخر جتلانے کے لیے انکار احادیث صحیحہ معروفہ محکمہ سے کہ مخالف
ہوائے نفس کے ہون کچہ باک نہین ہے اور لطف دوسرا یہ ہے کہ خود جناب سید احمد خان صاحب
نے **صفحہ ۵** مین لکھا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو بھی اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایا ہے

فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاتاہ کافر فقال اتاکل معک یا محمد فقال نعم
انتہی حالانکہ یہ حدیث محض بے سند ہے اور اوسی مطالب المؤمنین وغیرہ مین جسمین وہ حدیث مذکور
تھی مذکور ہے سو جو شخص بے سند حدیث سے حجت لانے پر اوروں پر طاعن ہو وہ خود کیونکر ایسی حدیث سے

وجہ سوم

جحت پکڑتا ہے **وجہ سوم** یہ ہے کہ مواکلت علامت موالفت ہے اور کفار مشرکین اور اہل کتاب بموجب
احادیث صحیحہ مستوجب منافرت ہین ترمذی نے اپنے جامع مین عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے
کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لئن عشت انشاء اللہ لاخرجن الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب
یعنی ہر آئینہ اگر زندہ رہا مین اگر چاہیگا اللہ تو البتہ نکالدونگا یہود اور نصاری کو جزیرہ عرب سے اور بخاری اور مسلم
نے صحیحین مین ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ ان عمر بن الخطاب اجلی الیہود والنصاری من ارض الحجاز
یعنی تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کر دیا یہود اور نصاری کو زمین حجاز سے جناب
سید احمد خان صاحب جو حکم مواکلت کا دیتے ہین کیا ان اخبار سے آگاہ نہین ہین اور بیہقی نے
شعب الایمان مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہا انس نے کہ کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عاد رجلا علی غیر الاسلام لم یجلس عندہ وقال کیف انت یا یہودی کیف
انت یا نصرانی بذکر مذہبہ الذی ہو علیہ یعنی تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عیادت فرماتے کسی
مرد غیر مسلمان کی نہ بیٹھتے اوسکے پاس اور فرماتے کیسا ہے تو اے یہودی کیسا ہی تو اے نصرانی ساتھ
ذکر اوسکے مذہب کے کہ جسپر وہ ہوتا **وجہ چہارم** یہ ہے کہ مواکلت مین مصاحبت اور مخالطت ہے

وجہ چہارم

اور مصاحبت او مخالطت ساتھ کافر اور فاجر کے بموجب احادیث صحیحہ ممنوع ہے حاکم نے اپنے
مستدرک مین اور بیہقی نے **شعب الایمان** مین اور سفیان بن عیینہ نے اپنے جامع مین
اور ابن المبارک نے **کتاب الزہد والرقاق** مین اور ابن ابی الدنیا نے **کتاب الصمت**
مین اور خرائطی نے **مکارم الاخلاق** مین عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصحب الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک واستشر فی امرک
الذین یخافون اللہ عز وجل یعنی نہ ساتھ بیٹھ فاجر کے تاکہ سکھائے وہ تجکو فجور اپنا اور نکھول اوس سے
بھید اپنا اور مشورہ چاہ اپنے کام مین اونسے جو ڈرتے ہین اللہ عز وجل سے اور دیلمی نے **فردوس**
مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک
ومصاحب السوء فانہ قطعۃ من النار ولا ینفعک ودہ ولا یفی لک بعہدہ کہا حضرت انس نے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دور رکھ تو اپنے آپکو ساتھی بد سے اسلیے کہ ساتھی بد ایک ٹکڑا
ہی آگ سے نہ فائدہ دیگی تجکو دوستی اوسکی اور نہ وفا کریگا وہ تجسے عہد اپنے کو اور ابن عساکر نے اپنے

تاریخ مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاک وقرین
السوء فانک بہ تعرف یعنی کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور رکھ تو اپنے
آپ کو ہمنشین بد سے کہ تو ساتھ اوسی کی پہچانا جاتا ہے اور ترمذی نے اپنے جامع مین اور ابوداؤد
نے اپنے سنن مین اور امام احمد اور دارمی نے اپنے اپنے مسند مین اور ابن حبان نے اپنے صحیح مین اور
حاکم نے اپنی مستدرک مین ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول۔
لاتصاحب الامومنا ولایاکل طعامک الاتقی یعنی ابوسعید خدری نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے نہ مصاحبت اختیار کر تو مگر مسلمان کی اور نہ کھاوے تیرے کھانیکو مگر پرہیزگار شرح میں اس
حدیث کے خطابی نے معالم السنن مین لکھا ہے وانما حذر من صحبۃ من لیس بتقی وزجر عن مخالطتہ
ومواکلتہ لان المطاعمۃ توقع الالفۃ والمودۃ فی القلوب یقول لاتوالف من لیس من اہل التقوی والورع
ولاتتخذہ جلیسا تطاعمہ وتنادمہ یعنی اور سوا اسکے نہین کہ ڈرایا آنحضرت نے صحبت ایسے شخص سے
کہ نہین ہے پرہیزگار اور منع فرمایا اوسکی مخالطت اور مواکلت سے اسلیئے کہ باہم کہانا ڈالتا ہے الفت کو
اور دوستی کو دلون مین فرماتے ہین آنحضرت کہ الفت مت رکھ ایسے شخص سے کہ نہین ہے اہل تقوی
اور پرہیزگاری سے اور نہ بنا تو اوسکو ہمنشین کہ ساتھ کہا ئے تو اوسکو اور ہمنشین اپنا کرے تو اوسکو اور سیوطی
نے مرقاۃ الصعود حاشیہ ابی داؤد مین بھی اسیطور پر لکھا ہے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ترجمہ
مشکوۃ مین لکھا ہے منع کرد از مواکلت کفار و فجار تا سبب محبت و الفت نگردد و از مصاحبت ایشان
صفات ذمیمہ سرایت نکند انتہی وجہ تخصیص یہ ہے کہ مواکلت ساتھ کفار کے محل خطر زوال ایمان ہے
اور جاتا رہنا ایمان کا بہت بڑا ضرر ہے اور ازالہ ایسے ضرر کا واجب ہے بموجب قاعدہ مسلمہ فقہا کے کہ
الضرر یزال کہ ضرر زائل کیا جاتا ہے ترمذی نے اپنے جامع مین عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے
کہ کہا عبداللہ بن مسعود نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نہتہم
علماءہم فلم ینتہوا فجالسوہم فی مجالسہم واکلوہم وشاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم ببعض ولعنہم علی لسان
داؤد وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان
متکیا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا یعنی جب پڑ گئے بنی اسرائیل گناہون مین منع کیا اونکو اونکے
عالموں نے سو باز نہ آئے بنی اسرائیل پھر بیٹھے اونکے عالم اونکے ساتھ لوگونکی مجلسون مین اور کھایا او

عالمون سے آ اونکے ساتھ اور پیا اونکے ساتھ تب مارا اللہ نے بعض کے دلونکو ساتھ بعض کے پھر لعنت کی اونکو زبان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ بیٹے مریم کے یہ اسلیئے کہ نافرمان ہوئے تھے وہ اور تھے حد سے بڑھتے کہا عبداللہ بن مسعود نے پھر بیٹھ گئے آپ تکیہ چھوڑکر اور تھے تکیہ لگائے ہوئے واسطے اہتمام کلام کے پھر فرمایا اپنے یارون سے کہ نہ معذور رکھے جاؤ گے تم قسم ہے مجکو اوس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین ہے جب تک کہ منع کرو گے تم معاصی سے اونکے امثال کو

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ مین بشرح حتی تاطروہم اطرا کے لکھا ہے ای حتی تمنعوا امثالہم من اہل المعصیۃ وان لم تنتہوا عن معاصیہم فتمنعوا انتم عن مواصلتہم ومکالمتہم ومواکلتہم ومجالستہم یعنی یہان تک کہ منع کرو تم اونکے امثال کو اہل معصیت سے اور اگر باز نہ آئین اونکے امثال اپنی کردار سے تو پس باز رہو تم اونکے ساتھ ملاپ رکھنے سے اور اونکے ساتھ باتین کرنے سے اور اونکے ساتھ کہانے سے اور اونکے ساتھ بیٹھنے سے

پس وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۲ مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے اور اباحت طعام اہل کتاب اور اونکے ساتھ مواکلت سے کیا علاقہ جس آیت کا اقتباس اس حدیث مین کیا گیا ہے خود وہ آیت ہے آیات احکام سے نہین ہے انتہے سو اوس آیت سے کہ جسکی تفسیر یہ استدلال نہین ہے استدلال اس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اس قصہ کو نقل کرکے فرمایا کہ درصورت اختلاط بدون نہی عن المنکر کے تم معذور رکھے نجاؤگے کہ اختلاط اہل کفر بدون نہی عن المنکر کے غالباً مؤدی الی الکفر ہوجاتا ہے پس اس سے ثابت ہوگیا کہ جس صورت مین کہ ہمکو قدرت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی نہو اور ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نکرین یا ہمکو جزم اسکا ہوجاوے کہ امر بالمعروف یا نہی عن المنکر کرنا یہان کچھ مفید نہین ہے تو ان صورتون مین مجالست اور مواکلت اور مشاربت ساتھ اہل کفر اور معاصی کے درست نہین ہے کہ مجالست اور مواکلت اور مشاربت ان صورتون مین مؤدی الی الکفر والمعصیۃ ہوتی ہے جیسا کہ شاہد اوسکا قصہ یہ ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو کہ جسکا ارشاد لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروہم اطرا کے ساتھ فرمایا ندیتے جب بھی اس قصے سے اشارۃً یہ بات ظاہر تھی کہ مواکلت اور مشاربت ساتھ اہل کفر کے کہ موجب شر عظیم ہے اور محل استدلال یہی ہے بہرحال علاقہ اس حدیث کا مواکلت سے ظاہر ہے فلہذا ملا علی قاری نے اسی حدیث سے امتناع مواکلت کو ساتھ اہل معاصی کے بصورت اونکے باز

آنی کے معاصی سے اجتناب کیا ہے یہہ جناب سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ ۲۸ مین جو لکھا ہے
علاوہ اسکے یہود یونکو فساق یہود کی اور مسلمانون کو فساق مسلمین کی مجالست اور مواکلت سے آخر ہے
اور کفار اور اہل کتاب کے ساتھ معاشرت امر آخر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان کے مکلف نہین
ہین انتہے سو اول وہ معاشرت جو کہ جو کفار اور اہل کتاب کے ساتھ جائز ہے نزاع نہین ہے
کہ مجالست دوستانہ اور مواکلت اوس سے خارج ہے محل نزاع مواکلت ہے تو جب وہ اہل فسق کے
ساتھ منع ہوئی تو اہل کفر کے ساتھ بدرجہ اولے منع ہوگی کہ اہل فسق عین اہل ایمان تو ہو جو ہے بخلاف
اہل کفر کے کہ وہ اس سے بھی محروم ہین دوسرے فسق اون یہود کا کفر تہا تو اس حدیث سے امتناع
مواکلت ساتھ اہل کفر کے ثابت ہے تیسرے وہ یہود فاسق ہون یا کافر کفار کے نہ مکلف ہونیکو
ساتھ احکام شرعیہ کے جواز مواکلت کفار مین کیا دخل ہے اور ایمان کے ساتھ مکلف ہونا تو خود جناب
سید احمد خان صاحب کو مسلم ہے اور ایمان سے زائد معروف اور کفر سے زائد منکر کیا ہوگا امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کے لیے تکلیف ایمان کی کافی ہے چوتہی یہ کہنا کہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بجز ایمان
کے مکلف نہین ہین خلاف قول مختار اور معتمد کے ہے اسنوی نے شرح منہاج مین لکہا ہے

لا خلاف فی ان الکفار مکلفون بالایمان وہل ہم مکلفون بالفروع کالصلوة والزکوة فیہ ثلث مذاہب اصحہا نعم

یعنی نہین خلاف ہے اسمین کہ کفار مکلف ہین ساتھ ایمان کے اور اختلاف ہے اسمین کہ آیا مکلف ساتھ
فروع کے مانند نماز اور زکوة کے ہین یا نہین اسمین تین مذہب ہین اصح سب مذہبون سے یہ ہے
کہ ہان مکلف ہین ساتھ فروع کے اور صدر الشریعہ نے تنقیح اور توضیح مین لکہا ہے ذکر الامام السرخسی

لا خلاف فی ان الکفار مخاطبون بالایمان والعقوبات والمعاملات وبالعبادات فی حق المواخذة فی الآخرة

لقولہ تعالی ما سلککم فی سقر الآیة اعلم ان الکفار مخاطبون بالثلثة الاول مطلقا اجماعا اما العبادات فہم مخاطبون بہا

فی حق المواخذة فی الآخرة اتفاقا ایضا لقولہ تعالی ما سلککم فی سقر قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم

المسکین اما فی حق وجوب الاداء فی الدنیا فمختلف فیہ یعنی ذکر کیا امام سرخسی نے کہ نہین خلاف ہے
اسمین کہ کفار مخاطب ہین ساتھ ایمان اور عقوبات یعنے حدود و قصاص اور معاملات کے اور ساتھ
عبادات کے حق مواخذہ مین بیچ آخرت کے بدلیل قول اللہ تعالی ما سلککم فی سقر کے جانو کہ کفار مخاطب
ہین ساتھ تین چیزون پہلی کے یعنی ایمان اور عقوبات اور معاملات کے اجماعا اسے پر عبادات سو وہ مخاطب

بھروسا تھا اونکے بیچ حق مواخذہ کے آخرت مین اتفاقا بھی لیس قولہ تعالی سے کہ سبکا ترجمہ یہ ہے
کہ کون چیز لائے تمکو دوزخ مین کہین گے وہ کہ نتھے ہم نماز پڑہنے والون مین سے اور نتھے ہم
کھلاتے مسکین کو اسے پر عبادات بیچ حق وجوب ادا کے دنیا مین لیس مختلف فیہ ہین اور نووی نے

شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے ثم اعلم ان المختار ان الکفار مخاطبون بفروع الشریعۃ المامور بہا والمنہی

عنہا ہذا قول المحققین والاکثرین وقیل لیسوا مخاطبین بہا وقیل مخاطبون بالمنہی عنہا دون المامور بہا
پھر جان تو کہ مختار یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتھ فروع شریعت مامور بہا اور منہی عنہا کے یہ قول ہے
محققین اور اکثرین کا اور کہا گیا ہے کہ نہین ہین مخاطب ساتھ فروع شریعت کے اور کہا گیا ہے

کہ مخاطب ہین ساتھ منہی عنہا کے نہ مامور بہا کے اور کفایہ حاشیہ ہدایہ مین مرقوم ہے لا یقال الخطر

غیر ثابت فی حقہم لانہم لا یخاطبون بالشرائع لانہم یخاطبون بالمحرمات کالربا والزنا یعنی کہا جائیگا کہ خطر غیر ثابت
ہے کافرون کے حق مین اسلیئے کہ کافر غیر مخاطب ہین ساتھ شرائع کے اسواسطے کہ کفار مخاطب ہین
ساتھ حرمت حرام چیزون کے مانند سودخوری اور زنا کے اور طحطاوی نے اپنے حاشیہ درمختار مین

اور شامی نے رد المحتار مین لکھا ہے الذی تحرر فی المنار وشرحہ لصاحب البحر انہم مخاطبون بالایمان

وبالعقوبات سوی حد الشرب وبالمعاملات واما العبادات فقال السمرقندیون انہم غیر مخاطبین بہا اداء واعتقادا

وقال البخاریون انہم غیر مخاطبین بہا اداء فقط وقال العراقیون انہم مخاطبون بہا فیعاقبون علیہا وہو المعتمد یعنی
تنقیح ہوچکا ہے منار مین اور اوسکی شرح مین جو صاحب بحر رائق کے ہی کہ کفار مخاطب ہین ساتھ ایمان
کے اور ساتھ عقوبات سوا حد پینے شراب کے اور ساتھ معاملات کے اور اسے پر عبادات سو حال
اونکا یہ ہے کہ کہا سمرقندیون نے کہ کفار غیر مخاطب ہین ساتھ عبادات کے ادا اور اعتقاد دونون
مین اور کہا بخاریون نے کہ کفار غیر مخاطب ہین ساتھ عبادات کے صرف ادا مین اور کہا عراقیون نے
کہ کفار مخاطب ہین ساتھ عبادات کے اعتقاد اور ادا دونون مین سو عذاب کیے جائینگے عبادت
کا اعتقاد نرکہنے اور اونکے نہ ادا کرنے پر بہی جیسے کہ عذاب کیے جائین گے عدم ایمان پر اور یہی
معتمد ہے اور وجہ ششم یہ ہے کہ صحیح بخاری مین روایت ہے نافع سے کہ کہا نافع

نے کان ابن عمر لا یاکل حتی یوتی بمسکین یاکل معہ فادخلت رجلا یاکل معہ فاکل کثیرا فقال یا نافع

لا تدخل ہذا علی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول المومن یاکل فی معی واحد والکافر یاکل فی سبعۃ

وجہ ششم

[illegible] عبدالصمد بن محمد ۔۔ کہا سنتے جب تک نہ لایا جاتا مسکین کہ کہاتا اوسکے ساتھ سو لایا
ایک مرد اور کہا تین اوسکے ساتھ سو کہایا اوسنے بہت پس کہا عبداللہ بن عمر نے اے نافع نہ لا اسکو
میرے پاس سنا ہے مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مسلمان کہاتا ہے ایک انتڑی
مین اور کافر کہاتا ہے سات انتڑیون مین اور بالتمامہ اسی روایت کے **صحیح مسلم** مین بھی ہے حاصل اس
روایت کا یہ ہے کہ وہ مسکین بہت کہانے مین مشابہ تہا کافر کے اس لیئے عبداللہ بن عمر نے اوسکے
ساتھ کہانا روا نرکہہ کے نافع کو حکم دیا کہ اب اسکو میرے پاس نہ لانا تو جبکہ بموجب اس روایت کے مسلمان
کے ساتھ کہانا صرف اس جہت سے کہ ایک صفت مین وہ کافر کے مشابہ ہو روا نہ ٹہیرا تو خود اصل
کافر ہو اوسکے ساتھ کہانا کیونکر روا ہو سکتا ہے حافظ ابن حجر نے **فتح الباری شرح**
صحیح بخاری مین لکہا ہے ولعلہ کرہ دخولہ علیہ لما راہ متصفا بالصفۃ وصف بہا الکافر اور کہا اس
یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر نے مکروہ رکہا اوس شخص کے داخل ہونے کو اپنے اوپر بسبب اسکے
کہ پایا اوسکو متصف ساتھ اوس صفت کے کہ وصف کیا گیا تہا ساتھ اوس صفت کے کافر
اور کرمانی نے **کواکب الدراری** شرح صحیح بخاری مین لکہا ہے وانما قال ابن عمر لا تدخل لانہ اشبہ
الکفار فکرہ مخالطتہ او سوا اسکے نہین کہ کہا عبداللہ بن عمر نے نافع سے کہ نہ لا تو اسکو میرے پاس اسلیئے
کہ وہ مشابہ تہا کافرونکے سو مکروہ رکہا عبداللہ بن عمر نے اوسکی مخالطت کو اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین لکہا ہے فقال ابن عمر لا تدخل ہذا علی اے لما فیہ من الاتصاف بصفۃ الکافر وہی کثرۃ الاکل و
ونفس المومن تتنفر ممن ہو متصف بصفۃ الکافر یعنی سو کہا ابن عمر نے نافع سے کہ نہ داخل کر تو اسکو
مجہپر یعنی بسبب اوسکے متصف ہونے کے ساتھ صفت کافر کے اور صفت کافر کی بہت کہانا
ہے اور دل مومن کا نفرت کرتا ہے اوس شخص سے کہ متصف ہو ساتھ صفت کافر کے اور نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے واما قول ابن عمر فی المسکین الذی اکل عندہ کثیرا لا تدخلن ہذا
علی فانما قال ہذا لانہ اشبہ الکفار ومن اشبہ الکفار کرہت مخالطتہ لغیر حاجۃ او ضرورۃ اور اسی پر قول عبداللہ
بن عمر کا نافع سے حق مین اوس مسکین کے کہ کہایا اوسنے پاس ابن عمر کے بہت کہ ہرگز نہ لانا تو
اسکو میرے پاس سو سوا اسکے نہین کہ فرمایا ابن عمر نے یہ بسبب اسکے کہ وہ مسکین مشابہ تہا
کافرون کے اور جو شخص کہ مشابہ ہو کافرونکے مکروہ ہے مخالطت اوسکی بدون حاجت اور ضرورت کے

اور وجہ ہفتم یہ ہے کہ طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں
عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اجابة طعام الفاسقين یعنی
منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت طعام فاسقوں کے سے کہ اجابت دعوت میں تعظیم
اور تکریم فاسق کی ہے اور فاسق مہان اور مغضوب ہے امام مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے
لا تجيب دعوة الفاسق المعلن ليعلم انك غير راض بفسقه انتهى یعنی نہ قبول کرے تو دعوت فاسق معلن
کی تاکہ جانا جاوے کہ تو غیر راضی ہے اوسکے فسق سے اور ایسا ہی ہے فتاوی عالمگیریہ میں
جبکہ اجابت دعوت فاسق معلن سے کے اسلئے کہ اوسکی ترویج خاطر اور تکریم ہو اور عدم رضا اوسکی فسق سے
ظاہر ہو روا نہ ٹھہری تو اجابت دعوت کافر حربی اور مواکلت ساتھ اوسکے کیونکر روا ہو سکتی ہے اور
ساتھ کہانے میں انکی تکریم اور تعظیم ہے اور مسلمان مامور ہیں ساتھ توہین کافروں کے نہ ساتھ اونکی تکریم کے
مسلم نے اپنی صحیح میں اور بخاری نے ادب مفرد میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں ابی ہریرہ رضی
سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبدءوا الیہود والنصاری بالسلام
یعنی تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ابتدا کرو تم یہود اور نصاری سے ساتھ سلام کے
سنن اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے قال بعض اهل العلم انما معنى الكراهية لانه يكون تعظيما لهم وانما امر المسلمون
بتذليلهم یعنی کہا بعض اہل علم نے سوا اسکے نہیں کہ سبب ابتدای سلام کی مکروہ ہونیکا یہ ہے کہ
اسمیں ہوتی تعظیم یہود و نصاری کے اور سوا اسکے نہیں کہ حکم کئے گئے ہیں مسلمان ساتھ اونکی تذلیل کے
اور ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے قوله لا تبدءوا اليهود والنصارى اى ولو كانوا ذميين
فضلا عن غيرهم لان الابتداء به اعزاز لهم ولا يجوز اعزازهم ولا توادهم قال تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله یعنی مراد یہ ہے کہ ابتدا بہ سلام نکرو ساتھ یہود اور نصاری کے
اگرچہ وہ ذمی ہوں چہ جائیکہ غیر ذمیوں سے اسلئے کہ ابتدا ساتھ سلام کے اعزاز ہے اونکا اور نہیں جائز
ہے اعزاز اونکا اور دوستی رکہنا اونسے فرمایا اللہ تعالے نے نہ پاویگا تو ایسی قوم کو کہ ایمان رکہتی ہوں
ساتھ اللہ اور روز آخرت کے کہ دوستی رکہتے ہوں اون لوگوں سے کہ مقابلہ کیا ہے اونہوں نے اللہ
اور اوسکے رسول کا نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واختلف العلماء فی رد السلام على الكفار و
ابتدائهم به فمذهبنا تحريم ابتدائهم به ووجوب رده عليهم بان يقول وعليكم او عليكم فقط ودليلنا فى الابتداء قوله

صلی اللہ علیہ وسلم لاتبدءوا الیہود ولا النصاری بالسلام وفی الرد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا وعلیکم وہذا

الذی ذکرناہ من مذہبنا قال اکثر العلماء وعامۃ الفقہاء اور مختلف ہوئے ہین علما جواب دینے مین سلام مین کافرون پر اور ابتدا سلام مین ساتھ کافرون کے سو مذہب ہمارا تحریم ہے ابتدا کرنا ساتھ سلام کے کافرون سے اور وجوب ہے جواب دینا اونکے سلام کا اسطور سے کہ کہی جواب دینے والا وعلیکم یا علیکم فقط اور دلیل ہماری اسمین کہ پہلے پہل ونسے سلام کرنا حرام ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نہ پہلے پہل سلام کرو تم یہود اور نصاری سے اور دلیل ہماری اسمین کہ واجب ہے جواب دینا اونکے سلام کا یہ — قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس کہو تم اونکے سلام کے جواب مین وعلیکم اور ساتھ اسیکے کہ ذکر کیا ہمنے مذہب اپنا قائل ہوئے ہین اکثر علما اور جمہور فقہا اور ہدایہ مین مرقوم ہے

وانما یوخذون بذلک اظہار اللصغار علیہم وصیانۃ لضعفۃ المسلمین ولان المسلم یکرم والذمی یہان فلا یبدءہ بالسلام ویضیق علیہ الطریق فلو لم یکن علامۃ ممیزۃ فلعلہ یعامل معاملۃ المسلمین وذلک لایجوز

اور سوا اسکے نہین کہ پکڑے جاتے ہین اہل ذمہ ساتھ تمیز کے مسلمانون سے لباس مین اور سواری مین اور زین مین اور ٹوپی مین واسطے ظاہر کرنے خواری کے اونپر اور واسطے بچانے ضعیف مسلمانون کے کہ بسبب مخالطت کے مرتد ہوجائین اور اسلیے کہ مسلمان تکریم کیا گیا ہے اور ذمی اہانت کیا گیا ہے سو پہلے پہل ذمی سے سلام نکیا جاتے اور تنگ کیا جاوے اوسپر راستہ پھر اگر نہوتے نشان تمیز دینے والے ذمی کو مسلمان سے تو شاید معاملہ کیا جاتا ہی ہے مانند معاملہ مسلمانون کے اور معاملہ کرنا ذمی سے مسلمانون کے مانند جائز نہین ہے اور **اشباہ والنظائر** مین مسطور ہے

ولا یبدء الذمی بالسلام الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک وتکرہ مصافحتہ وتحرم تعظیمہ

اور نہ ابتدا کیا جاوے ذمی ساتھ سلام کے مگر حاجت کے لیے اور نہ زیادہ کیا جاوے ذمی جواب سلام مین وعلیک پر اور مکروہ ہے مصافحہ کرنا ذمی سے اور حرام ہے تعظیم اوسکی اور **در مختار** مین مذکور ہے

وتحرم تعظیمہ وتکرہ مصافحتہ ولا یبدء بالسلام الا لحاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک

اور حرام ہے تعظیم ذمی کی اور مکروہ ہے مصافحہ اوس سے اور نہ پہلے پہل سلام کیا جاوے اوس سے مگر حاجت کے لیے اور نہ زیادہ کیا جاوے اوسکے سلام کے جواب مین وعلیک پر اور **فتاوی غرائب** مین ہے

تکرہ المصافحۃ مع الذمی وان صافحہ یغسل یدہ ان کان متوضیا یعنی مکروہ ہے مصافحہ ساتھ ذمی کے

اور اگر مصافحہ کیا مسلمان نے ذمی سے تو دھو ڈالے اپنے ہاتھ کو اگر ہو متوضی اور **بحر الرائق** مین مرقوم ہے

واذا وجب علیہم اظہار الذل والصغار مع المسلمین وجب علی المسلمین عدم تعظیمہم یعنی جبکہ واجب ہوا اہل
ذمہ پر ظاہر کرنا ذلت اور خواری کا ہمراہ مسلمانون کے تو واجب ہے مسلمانون پر اونکی تعظیم نکرنا اور حموی نے
حاشیہ اشباہ مین لکھا ہے قال بعض الفضلاء ہل یشمت عاطسہم اقول الظاہر انہ لا یشمت لان
فیہ اکراما لہم وتعظیما ونحن مامورون باہانتہم وفی شرح الجامع الصغیر عن عمر النہی عن السلام علی الذمی لما فیہ
من التعظیم یعنی کہا بعض فضلاء نے کہ کیا ذمی کے چھینک کا جواب دیا جاوے کہتا ہون مین کہ ظاہر یہی
کہ ذمی کے چھینک کا جواب نہ دیا جاوے اسلئے کہ چھینک کا جواب دینے مین اکرام اور تعظیم ہے اور ہم
اوسکے حکم کیے گئے ہین ساتھ اونکی اہانت کے اور شرح جامع صغیر مین مروی ہے حضرت عمرؓ
سے نہی سلام کرنے کی ذمی پر اسلیے کہ سلام کرنے مین تعظیم ہے اور بیچ حموی کے کراہت مصافحہ
کی وجہ مین لکھا ہے لما فیہ من التعظیم کما فی التمرتاشی یعنی اسلیے کہ مصافحہ کرنے مین تعظیم ہے
جیسا کہ کتاب تمرتاشی مین ہے اور شامی نے رد المحتار مین وجہ کراہت مصافحہ مین لکھا ہے
لان فیہ نوع تعظیم وہو وظاہر اطلاقہ انہا کراہۃ تحریم یعنی اسلیے کہ مصافحہ کرنے مین ایک قسم کی تعظیم ہے
اور دوستی اور ظاہر اطلاق مصنف کا یہ ہے کہ یہ کراہت کراہت تحریمی ہے ابونعیم نے اپنے حلیہ مین
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی ان تصافح المشرکون
یعنی بتحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ مصافحہ کیے جاوین مشرک لوگ اور
بخاری نے ادب مفرد مین عبد الرحمن سے روایت کیا ہے کہ کہا عبد الرحمن نے کہ مر ابن
عمر بنصرانی فسلم علیہ فرد علیہ فاخبر انہ نصرانی فلما علم رجع الیہ فقال رد علی سلامی یعنی گذری عبد اللہ
بن عمر ایک نصرانی پر سو سلام کیا اوسنے تو جواب اوسکے سلام کا دیا عبد اللہ بن عمر نے پھر خبر دیگئی
عبد اللہ بن عمر کو کہ وہ نصرانی ہے سو جب جانا عبد اللہ بن عمر نے کہ وہ نصرانی ہے لوٹ آئے اوسکی
طرف پھر کہا اوس سے کہ پھیر دے مجکو میرا سلام اب اس سے جو اوپر مذکور ہوا بخوبی معلوم ہوگیا کہ
وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۹۶ مین تہذیب سے نقل کیا ہے کہ ان کل
فعل فیہ توقیر الذمی فہو حرام کالقیام والسلام والمصافحۃ والمعانقۃ فلان یحرم علیہم الثلاثۃ حیا بالسلام توقیرہم
سو موافق ہے تمام کتب اسلامیہ کے اور جو صفحہ ۷ سے آخر تک وجوہ لغو لکھی ہین سبحان اللہ یعنی
تحریف دین اسلام پر ہین پہلی وجہ مین جو ایات لکھین کوئی اون آیات مین سے توقیر اور تعظیم ذمی پر

دلالت نہین کرتی ہے چنانچہ لا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی ھی احسن الآیہ مین بیان ہی نیکی کرنے کا بدلے بدی کے اور ذکر ہے اوسکے فائدہ کا کہ بسبب اسکے دشمن دوست بن جاتا ہے اور آیت کریمہ و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما مین بیان ہے اسکا کہ بندگان خدا زمین پر ساتھ تواضع اور وقار اور نرمی کے چلتے ہین نہ پاؤن مارکے اور جوتیان پٹپٹا کے مانند اترانیوالون اور تکبر کرنیوالون کے اور جب سنے ادب لوگ اونسے خطاب کرتے ہین تو کہتے ہین سلام ہی تلو لیجیے اونسے الگ ہو جاتے ہین پس سلام اس آیت مین سلام تحیۃ نہین ہے بلکہ سلام متارکت ہی ایسا ہی مرقوم ہے بیضاوی اور کشاف وغیرہما تفاسیر مین اور بدی کے بدلے نیکی کرنے اور تکبر اور غرور نکرنے اور حقوق نفس سے درگذرنے اور ایذا پر صبر کرنے کے سنلے شبہہ مسلمانونکے دین مین تاکید ہے اسکو توقیر اور تعظیم کافر سے کہ محل بحث ہے کچھ علاقہ نہین اور مدار دوسری وجہ کا تفرقہ ہے درمیان ذمی اور غیر ذمی کے سو فرق درمیان ذمی اور کافر غیر ذمی کے ان امور مین نہین ہے جب تعظیم اور توقیر ذمی کی کہ بسبب اہل ہونے کے عہد اور ذمہ اہل اسلام مین مستحق زیادہ تر رعایت کا ہے اور سلام اور مصافحہ کرنا اوسیے جائز نہوا تو کفار اہل حرب کے تعظیم اور توقیر اور اونسے سلام اور مصافحہ کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے اسلیے کہ باعث عدم تعظیم اور توقیر کفر ہے سو وہ اونمین شدت سے بہ نسبت ذمیون کے موجود ہے چنانچہ اوپر عبارت شرح جامع ترمذی موید اسکی گذر چکی ہے اور فتح الباری شرح صحیح البخاری مین مرقوم ہے الہجران علی مرتبتین الہجران بالقلب والہجران باللسان فہجران الکافر بالقلب وبترک التودد والتعاون والتناصر لاسیما اذا کان حربیا یعنی جدا ہونا دو طریقہ پر ہے ایک جدا ہونا دل کر اور ایک جدا ہونا زبان سے ساتھ ترک کلام کے اور جدا ہونا کافر سے ساتھ دل کے اور اوسکے دوستی اور مدد اور نصرت چھوڑنے سے ہے بالخصوص جبکہ ہووے کافر حربی اور شروط اوس سلطان کے کہ جسکی اطاعت واجب ہے اسلام ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۹ مین لکھا ہے فی التاتارخانیہ الاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی یقلد انتہی سو حاصل کلام تاتارخانیہ کا یہ ہے کہ قضا لینا طرف سے ہر سلطان کے اگرچہ کافر ہو درست ہے یعنی اگر کفار کا اہل اسلام پر تسلط ہو جاوی اور حاکم کافر کسی مسلمان کو قاضی مسلمانون پر واسطے تنفیذ احکام اسلام کے مقرر کرے تو ایسی صورت مین اوس حاکم کافر سے عہدہ قضا کا لینا درست ہے اور تاتارخانیہ والے کا یہ مقصود نہین ہے کہ سلطان

واجب الاطاعت کے شرط اسلام نہین ہے اور یہ مذہب **فتح القدیر** مین تخالف تاتارخانیہ کے ہے
نہر الفائق مین وہی الفائق اعتماد کہا گیا ہے اور شامی نے **رد المحتار** مین اوسیکو ثابت رکہا ہے عبارت
رد المحتار کی یہ ہے وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منہ کما ہو فی بعض بلاد المسلمین
غلب علیہم الکفار کقرطبۃ الان یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منہم یجعلونہ والیا فیولی قاضیا ویکون
ہو الذی یقضی بینہم وکذا ینصبوا اماما یصلی بہم الجمعۃ اھ وہذا ہو الذی تطمئن النفس الیہ فلیعتمد نہر والاشارۃ
بقولہ وہذا الی ما افادہ کلام الفتح من عدم صحۃ تقلد القضاء من کافر علی خلاف ما مر عن التاتارخانیۃ ولکن
اذا ولی الکفار علیہم قاضیا ورضیہ المسلمون صحت تولیتہ بلا شبہۃ انتہی اور **فتح القدیر** مین ہے
اور جب کہ نہو سلطان اور نہ وہ شخص کہ جائز ہو لینا قضا کا اوس سے جیسا کہ مسلمانون کے بعض شہرون پر
کہ غالب ہو گئے ہین کافر مانند قرطبہ کے اسوقت مین ہے تو واجب ہے مسلمانون پر کہ اتفاق کرین ایک
مسلمان پر اپنے آپ مین سے کرین اوسکو والی سو مقرر کرے وہ والی ایک قاضی کو اور رہے وہی
قاضی کہ فیصل خصومات کرے درمیان مسلمانون کے اور اسیطرح کہڑا کرین مسلمان ایک امام کو پڑہاوے
اونکو نماز جمعہ کی اور یہ وہ ہے کہ اطمینان ہے نفس کو طرف اوسکے پس چاہیے کہ اعتماد کیا جاوے اسپر یہ
نہر الفائق مین ہے اور اشارہ صاحب نہر الفائق کا ساتہ اپنے قول وہذا کے اوسکی طرف ہے
کہ افادہ دیا ہے اوسکا کلام **فتح القدیر** نے اور وہ نہ صحیح ہونا تقلد قضا کا ہے کافر سے بخلاف
اوسکے جو گذرا تاتارخانیہ سے ولیکن جب مقرر کرے کافر مسلمانون پر کسی قاضی مسلمان کو اور راضی ہو جاوین
اوس سے مسلمان صحیح ہو جاویگا مقرر کرنا اوس کافر کا بلا شبہہ اور جو تقلد قضا کافر سے جائز رکہتے ہین
اونکے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ کافر مانع قضا بالحق سے نہو ورنہ تقلد قضا کا فر سے بلکہ مسلمان جائر سے
بہی حرام ہے **در مختار** مین ہے الا اذا کان یمنعہ عن القضاء بالحق فیحرم یعنی تقلد قضا سلطان جائر سے
اگرچہ کافر ہو جائز ہے مگر جب کہ ہو وہ سلطان کہ منع کرتا ہو قاضی کو قضا بالحق سے تو حرام ہے اور
فتاوی عالمگیریہ مین ہے انما یجوز تقلد القضاء من السلطان الجائر اذا کان یمکنہ من القضاء بحق
ولا یخوض فی قضایاہ بشیء ولا یبالیہ من تنفیذ لبعض الاحکام کما ینبغی واما اذا لم یمکنہ من القضاء بحق ویخوض
فی القضایا بشیء ولا یمکنہ من تنفیذ بعض الاحکام کما ینبغی لا یتقلد منہ یعنی سوا اسکے نہین کہ جائز ہے
لینا عہدہ قضا کا سلطان جائر سے جب کہ ہو وہ سلطان کہ اختیار دیوے اس قاضی کو حکم کرنیکا

ساتھ حق کے اور نہ دخل دے آپ قاضی کے مقدموں مین ساتھ شر کے اور نہ منع کرے قاضی کو جاری
کرنے بعض حکموں سے جیسا کہ چاہئے اور ای پر جب کہ نہ اختیار دی سلطان کافر قاضی کو حکم کرنیکا ساتھ حق کے
اور دخل دے آپ اوسکے مقدمات مین ساتھ شر کے اور نہ اختیار دی اوسکو بعض احکام کے جاری کرنیکا
جیسا کہ چاہی تو قضا کا عہدہ اوس سلطان جائر سے نہ پایا جاوے اور جناب سید احمد خان صاحب نے
اسی صفحہ ۹۵ مین جو لکہا ہے دفی الدر المختار ان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا واحرزوہا بدارہم ملکوہا ونفترض
علینا اتباعہم انتہی سو ہمین اہل اسلام حنفی مذہب کو نزاع نہین ہے کہ جب کافر مسلمانون کے مال پر غالب
اجاوین اور اوس مال کو اپنے ملک مین لیجاوین تو وہ مالک اوس مال کے ہوجاتے ہین نزاع اونکی مغطرادر
تکرم اور مطاع ہوجانے مین ہے استیلا سے مالک ہوجانا اموال کا کچہ اونکے مطاع ہونے سے نہین ہے
بلکہ اوسکا سبب مال غیر معصوم ہوجانا مال کا ہے اونکے حق مین یا استیلا مباح پر اگر پوری عبارت درمختار کی
بیچ مین سے حذف کرکے جناب سید احمد خان صاحب نقل نہ فرماتے تو یہ بات خود درمختار کی عبارت سے
ظاہر تہی بدون حذف و تصرف کے عبارت درمختار کی یہ ہے وان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا و
احرزوہا بدارہم ملکوہا للاستیلاء علی مباح لان الصحیح من مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیاء التوقف والاباحۃ
رای المعتزلۃ بل لان العصمۃ من جملۃ الاحکام المشروعۃ وہم لم یخاطبوا بہا فبقی فی حقہم مالا غیر معصوم فیملکونہ کما حققہ
صاحب المجمع فی شرحہ ونفترض علینا اتباعہم یعنی اور اگر غالب ہوجاوین کافر ہمارے مالون پر اگرچہ مال ہمارا
بردہ مسلمان ہو اور لیجاتین اون مالون کو اپنی ملک یعنی دار الحرب مین مالک ہوجاوینگے وہ کافر اون مالونکے
نہ بسبب استیلا اور کمال قدرت پانی کے مباح پر اسلیئے کہ مذہب صحیح اہل سنت کا یہ ہے کہ اصل اشیا مین توقف
ہے اور اباحت رای معتزلہ کی ہے بلکہ اسلیئے مالک ہوجاوینگے کہ عصمت جملہ احکام مشروعہ سے ہے اور
کفار مخاطب نہین ہین ساتھ احکام شروعہ کے تو رہجاویگا وہ مال کافرونکے حق مین مال غیر عصمت والا پس
مالک ہوجاوینگے وہ کافر اوس مال کے جیسا کہ تحقیق کیا ہے اسکو صاحب مجمع البحرین نے
شرح مجمع البحرین مین اور فرض ہے ہمپر پیچہے لگے رہنا اون کافرونکے واسطے چہوڑنے اپنے
مالونکے اب یہان یہ بات کہل گئی کہ اتباع کے معنی قول درمختار مین ونفترض علینا اتباعہم مین اطاعت
کی نہین ہین جیسا کہ جناب سید احمد خان صاحب نے سمجہے ہین اور ترجمہ اوسکا اطاعت کیا ہے
بلکہ اتباع کے معنی یہان پیچہے جانے کے ہین جیسے اتباع المختار بولتے ہین اور حدیث مین آیا ہے

اتبعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج لحاجتہ کرمانی نے اسکی شرح مین لکہا ہے ای تبعت ورائہ یعنی
چلا مین پیچہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس حال مین کہ آپ نکلی تہے اپنے حاجت کے لیئے اور خود صاحب
درمختار نے در المنتقی شرح ملتقی مین لکہا ہے ویفترض علینا اتباعہم ای اموالنا فان دخلوا بہا
دارہم لم یفترض بل یندب الا للذراری فیفترض اتباعہم مطلقا یعنی اور فرض ہے ہم پر پیچہے جانا اونکے
جب تک کہ رہین وہ ہمارے ملک مین پہر اگر داخل ہو جاوین ساتہہ ہمارے مالونکے اپنے ملک مین تو
نہین فرض ہے بلکہ مندوب ہے مگر واسطے چہوڑانے بال بچونکے پس فرض ہے پیچہے جانا اونکے مطلق
اگرچہ وہ ہمارے بال بچون کو لیکر اپنے ملک مین داخل ہو جاوین طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین
لکہا ہے قولہ فی شرح الملتقی ویفترض علینا اتباعہم ما داموا بدارنا ای لاستنقاذ الاموال فان دخلوا بہا دارہم
لم یفترض علینا بل یندب الا للذراری فیفترض اتباعہم مطلقا اہ بزیادۃ من الحلبی یعنی لکہا صاحب درمختار نے
شرح ملتقی مین اور فرض ہے ہم پر پیچہے جانا اونکے جب تک کہ رہین ہمارے ملک دار الاسلام مین یعنی واسطے
چہوڑانے مالونکے پہر اگر داخل ہو جاوین ساتہہ مالونکے اپنے ملک دار الحرب مین تو نہین فرض ہے پیچہے
جانا اونکے بلکہ مندوب ہی مگر واسطے چہوڑانے بال بچونکے پس فرض ہے پیچہے جانا اونکے مطلقا اگرچہ
وہ داخل ہو جاوین دار الحرب مین آخر ہوا قول مصنف کا شرح ملتقی مین ساتہہ کچہہ زیادت کے حلبی سے
اور شامی نے رد المحتار مین لکہا ہے قولہ یفترض علینا اتباعہم ای لاستنقاذ اموالنا ما داموا فی دار الاسلام
فان دخلوا دار الحرب لا یفترض بل الاولی الاتباع بخلاف الذراری یفترض اتباعہم مطلقا ح عن المحیط قولہ
مطلقا ای وان دخلوا دار الحرب لکن ما لم یبلغوا حصونہم کما قدمناہ فی اول الجہاد عن الذخیرۃ یعنی فرض ہے
ہم پر پیچہے جانا اونکے یعنی واسطے چہوڑانے اپنے مالون کے جب تک کہ رہین وہ دار الاسلام مین پہر اگر
داخل ہو جاوین دار الحرب مین ہمارے مال لیکر نہین فرض ہے اور اولی اس صورت مین بہی پیچہے جانا ہے
برخلاف بال بچونکے کہ اگر وہ لیگئے ہون تو اونکے چہوڑانے کے لیئے پیچہے جانا اونکے مطلقا فرض ہے
نقل کیا ہے اسکو بحر الرائق مین محیط سے اور مراد مطلقا سے یہ ہے کہ اگرچہ داخل ہوگئے
ہون دار الحرب مین لیکن جب تک کہ نہ پہونچے ہون اپنے قلعون مین جیسے کہ پہلے ذکر کر چکے ہین ہم
اول جہاد مین ذخیرہ سے اور یہ جو قول درمختار مین کہ کفار مخاطب ساتہہ احکام شرعیہ کے
نہین ہین محشیون نے کلام کیا ہے طحطاوی نے لکہا ہے جری علی غیر الاصح والاصح انہم مخاطبون

ادائیہ و اعتقادا والما التقدم یعنی حلبی صاحب در مختار اس قول مین غیر اصح پر اور اصح یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتھ احکام شرعیہ کے ادا کرنے اور اعتقاد رکھنے ہین اور شامی نے کئی وجہ سے یہان نظر وارد کی ہے

چنانچہ دوسری وجہ کے بیان مین لکھا ہے الثانی ان الکفار مخاطبون بالایمان وبالعقوبات سوی حد الشرب وبالمعاملات وانما الخلاف فی العبادات کما قدمناہ یعنی دوسری وجہ نظر کی یہ ہے کہ کفار مخاطب ہین ساتھ ایمان کے اور ساتھ عقوبات کے سواے حد شراب خوری کے اور ساتھ معاملات کے اور سوا اسکے نہین کہ خلاف ہے عبادات مین جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین اوسکو اور اس ملک کے مسلمانون کی مثال ساتھ بنی اسرائیل کے مان فرعون کے دنیا محض بیجا ہے اور قیاس غیر مکرہ کا مکرہ پر اسلیئے کہ نصاری حکام اس ملک کے اہل اسلام پر اکراہ اور جبر کسی بات مین نہین کرتے ہین اور مسلمانون کے دین سے کچھ تعرض نہین رکھتے ہین برخلاف فرعون کے کہ بنی اسرائیل پر جبر و تعدی ہر بات مین کرتا تھا اور اونکے دین سے بھی تعرض رکھتا تھا تو ناچار بنی اسرائیل اکراہ سے ناسزا باتین قبول کر لیتے تھے اور ہجرت سے پہلے مسلمانون سے اگر کوئی کام خلاف طریقہ اسلامی کی مشرکین کے ساتھ برتا ہے تو وہ بھی بسبب اکراہ کے تھا نہ رضا اور رغبت سے اور ملک حبشہ کو جو مسلمانون نے ہجرت کی تو بادشاہ وہان کا گو پہلے نصرانی تھا لیکن رغبت اہل اسلام کی طرف رکھتا تھا اور نہایت تواضع اور تکریم سے ساتھ مسلمانونکے پیش آتا اور کوئی کام ناسزا اونسے نہین لیتا تھا چنانچہ آخر کو مسلمان ولے ہوا اور خود سرور عالم صلعم نے اوسکے جنازہ کی نماز پڑھی اور **وجہ ہشتم** یہ ہے کہ کھانا کھانا ساتھ اہل کتاب کے اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو جانا اونکا آثار موالاۃ سے ہے اور نشان ہے اونکے ساتھ دوستی رکھنے کا اور موالاہ ساتھ کافرونکے اگرچہ اہل کتاب ہوں ممنوع ہے امام مالک نے **موطا** مین ثور بن زید الدیلی سے روایت کیا ہے کہ ثور روایت کرتے ہین عبد اللہ بن عباس سے کہ انہ سئل عن ذبائح نصاری العرب فقال لاباس بہا وتلا ہذہ الآیۃ ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنی عبد اللہ بن عباس سوال کئے گئے ذبیحہ نصاری عرب سے سو فرمایا عبد اللہ بن عباس نے کہ نہین ڈر ہے ساتھ کھانے اونکے ذبیحہ کے اور تلاوت فرمائی یہ آیت کہ جسکا ترجمہ یہ ہے اور جو شخص کہ دوستی رکھے ساتھ یہود اور نصاری کے سو وہ اونہین مین سے ہے **محلی شرح موطا** مین مرقوم ہے یعنی وتحلیہم وان حلت لکن لاتجوز موالاتہم واحسانا علیہم یعنی مراد ابن عباس کی تلاوت فرمانی اس آیت سے استغنام یہ ہے کہ ذبیحہ اونکا اگرچہ حلال ہے لیکن نہین جائز ہے موالاۃ اور دوستی

کیسی اور تیسے اور حاکم [illegible] اور بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نفس تحشر علی ہواہا فمن ہوی الکفرۃ فہو مع الکفرۃ
ولا ینفعہ عملہ شیئا یعنی کہا حضرت جابر نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نفس حشر کیا جائیگا اپنی
دوستی پر اور جو شخص دوست رکھتا ہے کافروں کو پس وہ ساتھ کافروں کے ہے اور نفع نہ دیگا اوسکو عمل
اوسکا کچھ اور دیلمی نے **فردوس** میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان قوما احبوا قوما حتی ہلکوا فی حبہم فلا تکونوا مثلہم یعنی تحقیق ایک قوم نے دوست رکھا ایک
قوم کو یہانتک کہ ہلاک ہو گئے اونکی دوستی میں پس نہو تم مانند اونکے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف
میں اور سعید بن منصور نے اپنے سنن میں اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے اپنی اپنی تفسیر میں استق رومی سے
روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب وکان یقول لی اسلم فانک لو اسلمت استعنت بک علی امانۃ
المسلمین فانی لا استعین علی امانتہم من لیس منہم فابیت علیہ فقال لا اکراہ فی الدین یعنی کہا استق رومی نے کہ
تھا میں مملوک بیچ عمر بن الخطاب کے اور تھے عمر بن الخطاب فرماتے مجھے کہ اسلام لا تو لیکن تحقیق تو
اگر اسلام لائیگا تو مددچاہونگا میں ساتھ تیرے مسلمانوں کے امانت پر اسلئے کہ میں نہیں مدد چاہتا ہوں
مسلمانوں کی امانت پر ساتھ اوسکے کہ نہیں ہے مسلمانوں میں سے کا انکار کیا میں نے اسلام لانے سے
تو کہا حضرت عمر نے مجھے کہ نہیں ہے زبردستی دین میں اور ابن سعد نے **طبقات** میں بھی استق
رومی سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ قال کنت مملوکا لعمر بن الخطاب وانا نصرانی وکان یعرض علی الاسلام
ویقول انک ان اسلمت استعنت بک علی امانتی فانہ لا یحل لی ان استعین بک علی امانۃ المسلمین ولست علی دینہم
فابیت علیہ فقال لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ الوفاۃ اعتقنی وانا نصرانی وقال اذہب حیث شئت
یعنی کہا استق رومی نے کہ تھا میں مملوک بیچ عمر بن الخطاب کے اس حال میں کہ میں نصرانی تھا سو تھے
عمر بن الخطاب عرض کرتے مجھپر اسلام کو اور فرماتے تحقیق تو اگر اسلام لائیگا مددچاہونگا میں ساتھ تیرے
اپنی امانت پر اسلئے کہ نہیں حلال ہے مجکو کہ مدد چاہوں میں ساتھ تیرے مسلمانوں کی امانت پر اس حال
میں کہ نہیں ہے تو اونکے دین میں تو انکار کیا میں نے اونسے اسلام لانے سے تو فرمایا نہیں ہے
زبردستی بیچ دین میں پھر جب حاضر ہوئے اونکے وفات آزاد کر دیا مجکو اس حال میں کہ میں نصرانی تھا
اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے **شعب الایمان** میں عیاض اشعری سے روایت

کیا ہے کہ ان عمر امر ابا موسی الاشعری ان یرفع الیہ ما اخذ و ما اعطی فی ادیم واحد و کان لہ کاتب نصرانی فرفع
الیہ ذلک فعجب عمر وقال ان ہذا لحفیظ ہل انت قاری لنا کتابا فی المسجد جاء من الشام فقال انہ لا یستطیع ان
یدخل المسجد قال عمر ا جنب ہو قال لا بل ہو نصرانی فانتہرنی وضرب فخذی ثم اخرجہ ثم قرأ لا تتخذوا الیہود
والنصاری اولیاء۔ یعنی تحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ابا موسی اشعری بصرہ کے حاکم کو کہ پیش
کریں سامنے انکے وہ جو لیا ہے اور دیا ہے ایک چمڑے میں کہ بطور کاغذ کے اوسوقت مروج تہا اور تہا
ابو موسی اشعری کا ایک منشی نصرانی سو پیش کیا اوس منشی نصرانی نے سامنے حضرت عمرؓ کے اوسکو لکہکر تو
خوش ہوے حضرت عمرؓ اور کہا تحقیق یہ البتہ سیاق دان ہے کیا یہ پڑھیگا ہمارا ایک خط مسجد میں کہ آیا ہے شام
سے تو کہا ابو موسی اشعری نے کہ یہ نہیں استطاعت رکہتا ہے اسکی کہ داخل ہو مسجد میں فرمایا حضرت عمرؓ نے
کیوں کیا یہ احتیاج غسل میں ہے کہا ابو موسی اشعری نے نہیں بلکہ یہ نصرانی ہے کہا ابو موسی اشعری نے
تو للکارا مجکو حضرت عمر نے مجکو اور مارا میری ران کو واسطے تنبیہ کے اور آگاہ کرنے کے پہر نکال دیا اوس
منشی نصرانی کو پہر پڑہی یہ آیت کہ ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو دوست بعض اونکے
بعضوں کے دوست ہیں اور جو شخص کہ دوستی رکہے اونکے ساتھ وہ اونہیں میں سے ہے اور شیخ الاسلام
احمد بن تیمیہ حنبلی نے اپنے کتاب منع مشابہت کفار میں لکہا ہے الموالاۃ والمودۃ وان کانت متعلقۃ بالقلب
لکن المخالفۃ فی الظاہر اعون علی مقاطعۃ الکافرین ومباینتہم ومشارکتہم فی الظاہر وان لم تکن ذریعۃ او سببا قریبا
او بعیدا الی نوع ما من الموالاۃ والموادۃ فلیس فیہا مصلحۃ المقاطعۃ والمباینۃ مع انہا تدعو الی نوع ما من المواصلۃ کما توجبہ
الطبیعۃ وتدل علیہ العادۃ ولہذا کان السلف یستدلون بہذہ الآیات علی ترک الاستعانۃ بہم فی الولایات روی الامام
احمد باسناد صحیح عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال قلت لعمر رضی اللہ عنہ ان لی کاتبا نصرانیا قال مالک
قاتلک اللہ اما سمعت اللہ یقول یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض الا اتخذت
حنیفا قال قلت یا امیر المومنین لی کتابتہ ولہ دینہ قال لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ
اقصاہم اللہ یعنی موالاۃ اور مودت اگرچہ ہے متعلق ساتہ دل کے لیکن مخالفت ظاہر میں مددگار تر ہے
قطع کرنے پر کافروں سے اور الگ ہو جانے پر اونسے اور مشارکت اونکی ظاہر میں اگرچہ نہیں ہے
ذریعہ یا سبب قریب یا بعید طرف کسی قسم کے موالات اور موادت کے لیکن نہیں ہے اونکی مشارکت
میں مصلحت مقاطعت اور مباینت کی اونسے باوجودیکہ مشارکت ساتہ اونکے داعی ہے طرف ایک قسم

کے ملاپ کے جیسا کہ موجب ہے اوسکو طبیعت اور دلالت کرتی ہے اوسپر عادت اور واسطے اسیکے
تہے سلف ولیں لاتے ساتہہ ان آیات کے کہ بیچ منع وارد ہے موالات کفار سے ترک استعانت پر
ساتہ کافرون کے حکومت اور ریاست کے کامون مین روایت کیا ہے امام احمد نے باسناد صحیح ابوموسیٰ
اشعری سے کہا ابوموسیٰ نے کہ کہا مین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میرا ایک کاتب یعنی منشی نصرانی
ہے فرمایا حضرت عمر نے ابوموسیٰ اشعری سے کیا ہے تجکو کارزار کرے تجسے اللہ تعالیٰ اور تعجب ہے تجسے
کیا نہیں سنا تو نے اللہ کا فرمانا ہے اے ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاریٰ کو دوست بعض اونکے
دوست ہیں بعض کے کیون نہ لیا تو نے کاتب موحد یعنی مسلمان کہا ابوموسیٰ نے کہ کہا مین نے اے
امیرالمومنین میرے لئے لکہنا اوسکا ہے اور اوسکے لئے دین اوسکا ہے یعنی مجھے اوسکی کتابت کی
کام ہے اوسکے دین سے کیا کام ہے فرمایا حضرت عمر نے ابوموسیٰ سے نہ اکرام کر یہود اور نصاریٰ کا جبکہ
اہانت کی ہے اونکی اللہ نے اور نہ عزیز ٹھیرا اونکو جب کہ ذلت دی ہی اونکو اللہ نے اور نہ مقرب بنا اونکو
جبکہ دور ڈالا ہے انکو اللہ نے اب یہان سے ظاہر ہے کہ جناب سید احمد خان صاحب نے
جو صفحہ ۱ اور صفحہ ۲ مین لکہا ہے کہ تفسیر نیشاپوری مین ابوموسیٰ سے روایت ہے
قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا اما سمعت ہذہ الآیۃ
لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم
اذ ابعدہم اللہ اس حدیث کا کہین حدیث کی کتابون مین ٹھکانا نہیں ہے اس قسم کی حدیثین لاعبا ہ مین
داخل ہین انتہی. نہایت درجہ کی جرءت اور بیباکی ہے کہ اپنی لاعلمی سے اس حدیث کو کہ مسند امام احمد مین
باسناد صحیح موجود ہے اور بروایت ابن ابی حاتم و بیہقی اوسکی شاہد اور عامہ تفاسیر مانند تفسیر نیشاپوری
اور کشاف اور کبیر وغیرہا مین منقول لاعبا بہ ٹھیرا دیا اور حکم کر دیا کہ اس حدیث کا کہین حدیث کی کتابون
مین ٹھکانا نہین ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ آل عمران مین لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من
دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم تقاۃ یعنی نہ بناوین مسلمان کافرونکو دوست مسلمانونکو
چھوڑکر اور جو کرے یہ کام تو وہ نہین ہے اللہ کا کوئی مگر یہ کہ بچاؤ تم بچاؤ تفسیر کشاف مین مرقوم ہے
نہوا ان یوالوا الکافرین لقرابۃ بینہم او صداقۃ قبل الاسلام او غیر ذلک من الاسباب التی یتصادق بہا ذیاً
وقد کرر ذلک فی القرآن ومن یتولہم منکم فانہ منہم لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء لا تجد قوما یومنون باللہ

والمحبة فی اللہ والبغض فی اللہ باب عظیم واصل من اصول الدین یعنی منع کیے گئے مسلمان اس سے کہ دوستی
رکھین کافرون سے بسبب قرابت کے کہ درمیان اونکے تھی یا دوستی کے کہ اسلام سے پہلے تھی یا بسبب
اور اسباب کے کہ سبب دوستی او معاشرت کی ہوتی ہین اور مکرر لائی گیی ہے یہ نہی قران مین آیات ومن یتولہم منکم فانہ
منہم اور لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء اور لا تجد قوما یومنون باللہ الایہ مین اور محبت بسبب اللہ کے اور بغض بسبب
اللہ کے بڑا باب ہے اور اصل ہے اصول دین مین سے اور فرمایا اللہ صاحب نے بہی سورہ آل عمران مین
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا یعنی ای ایمان والو نہ ٹہیراو بہیدی یار اپنے غیرونکو کمی نہین
کرتے ہین وہ تمہاری خرابی مین معالم التنزیل مین مرقوم ہے قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یواصلون
الیہود لما بینہم من القرابۃ والصداقۃ والحلف والرضاع فانزل اللہ تعالی ہذہ الایۃ فنہاہم عن مباطنتہم خوف الفتنۃ علیہم و
قال مجاہد نزلت فی قوم مومنین کانوا یصادقون المنافقین فنہاہم اللہ عن ذلک وقال یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا
بطانۃ من دونکم ای اولیاء واصفیاء من غیر اہل ملتکم فرمایا ابن عباس نے کہ تہی مرد مسلمان کہ ملاپ رکہتے تہے یہود
سے بسبب اسکے کہ تہی آپس مین اونکی قرابت اور دوستی اور ہم سوگندی اور ناتا دودہ کا تو اوتارے اللہ تعالی نے
یہ آیت پس منع فرمایا اللہ تعالی نے مسلمانونکو اونکے بہیدی یار بنانے سے بسبب ڈر فتنہ کے اون پر اور
کہا مجاہد نے کہ اوتری ہی یہ آیت درباب ایک قوم مسلمان کے کہ تہے دوستی رکہتے منافقونسے سو منع فرمایا
اونکو اللہ صاحب نے اس سے اور فرمایا ای ایمان والو نہ بناؤ تم بہیدی یار اپنے غیر کو یعنی نہ بناو دوست اور
خالص یار اپنی غیر دین والیکو اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ نساء مین یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء
من دون المومنین یعنی ای ایمان والو نہ بناؤ کافرونکو دوست مسلمانونکو چہوڑکر تفسیر کبیر مین مسطور ہے
والسبب فیہ ان الانصار بالمدینۃ کان لہم فی بنی قریظۃ رضاع وحلف ومودۃ فقالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من نتولی فقال المہاجرین فنزلت ہذہ الآیۃ والوجہ الثانی ما قالہ القفال وہو ان ہذا نہی للمومنین عن موالاۃ المنافقین
یقول قد ثبت لکم اخلاق ہولاء المنافقین ومذاہبہم فلا تتخذوہم اولیاء اور سبب اسمین یہ ہے کہ انصار مدینہ مین تہے
اونکے بنی قریظہ یہود مدینہ مین قرابت داری دودہ کی اور ہم سوگندی اور دوستی سو کہا انصار نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسکو دوست بناوین ہم سو فرمایا آپ نے کہ دوست بناو مہاجرین کو تو اوتری یہ آیت اور وجہ
دوسری اسکے سبب نزول مین وہ ہے جو کہے ہے قفال نے اور وہ یہ ہے کہ یہ منع کرتا ہے مسلمانونکو
موالاۃ اور دوستی منافقون سے کہ فرماتے ہین اللہ صاحب کہ ثابت ہو چکے تمکو اخلاق ان منافقون کے اور

اونکے مذہب تو نہ بنا و تم ان منافقون کو دوست اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۹۲ میں لکھا ہے
علاوہ اسکے یہ آیت انصار ہی کے لیے آئی تھی جو حلیف یعنی دینی بھائی بنی قریظہ کے تھے جب دونون نے
پوچھا کہ اب ہم کس سے دوستی کرین تو حضرت نے فرمایا کہ مہاجرین سے اور اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی جس سے
صاف ظاہر ہے کہ جو محبت کہ من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہے انتہی اسمین کئی وجہ کلام ہے اول یہ کہ آیت انصار
کے لیے آئی کہ وہ مسلمان تھے نہ کہ بنی قریظہ نصاری کے لیے دوسرے حلیف کے معنی دینی بھائی کے غلط ہین اسلیے کہ
حلیف کے معنی لغت مین ہم سوگند کے ہین چنانچہ منتہی الارب مین مرقوم ہے حلیف کامیہ ہم سوگند وہم عہد
انتہی اور عرف مین حلیف مدد کرنے پر عہد باندھنے والیکو کہتے ہین بزمان جاہلیت قبائل عرب بعض حلیف بعض
کے تھے کہ ہر قبیلہ قتال وغیرہ مین مدد اپنے حلیف کے کرتا تھا جامع الاصول مین حلیف کی تفسیر یہ مرقوم
ہے ہو من یحلف لک و تحلف له علی التناصر یعنی حلیف وہ شخص ہے کہ عہد باندہے واسطے تیرے اور عہد باندہے
تو اوسکے لیے باہم مدد کرنے پر اور مجمع البحار مین مرقوم ہے وفیه الحلف فی الاسلام اصله المعاقدة
والمعاہدة علی التعاضد والتناصر فما کان منه فی الجاہلیة علی الفتن والقتال بین القبائل والغارات فذلک نہی عنه
بالحدیث وما کان فیها علی نصر المظلوم وصلة الارحام کحلف المطیبین ونحوه فہو وفیه وایما حلف کان فی الجاہلیة لم یزده الاسلام
الا شدة یعنی او حدیث مین ہے کہ نہین ہے حلف اسلام مین اصل حلف کے عقد باندھنا اور عہد کرنا ہے توڑ
دینے اور مدد کرنے پر سو جو ہے وہ سے حلف جاہلیت مین فتن یا قتال پر درمیان قبیلون کے اور غارتگری
پر تو اوس سے منع کیا گیا ہے اس حدیث مین اور جو تھے حلف جاہلیت مین مدد کرنے مظلوم اور احسان کرنے
ناتے دارون پر مانند حلف مطیبین کے اور مانند اوسکے تو وارد ہوا ہے اوسکے حق مین اور جو نسے حلف کہ
تھی جاہلیت مین نہین زیادہ کیا ہے اوسمین اسلام نے مگر قوت کو اور مطیبین نام ہے چند قبائل کا انہین حلف
والون سے تیسری اس آیت مین منع ہے مطلق دوستی رکھنا کافرون سے قید من حیث الدین نہ کسے
لفظ آیت سے اور اوسکی شان نزول سے پائی نہین جاتی ہے بلکہ ظاہر عموم ہے اسلیے کہ اس آیت مین
منع کیا گیا ہے صحابہ کرام کو کہ مسلمان کامل تھے کافرون کی دوستی رکھنے سے اور یہ خیال اس سے
وہ کافرون سے دوستی رکھتے تھے تو ایسے کاملین کے طرف کافرون سے دوستی من حیث الدین
رکھنیکا گمان کیونکر ہو سکتا ہے بہر حال صاف ظاہر ہوا اسکا کہ جو محبت من حیث الدین ہو وہی ممنوع شرعی ہے
یہ دعوی جناب سید احمد خان صاحب کا ہے صریح البطلان ہے اور جناب سید احمد خان صاحب

نے جو صفحہ ۶۱ اور صفحہ ۶۷ مین لکھا ہے اور دوسری روایت اس آیت کی شان نزول مین یہ لکھی
ہے کہ یہ آیت منافقون سے موالات کرنے کے امتناع مین آئے یعنی سچے مسلمان منافقونکو بہی سچا
مسلمان سمجھتے تھے مسلمانون کے سے محبت اونکے ساتھہ رکہتے تھے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ منافقین
سچے مسلمان نہین مین اونکے ساتھہ سچی مسلمانون کی سی محبت نکرو انتہی سو جب دوسری روایت کی
یہ مطلب نہین ہے کہ سچے مسلمان مسلمانونکی سی اونکے ساتھہ محبت رکہتے تھے سو حکم ہوا کہ منافق
سچے مسلمان نہین ہین اونکے ساتھہ سچی مسلمانون کی سے محبت نکرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان منافقون کو
مسلمان سمجھکر اونسے دوستی رکہتے تھے تو حکم ہوا مسلمانون کو کہ جب منافقون کا حال معلوم ہوگیا کہ
مسلمان نہین ہین تو اونکے ساتھہ دوستی مت رکھو کہ دوستی رکہنا مسلمانون سے چاہئیے نہ کافرون
سے اور دلیل اس آیت کے تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہے نہی اللہ المومنین عن موالاۃ الکافرین
یعنی منع فرمایا ہے اللہ نے مسلمانون کو کافرون کی موالاۃ سے اور تفسیر مظہری مین مسطور
ہے فان موالاتہم اہلک المنافقین وعیرہم الی النفاق فاحذروہم یعنی کافرونکو اسلیئے دوست مت پکڑو کہ
اونکی دوستی نے ہلاکت مین ڈالدیا ہے منافقون کو اور پہیر دیا ہے اونکو طرف نفاق کے تو بچو تم اونکے
دوست پکڑنے سے اور انوار التنزیل مین مذکور ہے فانہ صنع المنافقین ودیدنہم فلا تتشبہوا بہم یعنی دوست
نبناؤ کافرون کو اسلیئے کہ یہ طریقہ منافقونکا اور عادت اونکی ہے تو مشابہت نکرو تم ساتھہ منافقون کے اور
تفسیر کشاف مین ہے لا تتشبہوا بالمنافقین فی اتخاذہم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء یعنی اے ایمان
والو نہ مشابہت کرو ساتھہ منافقون کے اونکے دوست بنانے مین یہود وغیرہم اعداء اسلام کو اور جناب
سید احمد خان صاحب نے حاصل مطلب اس عبارت کشاف کا جو صفحہ ۶۷ مین لکھا ہے
کہ منافقین ظاہر مین مسلمانون سے ملے ہوئے تھے اور باطن مین ولی محبت من حیث الدین کافرون
سے رکہتے تھے پس اسطرح کی محبت کافرون کے ساتھہ رکہنے مین ممانعت فرمائی انتہی سو
یہ حاصل اس عبارت کشاف کا نہین ہے بلکہ حاصل اسکا یہ ہے کہ کافرونسے محبت رکہنے مین مشابہت
ہے ساتھہ منافقون کے اسلیئے کہ یہ طریقہ اونکا ہے تو تم کافرون کی محبت رکہکر مشابہت منافقون کی نکرو
اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۷ اور صفحہ ۷۸ مین عبارت نقل کرکے لکھا ہے
وقد کان تلک الاحکام فی ابتداء الاسلام الخ یعنی تھے یہ احکام یعنی منع موالاۃ کفار وغیرہ ابتدای اسلام مین ابتہ

احکام منہی عنہا ہیں اور موالات کفار سے درست ہے سو یہ ابطال مجموعہ آیات و حدیث ذیل سے ہوا یعنی ہے

اور اہل اسلام اسکو الحاد اور زندقہ کہتے ہیں اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ میں یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا

الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو یہود اور نصاریٰ کو دوست بعضے

اونکے دوست ہیں بعض کے اور جو دوست بناوے اونکو تم میں سے تو وہ انہیں میں سے ہے نیچے اس آیت

کے **تفسیر نیشاپوری** میں ہے ہذا التغلیظ من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءیٰ ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسیٰ فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تامنوہم

اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ یعنی ومن یتولہم منکم فانہ منہم ہے تشدد کرنا ہے اللہ کی طرف سے اور سختی کرنا

واجب ہونے کنارہ کشی کرنے میں دین کے مخالف سے اور کنارہ ہو جانے میں اس سے جیسی کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دیکھی جاتیں آگ مسلمان اور کافر کی یعنی اسقدر دور رہیں اور اسی قسم سے ہے قول

حضرت عمر کا ابو موسیٰ اشعری سے بیچ اونکے کاتب نصرانی کے حق میں کہ نہ اکرام کرو تم کافروں کا جب اہانت

کی ہے انکی اللہ نے اور نہ امین پکڑو تم اونکو جب کہ خائن ٹھیرایا ہے اونکو اللہ نے اور نہ پاس بٹھاؤ تم اونکو

جبکہ دور کیا ہے اونکو اللہ نے اور **کشف الغشا** میں [illegible] ہے [illegible] ان قوما من اہل مکۃ اسلموا

وکانوا مقیمین بہا قبل الفتح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا بری من کل مسلم مع مشرک قیل لم یا رسول اللہ

قال لا تتراءیٰ ناراہما ای یجب ان یتباعد منزلاہما بحیث اذا اوقدت نارا لم تلح ای لم تظہر للاخری یعنی ذکر کیا گیا

ہے کہ ایک قوم اہل مکہ میں سے مسلمان ہوئے اور رہتے وہ اقامت رکھنے والے مکہ میں قبل فتح

مکہ کے سو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں بیزار ہوں اور الگ ہوں ہر مسلمان سے جو رہتا ہے

ساتھ مشرک کے سو کہا گیا کیوں یا رسول اللہ فرمایا آپ نے نہ دکھی جاتیں آگیں مسلمان اور مشرک کی یعنی

واجب ہے کہ باہم مسلمان اور مشرک دور رہیں اسطرح کہ جب سلگائی جاتیں آگیں دونوں کی تو نہ ظاہر ہو ایک

آگ دوسری آگ کو اور **تفسیر کبیر** میں مذکور ہے قال ابن عباس یرید کانہ مثلہم وہذا التغلیظ من اللہ وتشدید

فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین ونظیرہ قولہ ومن لم یطعمہ فانہ منی ثم قال ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین

وروی عن ابی موسیٰ الاشعری انہ قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک قاتلک اللہ الا اتخذت

حنیفا اما سمعت قول اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ فقال

لا اکرمہم اذ اہانہم اللہ ولا اعزہم اذ اذلہم اللہ ولا ادنیہم اذ ابعدہم اللہ قلت لا یتم امر البصرۃ الا بہ فقال مات النصرانی

الاسلام یعنی ہٹ جاوے قد ارتد فی الحنیع بعدہ فاقتلہ بعد موتہ فاحملہ الآن واشعن عنہ بغیرہ یعنی کہا ابن عباس نے کہ
مراد منہم سے کافر ہو جانا مانند اونکے ہے اور یہ وعید شدید کرنا اللہ کی طرف سے اور سختی کرنا واجب ہونے
کنارہ کشی میں مخالف سے دین میں اور نقل کیا اسکا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جو نہ اطاعت کرے
کافر کی تو وہ مجھ سے ہے پھر فرمایا اللہ صاحب نے کہ بے شک اللہ راہ نہیں دیتا ہے قوم ظالم کو اور روایت کیا گیا
ہے ابو موسی اشعری سے کہ اونہوں نے روایت کیا ہے کہ کہا میں نے عمر بن الخطاب سے کہ میرے
پاس ایک کاتب نصرانی ہے سو فرمایا حضرت عمر نے کیا ہی تجکو لڑی تجکو اللہ یعنی تعجب ہے تجسے
کیوں نہیں لیا تو نے کاتب موحد کو کیا نہیں سنا تو نے فرمانے اللہ تعالے کو کہ جسکا ترجمہ یہ ہے اے
ایمان والو نہ بناؤ تم یہود اور نصاری کو دوست کہا ابو موسی نے کہ کہا میں نے حضرت عمرؓ سے کہ اوسکے
لیے اوسکا دین ہے اور میرے لیے اوسکی کتابت ہے تو کہا حضرت عمرؓ نے کہ نہ اکرام کر تو کافر کا
جبکہ اہانت کی ہے اونکی اللہ نے اور نہ اعزاز کر تو اونکا جبکہ ذلیل کیا ہے اونکو اللہ نے اور نہ
پاس بٹھا اونکو جبکہ دور کیا ہے اونکو اللہ نے کہا ابو موسی نے نہیں تمام ہوگا کام
بصرہ کا مگر ساتھ اوسکے تو کہا حضرت عمرؓ نے کہ مر گیا نصرانی والسلام یعنی تسلیم کیا ہے کہ
وہ نصرانی مر گیا پھر کیا کروگے تم اسکے بعد سو جو کچھ کروگے تم اسکے بعد مرنے کے سو کرو تم
اسکو اب اور سمجھ لو پھر جا ہو جاؤ اوس سے ساتھ کام لینے کے اوسکے غیر سے اور فرمایا اللہ صاحب
نے سورہ توبہ میں یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا اباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و
من یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو تم اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو دوست اگر دوست
رکھیں وہ کفر کو ایمان پر اور جو دوست پکڑیں اونکو تم میں سے سو وہی لوگ ظالم ہیں
تفسیر کبیر میں مرقوم ہے اعلم ان المقصود من ذکر ہذہ الایۃ ان یکون جوابا عن شبہۃ اخری ذکروہا
فی ان البراءۃ من الکفار غیر ممکنۃ وذلک شبہۃ ان قالوا ان الرجل قد یسلم وقد یکون ابوہ کافرا والرجل الکافر
قد یکون ابنہ واخوہ مسلما وحصول المقاطعۃ التامۃ بین الرجل وابیہ وابنہ واخیہ کالمتعذر الممتنع واذا کان الامر
کذلک کانت تلک البراءۃ التی امر اللہ تعالے بہا کالمتعذر الممتنع فذکر اللہ تعالی ہذہ الایۃ لتزول ہذہ
الشبہۃ ونقل الواحدی عن ابن عباس انہ تعالی لما امر المؤمنین بالہجرۃ قبل فتح مکۃ فمن لم یہاجر لم یقبل
اللہ ایمانہ حتی یجانب الاباء والاقرباء ان کانوا کفارا واقول ہذا مشکل لان الصحیح ان ہذہ السورۃ انما نزلت

بعد فتح مکہ فکیف یمکن حمل ہذہ الآیۃ علی ما ذکرہ والاقرب عندی ان تکون محمولۃ علی ما ذکرتہ [illegible]

بالبراءۃ عن المشرکین وبالغ فی ایجابہ قالوا کیف تکون ہذہ المقاطعۃ بالکلیۃ ثم قال ان استحبوا الکفر فقال استحب

کذا یعنی احبہ کانہ طلب محبتہ ثم انہ لعد ان نہی عن مخالطتہم وکان لفظ النہی یحتمل ان یکون نہی تنزیہ ویحتمل ان

نہی تحریم ذکر ما یزیل الشبہۃ فقال ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون قال ابن عباس یرید مشرکا مثلہم لانہ

رضی بشرکہم والرضا بالکفر کفر کما ان الرضا بالفسق فسق یعنی جانتو کہ مقصود اس آیت کے ذکر کرنے
سے یہ ہے کہ ہو جاوے جواب ایک اور شبہہ کا کہ ذکر کیا تھا معترضین نے اوسکو یعنی کہ برارت کا اون
سے غیر ممکن ہے اور وہ شبہہ یہ تھا کہ کہا اونہوں نے کہ مرد مسلمان کبھی ہوتا ہے باپ اوسکا کافر اور
مرد کافر کبھی ہوتا ہے بیٹا اوسکا او بہائی اوسکا مسلمان او حاصل یہ تھا قطعہ تامہ اور پوری علاحدہ کے
کا مانند متعذر ممتنع کے ہے اور جب کہ ہے حال ایسا تو ہو گی یہ برارت کہ جسکا حکم فرمایا ہے اللہ
نے مانند متعذر ممتنع کے پس ذکر فرمایا اللہ تعالے نے اس آیت کو تا کہ دور ہو جاوے یہ شبہہ
اور نقل کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اسکی شان نزول مین کہ اللہ تعالے نے جب کہ حکم کیا
مسلمانونکو ساتھ ہجرت کے پہلے فتح مکہ کے سو جسنے کہ نہ ہجرت کی نہ قبول کیا اللہ نے اوسکے
ایمان کو یہان تک کہ کنارہ کش ہو جاوے وہ آبا اور اقربا سے اگر ہون کافر کہتا ہون مین کہ
یہ مشکل ہے اسلیے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ سورۃ سوا اسکے نہین کہ اوتری ہے بعد فتح مکہ کے سو
کیونکر ممکن ہوگا حمل اس آیت کا اوسپر جو ذکر کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اور قریب تر طرف
صواب کے نزدیک میرے یہ ہے کہ ہو یہ آیت محمول اوسپر جو ذکر کیا ہے مین نے اور وہ یہ ہے
کہ جب کہ حکم کیا اللہ نے مسلمانون کو ساتھ برارت کے مشرکون سے اور مبالغہ فرمایا اللہ تعالے نے
اسکے واجب کرنے مین کہا مسلمانون نے کیونکر ہوگا یہ قطع کرنا محبت کا پھر فرمایا اللہ صاحب نے
ان استحبوا الکفر کہا جاتا ہے استحب لذا جبکہ دوست رکھے کسی چیز کو گویا کہ دوست رکھنے والا
طلب کرتا ہے اوسکی محبت کو پھر تحقیق اللہ تعالے نے بعد اسکے کہ نہی فرمائی مخالطہ سے باپون
اور بھائیون کے اگر کافر ہون اور تھا لفظ نہی کا محتمل اسکا کہ ہو نہی تنزیہی اور اسکا کہ ہو نہی تحریمی ذکر
فرمایا اوسکو جو دور کر دے اس شبہہ کو تو فرمایا ومن یتولہم منکم فاولئک ہم الظالمون اور جو دوست
رکھے اونکو تم مین سے تو وہ ظالم ہے بسبب رکھنے موالاۃ اور دوستی کے اوسکے غیر محل مین کہا

ابن عباس نے ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالے مشرک کو مانند اونکے یعنی یہ بہی مشرک ہوجاتا ہے مانند مشرکوں کے
اسلیئے کہ راضی ہوا اونکے شرک سے اور راضی ہونا ساتھ کفر کے کفر ہے جیسا کہ راضی ہونا ساتھ فسق کے
فسق ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ مجادلہ میں لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولیک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ ویدخلہم
جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون
نہ پائیگا تو کوئی لوگ کہ ایمان رکہتے ہوں ساتھ اللہ کے اور ساتھ پچہلے دن کے کہ دوستی کریں ایسوں سے
جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اوسکے رسول سے اگرچہ ہوں وہ باپ اونکے یا بیٹے اونکے یا بہائی اونکے یا کنبے
والے اونکے یہی لوگ ہیں کہ لکہدیا ہے اللہ نے اونکے دلوں میں ایمان اور مدد کی ہے انکی اپنے
غیب کے فیض سے اور داخل کریگا انکو جنتوں میں کہ بہتے ہونگی اونکے نیچے نہریں سدا رہنے والی
ہونگی اوسمیں راضی ہے اللہ اونسے اور راضی ہیں یہ اللہ سے یہ جتہا ہیں اللہ کا آگاہ ہو کہ جتہا اللہ کا وہی
مراد کو پہونچنے والے ہیں تفسیر مدارک میں مرقوم ہے ای من الممتنع ان تجد قوما مومنین یوادون المشرکین
والمراد انہ لاینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی الزجر عنہ ومجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراز
عن مخالطتہم ومعاشرتہم یعنی ممتنع ہے کہ پائے تو ایسے لوگ مسلمان کہ دوستی کرتے ہوں مشرکوں سے
اور مراد یہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ ہو مسلمانوں میں دوستی کرنا مشرکوں سے اور حق اسکا یہ ہے کہ ممتنع ہو اور
نہ پایا جائے کسی حال میں واسطے مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی سے اور کنارہ کشی میں خدا کے دشمنوں
سے اور دوری اختیار کرنے میں اونسے اور بچنے میں اونکے مخالطت اور اونکے معاشرت سے اور
ذیل اسی آیت کے بہی تفسیر مدارک میں سہل تستری سے منقول ہے کہ کہا سہل نے من صحح ایمانہ
واخلص توحیدہ فانہ لایانس بمبتدع ولا یجالسہ ویظہر لہ من نفسہ العداوۃ یعنی جنے صحیح کیا ہے اپنے ایمان
کو اور خالص کیا ہے اپنی توحید کو وہ نہیں انس کرتا ہے ساتہ مبتدع کے اور نہیں بیٹہتا ہے اوسکے پاس اور
اور ظاہر کرتا ہے اوس سے اپنی جانب سے عداوت اور تفسیر کشاف میں مسطور ہے والغرض منہ
انہ لاینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب
فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم اور غرض اس سے یہ ہے کہ نہیں لائق ہے
یہ کہ ہو یہ اور حق اسکا یہ ہے کہ ممتنع ہو اور نہ پایا جائے ساتہ کسی حال کے واسطے مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی

مخالفین سے اور جہڑ کنے مین ا سکے لوگاوسے اور صحبت کرنے مین ساتہ استوار رہنے کے بیچ کنارہ کشی اور
دور رہنے کے خدا کے دشمنون سے اور باسیاسی اپنی مین اونکی مخالطت اور معاشرت سے اور تفسیر کبیر
مین مرقوم ہے المعنی انہ لایجتمع الایمان مع وداعداء اللہ وذلک لان من احب احداً امتنع ان یحب مع ذلک عدوہ وہذا
علی وجہین احدہما انہما لایجتمعان فی القلب فاذا حصل فی القلب وداعداء اللہ لم یحصل فیہ الایمان ویکون صاحبہ منافقا
والثانی انہما یجتمعان لکنہ معصیۃ وکبیرۃ علی الموادّ والا انہ لایکون کافراً بسبب ہذا الوادّ بل کان عاصیا فی اللہ یعنی معنی
یہ ہین کہ نہین جمع ہوتا ہے ایمان ساتہ دوستی دشمنان خدا کے اور یہ اسلیے کہ جو دوست رکہتا ہے کسیکو ممتنع
ہے یہ کہ دوست رکہے ساتہ اسکے اپنے دشمن کو اور یہ دو وجہون پر ہے ایک اون وجہون مین سے یہ ہے
کہ دوستی خدا کے دشمنون کی اور ایمان نہین جمع ہوسکتے ہین دل مین سو جب حاصل ہو دوستی خدا کے
دشمنون کی نہ حاصل ہوگا ولیکن ایمان اور صاحب اوسکا یعنی دوستی رکہنے والا خدا کے دشمنون سے ہوگا منافق
اور دوسری وجہ اون دو وجہون مین سے یہ ہے کہ دوستی خدا کے دشمنون کی اور ایمان دونون جمع ہوسکتے ہین
لیکن دوستی دشمنان خدا کی گناہ کبیرہ ہے اور بڑا گناہ دوستی رکہنے والے پر مگر دوستی رکہنے والا اس
صورت مین نہین ہوتا ہے کافر بسبب اسی دوستی کے بلکہ ہوتا ہے عاصی اور نافرمان اللہ کا اور جناب
سید احمد خان صاحب نے بعد ذکر نصوص منع موالات کے جو صفحہ ۶۰ مین لکہا ہے کہ ان
سب آیات کے نسبت اور جو کہ انکی مثل ہین ہم یہ بیان کرتے ہین کہ ان آیات سے موالات عموماً ممنوع
شرعی نہین ہے بلکہ صرف وہی موالاۃ جو من حیث الدین ہو حرام اور ممنوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالاۃ من
حیث الدین یہ ہے کہ ہم کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے
بہت اچہا ہے دوست کہین اور صرف اوسی قسم کے موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی اسیطرح سو تقیید
اطلاق نصوص ہے بدون دلیل صالح للتقیید کے اور ادا کرنے حقوق اہل حقوق اور وفاء عہود معاہدین اور
معاملات بیع و شرا اور معاملین ذین کرنا اور اچہا خلق رکہنا اور صلہ رحم کرنا اور حقوق نفس سے درگذر کرنا اور
ایذا کا متحمل ہوجانا اور اور امور اس قسم کے کہ جنکا برتنا وکرنا کافر اور مسلم دونون سے اہل اسلام کے دین مین
درست اور محمود ہے داخل موالات نہین ہے اور موالات مین داخل کرنا اوسکا مجاز ہے اسی واسطے کافرون
کے ساتہ موالاۃ کی اجازت اور رخصت کہین قرآن اور حدیث مین وارد نہین ہے بلکہ اونکے ساتہ مطلقاً
دنیا کی راہ سے ہو یا دین کی راہ سے ممنوع ہے قرآن مین جابجا مسلمانون کو کافرون کے موالات سے منع کیا

بسبب اسکے کہ وہ موالاۃ کافرون کے ساتھ رکھتے تھے اور ہرگز [illegible] عاقل یہ بات نہین کہہ سکتا ہے کہ مسلمان کافرون کا دین بہت اچھا سمجھکر اونکو دوست رکھتے ہون اگر وہ کافرون کے دین کو بہت اچھا سمجھتے تو مسلمان ہونا اونکا کیونکر متصور تھا اور خود جناب **سید احمد خان** صاحب نے عبارت تفسیر کبیر کی جو **صفحہ ۹۰** مین نقل کی ہے وہ بھی اسکے خلاف ہے کہ اوسمین موالات کو سوای اس موالات کے کہ کافر کا دین بہت اچھا سمجھکر اوسکو دوست رکھے ممنوع لکھا ہے چنانچہ اوس عبارت مین مرقوم ہے کہ والقسم الثالث وھو کالمتوسط بین القسمین الاولین ھو موالاۃ الکفار بمعنی الرکون الیھم والمعونۃ والمظاھرۃ والنصرۃ اما بسبب القرابۃ او بسبب المحبۃ مع اعتقاد ان دینہ باطل وھذا لا یوجب الکفر الا انہ منھی عنہ لان الموالاۃ بھذا المعنی قد تجر الی استحسان طریقتہ والرضی بدینہ وذلک یخرجہ عن الاسلام فلا جرم ھدد اللہ تعالی فیہ فقال ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء یعنی اور تیسری قسم اور وہ متوسط ہے درمیان دونون قسمون پہلے کے موالاۃ کافرون کی ہے بمعنی میل کے اونکی طرف اور مددگاری اور پشت پناہی اور یاری کرنی کے خواہ بسبب ناتے داری کے ہو یا بسبب محبت کے ساتھ اس اعتقاد کے کہ دین اوسکا باطل ہے اور یہ موالاۃ نہین ہے موجب کفر کے مگر منع کیا گیا ہے اس موالات سے بھی اس لیے کہ موالاۃ ساتھ اس معنے کے کبھی کھیچ جاتی ہے طرف اچھا جاننے کافر کے طریقہ کے اور راضی ہونے کے اسکے دین سے اور استحسان کافر کے طریقہ کا اور راضی ہونا اوسکے دین سے نکالدیتا ہے مسلمان کو اسلام سے پس ناچار تہدید فرمائی اللہ تعالی نے اسمین سو فرمایا کہ جو کرے تو نہین ہے وہ اللہ کا کوئی اور اس عبارت **تفسیر کبیر** مین قسم ثانی مین جو معاشرت جمیلہ کا دنیا مین بحسب ظاہر کے کافر کے ساتھ غیر ممنوع ہونا لکھا ہے تو اوس سے مراد معاشرت ہے ساتھ بیع وشرا اور اوس قسم کے لین دین کرنے اور ادائے حقوق اور وفاء عہود اور صلہ رحم اور حسن خلقی کی نہ دوستی اور اخلاص رکھنا اور برتاؤ اوسکے کرنا دیکھو اوسی **تفسیر کبیر** مین مرقوم ہے المودۃ المحظورۃ ہی ارادۃ منافعہ دنیا او دینا مع کونہ کافرا یعنی دوستی ممنوعہ چاہنا ہے کافر کے منافع کا دین مین یا دنیا مین باوجود اوسکے کافر رہنے کے اور اسکے موافق **تفسیر خازن** مین ہے فالمودۃ المحظورۃ ہی مناصحتھم وارادۃ الخیر لھم دنیا او دینا مع کفرھم یعنی دوستی ممنوعہ ساتھ کافرون کے خیرخواہی اونکے اور چاہنا بھلائی کا ہے اونکے لیے دین مین یا دنیا مین باوجود اونکے کافر رہنے کے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورہ **ممتحنہ** مین یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یعنی ای ایمان والو نہ بناؤ تم میرے دشمنونکو اور اپنے دشمنونکو دوست کہ پیغام بھیجو اونکے طرف ساتھ دوستی کے اوس حال مین کہ کافر ہو رہے منکر ہین وہ

[illegible]

ساتھ اوس دین کے کہ آیا ہے تمہارے پاس ساتھ حق اور صدق کے تفسیر کبیر مین ذیل اس آیت کے مسلہ
اوسلے مین مرقوم ہے قال رسول اللہ صلعم المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لابی ذر یا اباذر ای عری الایمان اوثق قال اللہ ورسولہ اعلم قال الموالاۃ فی اللہ والحب فی اللہ والبغض فی اللہ
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے سو چاہیے یہ نظر کرے ایک
تمہارا اوسکو کہ دوستی کرے اوس سے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ذر سے کہ ای اباذر کونسا عقد
عقود ایمان مین سے مضبوط تر ہے عرض کیا ابوذر نے کہ اللہ و رسول دانا تر ہین فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے کہ استوار تر عقود ایمان کا موالات ہے بسبب اللہ کے اور حب ہے بسبب اللہ کے
اور بغض ہے بسبب اللہ کے ابو الطیب شارح جامع ترمذی نے شرح مین فلینظر احدکم من یخالل
کے لکھا ہے ای انہ صالح او غیر صالح فان کان صالحا فلیخالہ والا کان غیرہ یجتنب عنہ قال تعالی یا ایہا الذین
امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی دیکھے اوسکو کہ صالح ہے یا غیر صالح سو اگر ہو صالح تو دوستی کرے اوس
سے اور اگر ہو غیر صالح تو کنارہ کشی کرے اوس سے فرمایا اللہ تعالی نے ای ایمان والو ڈرو اللہ سے اور رہو
ساتھ سچے لوگونکی اور فرمایا اللہ صاحب نے بھی سورۂ ممتحنہ مین یا ایہا الذین امنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ
علیہم یعنی ای ایمان والو نہ دوستی کرو اون لوگون سے کہ غصہ کیا ہے اللہ نے اون پر بیضاوی نے
اس آیت کی تفسیر مین لکہا ہے یعنی عامۃ الکفار او الیہود اذ روی انہا نزلت فی بعض فقراء المسلمین کانوا
یواصلون الیہود لیصیبوا من ثمارہم یعنی مراد اوس قوم سے کہ جن پر غصہ کیا ہے اللہ نے سارے کفار ہین
یا خاص یہود ہین اسواسطے کہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین بعضے مسلمان فقیرون
کے کہ تہے طالب کچھ یہود سے اسلیے کہ پاوین اونکے پہل اور میوے پس موالات من حیث الدین کے
خاص ہے یعنی قرار دینا کہ اسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھکر اوسکو دوست
رکہین جیسا کہ جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۹۰ مین رقم کیا ہے بہی محل بحث ہے
اسلیے کہ کسی دین والے کے کسی خصلت کو اپنے دین والونکے خصلت پر ترجیح دینا اور اوسکو پسند کرنا
اور اپنے دین والونکے خصلت کو مکروہ رکہنا بہی موالات من حیث الدین ہی ہے پس چہوری اور کانٹے
سے میز پر بیٹھکر کہانا کہ طریقہ نصاری کا ہے اور دسترخوان پر بیٹھکر ہاتھ سے کہانا طریقہ اہل اسلام کا
تو طریقہ نصاری کو پسند کرنا اور طریقہ اہل اسلام کو مکروہ جاننا بہی اگرچہ قسم موالات من حیث الدین کی

ہو جب کہ بموجب ارشاد جناب سید احمد خان صاحب کے موالاۃ اور محبت من حیث الدین کے یہ معنی
ٹھیرے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھکر دوست رکھنا تو ان اوسکے عداوت
اور بغض من حیث الدین کے یہ معنی ہونگے کہ اوسکا مذہب اور دین جسکو اوسنے اختیار کیا ہے بہت برا سمجھکر دشمن
رکھنا اور جیسے موالاۃ من حیث الدین کافرونکے ساتھ واجب ہے ویسے ہی عداوت اور بغض من حیث الدین کفار
سے واجب ہے کہ دونون ایک مرتبہ مین ہین جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور اس حدیث سے کہ افضل الاعمال الحب فی اللہ
والبغض فی اللہ کہ جو سنن ابی داؤد مین ہے یہی ظاہر ہے تو جو اونکو دشمن جانتا ہو اور رکھتا ہو دوست اون کو
کیونکر کہہ سکتا ہے اور جان سکتا ہے اور موالاۃ ساتھ غیر دین والون کے اور قاتل سے قصاص لینا اور چور کو سزا
ندینا حدود و تعزیرات جاری نکرنا باغی اور رہزن سے متعرض نہونا اور اس قسم کے لوگونکا تھانگی بننا اور اونسے
دوستی اور مواخاۃ پیدا کرنا کسی مذہب اور ملت مین مقتضای رحمت اور شفقت نہین ہے ہان مظلومون کی
دادرسی کرنا بھوکونکو کھانا کھلانا ناحق کسی کے جان و مال سے تعرض نکرنا کسیکو ایذا نہ پہونچانا حقوق نفس سے
درگذر کرنا بدی کے عوض نیکی کرنا عہد کا وفا کرنا حق والونکے حقوق ادا کرنا دغا اور مکر نکرنا کسی کو فریب نہ دینا
شیرین کلامی سے بات کرنا ناتے دارون کے ساتھ احسان کرنا ماباپ کی خدمتگذاری مین رہنا مقتضای رحمت
اور شفقت محمدیہ ہے سو دین محمدی مین بہت بڑے اسکی تاکید ہے اور کافر اور مسلمان سب اسمین برابر ہین
اور حدود اور قصاص اور تعزیرات اور قتال و منع موالات ساتھ کفار کے جو دین محمدی مین ہے بنا اوسکی بھی
رحمت اور شفقت عامہ پر ہے جیسا کہ بجای خود انکے اسرار مین مذکور ہے اور بمقتضای رحمت اور شفقت کے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو لڑائیون مین بہت تاکید اسکی فرمائی ہے کہ ناتوان بڈھون اور چھوٹے
بچون اور عورتون کو ہرگز ہرگز لڑائی مین نہ مارین چنانچہ ابوداؤد نے اپنے سنن مین انس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لاتقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرءۃ یعنی نہ مارو شیخ
فانی کو اور نہ چھوٹے لڑکے کو اور نہ عورت کو اسی واسطے تمام مسلمانون کو کہ جنھون نے کفار ہنود کے مشارکت
سے ایام غدر مین غدر کیا اور بدون وجود شروط قتال کے لڑے اور آپ کو اور اور لوگون کو ہلاکت مین ڈالا
اور بڈھے ناتوانون اور چھوٹے بچون اور عورتون کے مارڈالنے سے کچھ خوف خدا نکیا اور لوٹ اور غصب
اموال کو اپنا پیشہ ٹھیرایا اور شروط ایمان کا کہ وقت استیلای نصاریٰ سے سب مسلمان اسدیار کے اس حکم مین تھے
کچھ لحاظ نکیا ہے مسلمان نہایت برا جانتے ہین اور اوسوقت مین جس جس جگہ مسلمان کا قابو پہونچا اونسے نصاری کو

ان ناعاقبت اندیشوں سے کہ نظم سے بھاپا اور پناہ دی اور اپنے عہد کو اوسکے ساتھ وفا کیا اور نصرت کی اونکے
ساتھ وغاشین کی اور یہ دیندار مسلمان اون نام کے مسلمانوں کو کہ جنہوں نے مکر کو پیشہ اپنا کیا وہ اپنے بھائیوں کو
قتال کی اشتعالک دی اور اوس طرف نصاری سے سے ملے تھے بہی مانند اونکے بھائیوں کے سمجھتے ہیں یعنی
اسلام میں مکر اور دغا سین سے صاف صاف رہنا اچھا ہے اگر اوس وقت میں انصاری سے کے ساتھ دغا سے
عہد کرنے پر اور اونکے اس پیشے پر نام کے مسلمانوں نے طعنہ زنی کی تو کچھ ایمان دار لوگوں کو اسکے
پروا نہیں ہے اونکے طعنہ کے ڈر سے آخرت کا وبال اپنے سر پر لینا کب مقتضاے ایمان ہے یا کیا ہے
خلق ساتھ مسلمان اور کافر دونوں کے محمود ہے اور مداہن دین میں دنیا اور آخرت میں نامسعود ہے حسن خلق
حقوق نفس سے درگذر کرنا اور عیب پوشی اور احسان ہدیت و زبان سے ہے اور مداہنت عبارت ہے سہل انگاری
الغاے حقوق دین میں با وجود اقتدار کے بسبب استحیا کے یا قلت مبالاۃ کے دین میں یا لحاظ کرنے کسی جانب
کے مثلاً اہل کفر کے کفر کو اور اہل معاصی کے معصیت کو اور اہل بدعت کے بدعت کو دیکھنا اور اونکو اوس
سے منع نکرنا اور صورت عدم اقتدار منع کے اوسے کراہت نکرنا بلکہ بعوض اوسکے اونکی مجالست
اور مخالطت بلاضرورت اختیار کرنا اور ہم نوالہ اور ہم پیالہ اونکا ہو جانا داخل مداہنت ہے شاہ عبدالعزیز دہلوی نے
تفسیر **فتح العزیز** میں ذیل آیہ کریمہ ودوا لو تدہن فیدہنون — لکھتے ہیں مداہن موافقت یا انکار آن کہ لائق
باشد در بدعت تا ... کلمہ ... غیر مشروع ... [illegible]
... شیخ ... **فوائد التنزیل** ... سہل بن عبداللہ تستری ... [illegible]
... ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لایانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولیظہر لہ من نفسہ العداوۃ و
من داہن مبتدعاً سلبہ اللہ تعالیٰ حلاوۃ الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الایمان من قلبہ ...
صحیح الایمان ... با بدعتیان ... با بدعتیان دوستی پیدا کند
نور ایمان و حلاوت آن از وی جدا کرده شده اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے ... صفحہ ۶۲
میں عبادت عربی میں نسبت اولیا سے استمداد کے لکھا ہے کہ وہ سوالات اور مودت ساتھ ملکیوں اور
عابدین اصنام کے رکھتے تھے سو ممنوع فرمایا ہے اور آیت کریمہ ... من اللہ ... [illegible]
القلب الا تتقوا منہم ... سے محمود ہونا حسن خلق ... اور یہ مسلک کا
معلوم ہوتا ہے ... درست ہونا سوالات اور مودت کا علاوہ برین اس آیت میں بیان آن حضرت کے ...

علم خشونت کا نسبت مسلمانونکی بہ نسبت کفار کی کرمانی نے شرح **صحیح البخاری** مین لکہا ہے قیل یا ایہا المسلمین
وخوطب فی الکفار بقولہ واغلظ علیہم یعنی حق مین مسلمانون کے ہے اور خطاب کیا گیا ہے حق مین کفار کے اور صحیح کر
اوپر تفسیر **کشاف** مین ذیل واغلظ علیہم کے مرقوم ہے کل من وقفت منہ علی فساد فی العقیدۃ
فہذا الحکم ثابت فیہ یجاہد بالحجۃ ویستعمل معہ الغلظۃ ما امکن منہا عن ابن مسعود وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فلیکفہر
فی وجہہ فان لم یستطع فبقلبہ یرید الکراہیۃ والبغضاء والتبرء منہ اور کل وہ شخص کہ واقف ہوا تو اوس سے فساد بیچ عقیدہ کے
مین تو یہ حکم ثابت ہے اوسکے حق مین مقابلہ کرے تو اوس سے ساتھ حجت اور دلیل کے اور کام مین لاوے
تو اوسکے ساتھ درشتی کو جسقدر کہ ممکن ہو روایت ہے ابن مسعود سے اور اگر نہ طاقت رکھے بات سے تو مکروہ
رکھے ساتھ اپنی زبان کے اور اگر نہ طاقت رکھے ساتھ زبان کے تو ترشی ظاہر کرے اپنے چہرہ مین ہو اگر
نہ استطاعت رکھے ترشی ظاہر کرنی کے چہرہ مین تو مکروہ رکھے ساتھ دل کے مراد کراہت اور بغض اور الگ
ہوجانا ہے اوس سے دیکھو ترجمہ صحابہ کرام مین وارد ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم یعنی محمد رسول اللہ کے ہین اور وہ جو ساتھ ہین اوسکے سخت ہین کافرون پر مہربان ہین آپسمین اور ایک اور
آیت مین ارشاد ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین سو قریب ہے
کہ لاویگا اللہ اون لوگونکو کہ دوست رکہین گے مسلمانونکو اور دوست رکہین گے مسلمان اونکو نرم دل اور
مہربان ہونگے مسلمانونپر سخت اور درشت ہونگے وہ کافرون پر اور ایک اور آیت مین ارشاد ہے مسلمانون
کو ولا تہنوا فی ابتغاء القوم اور سست نہو جاؤ بلکہ سخت بنے رہو قوم کفار کے ڈہونڈہنے مین اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۲** مین لکہا ہے کہ مسلمانون کو اون عورتون سے جو
کافرات اہل کتاب ہین نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر ہین اور ہم اپنے مذہب پر
استے سو نکاح مین ساتھ کتابیہ کے بہت اختلاف ہے بعضونکے نزدیک نکاح ساتھ کتابیہ کے مطلقا حرام
ہو یا لونڈی ذمیہ ہو یا حربیہ ہرگز جائز نہین ہے چنانچہ یہی مذہب ہے عبد اللہ بن عمر کا اور بعضون کے نزدیک اگر حرہ
ہو تو درست ہے اور لونڈی ہو تو درست نہین چنانچہ یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی کا اور بعضون کے نزدیک
ذمیہ ہو تو درست ہی اور حربیہ ہو تو درست نہین چنانچہ یہی مذہب ہے ابن عباس کا اور بعضونکے نزدیک مطلقا جائز ہے
لیکن ساتھ کراہت کے چنانچہ یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا پہر جو لوگ کہ قائل ہین جواز نکاح کے ساتھ کتابیہ کے
تو ونمین اختلاف ہے بہت فقہا قائل اسکے ہین کہ نکاح اوس کتابیہ سے حلال ہے جسکا دین موافق توریت

یا انجیل قبل نزول قرآن کے تھا اور جسکا دین موافق توریت یا انجیل کے بعد نزول قرآن کے ہوا ہو اوسکے ساتھ نکاح
درست نہیں ہے اور بعض قائل ہوئے ہیں کہ یہ ایک قید نہیں ہے مطلق کتابیہ سے نکاح جائز ہے تفسیر کبیر میں
مرقوم ہے المسئلة الاولی ذہب اکثر الفقہاء الی انہ یحل التزوج بالذمیة من الیہود والنصاری وتمسکوا فیہ بہذہ الآیة
وکان ابن عمر لا یری ذلک ویحتج بقولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ویقول لا اعلم شرکا اعظم من قولہا ان ربہا عیسی
ومن قال بہذا القول اجابوا عن التمسک بقولہ تعالے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب بوجوہ الاول ان المراد الذین
آمنوا منہم فانہ کان یحتمل ان یخطر ببال بعضہم ان الیہودیة اذا آمنت ہل یجوز للمسلم التزوج بہا ام لا فبین تعالی بہذہ الآیة
جواز ذلک والثانی روی عن عطاء انہ قال انما رخص اللہ تعالی التزوج بالکتابیة فی ذلک الوقت لانہ کان فی المسلمات
قلة واما الآن ففیہن الکثرة العظیمة فزالت الحاجة فلا جرم زالت الرخصة والثالث الآیات الدالة علی وجوب المباعدة
عن الکفار کقولہ تعالی لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء وقولہ تعالی لا تتخذوا بطانة من دونکم ولان عند حصول الزوجیة ربما
قویت المحبة ویصیر ذلک سببا لمیل الزوج الی دینہا وعند حدوث الولد فربما مال الولد الی دینہا وکل ذلک القاء النفس
فی الضرر من غیر حاجة الرابع قولہ تعالی فی خاتمة ہذہ الآیة ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وہو فی الآخرة من الخاسرین وہذا من
اعظم المنفرات عن التزوج بالکافرة فلو کان المراد بقولہ تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اباحة التزوج بالکتابیة
لکان ذکر ہذہ الآیة عقیبہا کالتناقض وہو غیر جائز یعنی مسئلہ اولی بیچ آیہ کریمہ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
میں یہ ہے کہ گئے ہیں اکثر فقہا اس طرف کہ حلال ہے نکاح کرنا ساتھ ذمیہ کے یہود میں سے ہو یا نصاری میں
سے اور تمسک کیا ہے اسکے حلال ہونے میں ساتھ اس آیت کے اور تھے عبد اللہ بن عمر کہ نہیں اعتقاد رکھتے تھے
اسکے حلال ہونیکا اور حجت پکڑتے تھے ساتھ قول اللہ تعالے ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن کے یعنی اور نکاح
نکرو مشرک عورتوں سے جب تک کہ ایمان لاویں اور فرماتے تھے ابن عمر کہ نہیں جانتا ہوں میں کسی شرک کو بڑا
اس قول کتابیہ سے کہ رب اوسکا عیسی ہے اور جو لوگ کہ قائل ہوئے ہیں ساتھ قول ابن عمر کے جواب دیتے ہیں
تمسک سے ساتھ قول اللہ تعالی والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب کے ساتھ چند وجہوں کے پہلی وجہ یہ ہے
کہ مراد الذین اوتوا الکتاب من قبلکم سے وہ اہل کتاب ہیں کہ ایمان لائے ہیں سو تحقیق شان یہ ہے کہ محتمل تھا کہ
گذرے دلمیں بعض آدمیوں کے کہ یہودیہ جبکہ ایمان لاوے تو آیا جائز ہے مسلمان کو نکاح کرنا ساتھ اوس یہودیہ کے
یا نہیں سو بیان فرمایا اللہ تعالے نے ساتھ اس آیت کے جائز ہونا اوسکے نکاح کا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ
روایت کیا گیا ہے عطا سے کہ کہا عطا نے کہ سوا اسکے کہ رخصت نہیں دی تھی اللہ تعالی نے نکاح کرنے کی

ساتھ کتابیہ کے اوس وقت میں اس لئے کہ تھے مسلمان عورتیں کمی اور اسکے پر اب بیچ مسلمان عورتوں میں کثرت بڑھ گئی ہے
تو جاتی رہی حاجت پس ضرور ہے کہ جاتی رہی رخصت اور تیسری وجہ آیتیں ہیں دلالت کرنیوالیں واجب ہونے دور رہنے
پر کافروں سے مانند قول اللہ تعالیٰ لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء اور قول اللہ تعالیٰ لا تتخذوا بطانة من دونکم کے
اور اسلئے کہ وقت حاصل ہونے زوجیت کے بسا وقت قوی ہو جاتی ہے محبت اور ہو جاتی ہے سبب میل زوج
کے طرف دین زوجہ کے اور وقت پیدا ہونے لڑکے کے بسا وقت مائل ہو جاتا ہے لڑکا طرف اوسکے
دین کے اور سبب یہ ڈالنا نفس کا ہے ضرر میں بدون حاجت کے چوتھی وجہ قول اللہ تعالیٰ کا خاتمہ اس آیت میں
ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ وھو فی الآخرة من الخاسرین ہے یعنی اور جو منکر ہوا ساتھ ایمان کے تو حبط اور ضائع
ہو گیا کیا اوسکا اور وہ آخرت میں ٹوٹے والوں میں سے ہے اور یہ قول اللہ صاحب کا بہت بڑھ کے نفرت دلانے
والا ہے نکاح کرنے سے ساتھ کافرہ کے تو اگر ہوتی مراد قول اللہ تعالیٰ والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سے اباحت نکاح کرنے کے ساتھ کتابیہ کے تو ہوتا ذکر اس آیت کا پیچھے اس قول کے مانند تناقض کے
اور تناقض غیر جائز ہے اور بھی تفسیر کبیر میں مسئلہ ثالثہ میں مرقوم ہے قال سعید بن المسیب والحسن والمحصنات
من الذین اوتوا الکتاب تدخل فیہا الذمیات والحربیات فیجوز التزوج بکلھن واکثر الفقہاء علی ان ذلک مخصوص بالذمیة فقط
وھذا قول ابن عباس یعنی کہا سعید بن المسیب اور حسن بصری نے اور المحصنات من الذین اوتوا الکتاب میں داخل ہیں
ذمیات اور حربیات دونوں سو جائز ہے نکاح کرنا ساتھ ہر ایک کے انہیں سے اور اکثر فقہا اسپر ہیں کہ یہ مخصوص
ہے ساتھ فقط ذمیہ کے اور یہ قول ابن عباس کا ہے اور مسئلہ خامسہ میں مسطور ہے قال الکثیر من الفقہاء
انما یحل نکاح الکتابیة التی دانت بالتوریة والانجیل قبل نزول القرآن والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ والمحصنات من الذین
اوتوا الکتاب من قبلکم فقولہ من قبلکم یدل علی ان من دان بالکتاب بعد نزول الفرقان خرج عن حکم اہل الکتاب یعنی
کہا بہت فقہا نے سوا اسکے نہیں کہ حلال ہے نکاح اوس کتابیہ کا کہ فرمانبردار ہوئی ہے ساتھ توریت اور انجیل کے
پہلے قرآن کے اترنے سے ہے اور دلیل اسپر قول اللہ تعالیٰ کا ہے والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
سو قول اللہ تعالیٰ کا من قبلکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ جو فرمانبردار ہوا ہے ساتھ کتاب کے بعد اترنے
فرقان کے وہ خارج ہے حکم اہل کتاب سے اور بھی تفسیر کبیر میں ذیل من فتیاتکم المؤمنات مرقوم ہے
المسئلة الثالثة قولہ من فتیاتکم المؤمنات یدل علی تقیید نکاح الفتیات کانت مؤمنة فلا یجوز التزوج بالامة الکتابیة
سواء کان المتزوج حرا او عبدا وھذا قول مجاہد وسعید والحسن وقول الشافعی ومالک رحمہم اللہ وقال ابو حنیفة یجوز ذلک و

الامة الكتابية يعني مسئلہ تيسرا يہ ہے كہ قول اللہ تعالے كا من فتياتكم المومنات دلالت كرتا ہے تقييد نكاح لونڈي
پر ساتھ مومنہ ہونے اوسكے تو نہين جائز ہے نكاح كرنا لونڈي كتابيہ سے برابر ہے كہ مرد نكاح كرنيوالا حر ہو يا عبد
يہ قول مجاہد اور سعيد بن المسيب اور حسن بصري اور شافعي اور مالك رحمہم اللہ كا ہے اور كہا ابو حنيفہ نے كہ جائز ہے
نكاح كرنا لونڈي كتابيہ سے اور تفسير مظہري مين مسطور ہے لكنہ يكره نكاح الكتابية مطلقا اجماعا لاستلزام
النكاح مصاحبة الكافرة وموالاتها وتعريض الولد على التخلق باخلاق الكفار لاجل مصاحبة الام وموانستها ليكن مكروه ہے
نكاح كرنا كتابيہ سے مطلقا حره ہو يا لونڈي ذميہ ہو يا حربيہ اجماعا بسبب اسكے كہ نكاح مستلزم ہے صحبتي كافره اور
اوسكے موالاة كو اور پيش كرنے ولد كو خوگر ہونے پر ساتھ اخلاق كافرون كے بسبب مصاحبت اور موانست ماكے
اور رد المحتار حاشيہ در مختار مين مرقوم ہے كہ ان اطلاقهم الكراهة في الحربية يفيد انها تحريمية يعني مطلق
چھوڑنا فقہا كا كراہت كو كتابيہ حربيہ مين مفيد اسكا ہے كہ يہ كراہت تحريميہ ہے اور قرطبي نے مفيد العلوم
مين لكھا ہے قال مالك يكره نكاحهن يعني كہا مالك نے كہ مكروه ہے نكاح كتابيات كا اور جناب سيد احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۶۲ مين لكھا ہے كہ خود خدا تعالے نے مسلمانون مين اور اہل كتاب مين بتخصيص نصارے كے
ساتھ دوستی ہونا بتايا انتہى سو اول خدا تعالے نے ايت كريمہ لتجدن اشد الناس عداوة للذين امنوا اليهود والذين
اشركوا ولتجدن اقربهم مودة للذين امنوا الذين قالوا انا نصارى مين يہود اور مشركون كو مسلمانون كي عداوت مين سخت تر
اور نصارى كو مسلمانون كي دوستی مين قريب تر بتايا ہے نہ مسلمانون كو اونكي دوستی ركھنے كے لئے فرمايا ہے
دوسرے اہل تفسير كا اسپر اتفاق نہين ہے كہ اس آيت مين نصارى سے كل نصارى مراد ہين تفسير معالم التنزيل
مين مذكور ہے لم يرد به جميع النصارى لانهم في عداوتهم المسلمين كاليهود في قتلهم المسلمين واسرهم وتخريب بلادهم وهدم
مساجدهم واحراق مصاحفهم فلا كرامة لهم بل الاية فيمن اسلم منهم مثل النجاشي واصحابه يعني نہين مراد لئے ہين اللہ تعالے
نے اس آيت مين نصارى سے سارے نصارى اسلئے كہ نصارى دشمني ركھنے مين مسلمانونكے ساتھ مانند
يہود كے ہين بيچ مارڈالنے مين مسلمانون كے اور لوگونكے اسير كرنے اور اونكے شہرونكے خراب كرنے اور اون كے
مسجدونكے ڈہانے اور اونكے قرانونكے جلانے مين پس نہين ہے بزرگي اونكے لئے بلكہ يہ آيت نازل
ہوئي ہے اونكے حق مين جو اسلام لائے نصارى مين سے مانند نجاشي بادشاه حبشہ اور اوسكے ساتھ
والونكے اور تفسير كبير مين مسطور ہے قال ابن عباس وسعيد بن جبير وعطاء والسدي المراد به النجاشي وقومه
الذين قدموا من الحبشة على الرسول صلى الله عليه وسلم وامنوا به ولم يرد جميع النصارى مع ظهور عداوتهم يعني كہا عبد اللہ

ابن عباس اور سعید بن جبیر اور عطا اور سدی سے کہ مراد اس آیت مین نصاری سے نجاشی اور اوسکے لوگ ہین جو آئے
تھے حبشہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایمان لائے تھے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہین
ارادہ کیئے گئے ہین سارے نصاری باوجود ظاہر ہونے اونکے عداوت کے اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۲۴۳ مین لکھا ہے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے ایک رسالہ مین جو تحفہ اثنا عشریہ
کے لکھنے کے بعد مسئلہ تفضیل مین لکھا ہے اوسکے مقدمہ چہارم مین ارقام فرماتے ہین کہ تعظیم شرعی آنست
کہ مبنی باشد بر محبت للہ و فی اللہ و ولایت و دوستی از دل و اینمعنی در غیر اہل فضل ہرگز در شرع وارد نشدہ انتہی
پس محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہووے انتہی سو اول اس قول شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جو تعظیم مبنی محبت للہ و فی اللہ و ولایت و دوستی
از دل پر ہووے تعظیم شرعی یہی ہے عدم جواز اسی تعظیم کا واسطے غیر اہل دین کے اور جائز ہونا اور قسم کی تعظیم کا واسطے
غیر اہل دین کے دوسری مراد تعظیم شرعی سے اس قول مین تعظیم مشروع اور مامور بہ واسطے اہل فضل کے ہے نہ
وہ کہ جسپر شرع مین اطلاق تعظیم کا آتا ہے تو اس قول سے صرف اسقدر معلوم ہوگا کہ جو تعظیم محبت للہ اور فی اللہ
اور ولایت او دوستی از دل پر مبنی ہو وہ اوس تعظیم سے نہین ہے کہ جسکا امر ہے واسطے اہل فضل کے لیکن جائز ہونا
اسکا واسطے غیر اہل دین کی اور ناجائز ہونا اوسی تعظیم کا کہ جسکا امر واسطے اہل فضل کی ہے غیر اہل دین کی لیئے اس قول سے نہین نکلتا ہے
بالجملہ اگر قیاس محبت اور مودت کا تعظیم پر صحیح ہو جب بھی اس قول سے یہ نہین نکلتا ہے کہ محبت و مودت غیر مشروع وہی ہے
جو کہ غیر اہل دین سے من حیث الدین ہو الخ انجا کہ سید احمد خان صاحب اسمقام مین مولانا شاہ عبد العزیز کے قول سے
سند لائے تھے لہذا ہم بھی عبارت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی فتوی کی جو ہادم اساس حصر موالات غیر مشروع
موالات من حیث الدین مین سے ہے نقل کرتے ہین تاکہ اون پر حجت ہو وہ عبارت یہ ہے درباب موالات کفار
آنچہ فقہا نوشتہ اند طولے و تفصیلے میخواہد در شرح عین العلوم و احیاء العلوم مطالعہ فرمودہ باشند حاصلش
آنکہ موالاۃ بمعنی دوستی اگر من جہۃ الدین باتہا متحقق شود بالاجماع کفر ست و باعتبار دنیا اگر اختیاری این شخص ست
پس حرام ست یعنی ان تعاطی اسبابہا حرام والا فالمحبۃ امر لا یدخل تحت الاختیار و اگر طبعی محض است مثل محبت ابن
کافر و زوجہ کافرہ پس حرام نیست مگر آنکہ در تقلیل آن حتی الامکان باید کوشید در تطبیق آیات و احادیث واردہ
درین باب برین تفصیل مذکور چندان تکلفی نیست مثل قولہ تعالی لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون
من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم اولئک کتب فی قلوبہم الایمان و ایدہم بروح منہ

ویدخلهم جنات تجری من تحتها الانهار خالدین فیها رضی الله عنهم ورضوا عنه اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون

ومثل قوله تعالی لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومثل قوله تعالی ومن یتولهم منکم فانه منهم الی غیر ذلک

واما حرمة موالاة بمعنی معاونت ومناصرت پس بنی است بر اصلی مقرر ومهو ان الاعانة علی الکفر والمعصیة معصیة اتفاقاً

لقوله تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان انتهی اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۶ اور صفحہ ۴۷

مین لکھا ہے کہ پہلی آیت منافقین کے حق مین اور خصوصاً عبد الله بن مالک بن ابی سلول کے معاملہ مین اتری ہے

جو ظاہر مین ایمان لایا تھا اور در حقیقت محبت من حیث الدین مدینہ کے یہودیونکے ساتھ رکھتا تھا انتہی سو مراد

اس سے کہ یہ آیت منافقین کے حق مین وارد ہوی کیا ہے آیا اس آیت مین اہل کتاب کے موالات سے منافقونکو

منع کیا ہے نہ مسلمانونکو یا سبب اسکی نزول کا دوستی رکھنا منافقونکا ساتھ اہل کتاب کے ہے اگر مراد شق اول ہے

تو صریح البطلان ہے کہ اس آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء مین مخاطب مسلمان ہین

نہ منافق اور اگر مراد شق ثانی ہے تو کچھ ضرور نہین ہے کہ جس قسم کے موالات اور مودت منافقین اہل کتاب سے

رکھتے ہون اوسی قسم کے موالات اور مودت سے نہی ہو نظر بطرف لفظ نہی کے چاہئیے اگر اوسمین اطلاق ہے

تو تقیید اوس اطلاق کی بدون دلیل تقیید کے نصاً یا دلالۃً نہین ہو سکتی ہے اسلئے کہ خصوص سبب اور مورد

کا خارج عموم لفظ نہین ہے بارہا وقت سبب خاص موجب صدور حکم عام ہوتا ہے علاوہ برین محبت منافقین

کے ساتھ اہل کتاب کے یہ این اندیشہ کہ یہی شاید غالب ہوجائین تو در صورت ترک محبت نصرت اور اعانت

جاری ہو دنیا کے کامونمین کرتے ہین یہ کیون کرین گے من حیث الدین نہ تھی بلکہ دنیا سے

کی انتہی تھی تفسیر معالم التنزیل مین مذکور ہے اختلفوا فی نزول ہذہ الایة وان کان حکمها عاماً لجمیع المومنین

فقال قوم نزلت فی عبادة بن الصامت وعبد الله بن ابی سلول وذلک انهما اختصما فقال عبادة ان لی اولیاء من الیہود کثیر عددهم

شدید شوکتهم وانی ابرأ الی الله ورسوله منهم ومن ولایتهم ولا مولی لی الا الله ورسوله فقال عبد الله لکنی لا ابرأ من

ولایة الیہود لانی اخاف الدوائر ولا بد لی منهم یعنی مختلف ہین مفسرین اس آیت کی شان نزول مین اگرچہ حکم

اسکا عام ہے سارے مسلمانونکے لیے سو کہا ایک قوم نے کہ نازل ہوی ہی یہ آیت حق مین عبادہ بن

الصامت اور عبد الله بن سلول منافق کے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جھگڑے عبادہ اور عبد الله دونون سو کہا عبادہ

نے کہ میری دوستی مین یہود مین سے کہ بہت ہی شمار اونکا اور قوی ہے شوکت اونکی اور مین الگ ہوتا ہون

طرف الله اور اسکے رسول کے اونکی دوستی سے اور نہین ہے دوست میرا مگر الله اور اسکا رسول پر کہا

حمید الدین نے لیکن مین نہین الگ ہوتا ہون یہود کی دوستی سے اسلئے کہ مین ڈرتا ہون گردشون سے اور ہے
ضرورت مجکو اونکی دوستی سے اور موید ہمارے قول کی ہے وہ عبارت جو جناب سید احمد خان صاحب
نے نقل عبارت معالم مین کہ بعد قوله فی سوء تهم و هو الاثم کے تھی چہوڑ دی تھی اور یہ ہے یقولون نخشی ان
یصیبنا دائرة دولة یعنی ان یدور الدهر دولة فنحتاج الی نصرهم ایانا یعنی کہتے ہین منافق کہ ڈرتے ہین ہم اس سے
کہ پہونچے ہمکو گردش یعنی شاید پہر جائے زمانہ گردش سے تو محتاج ہون ہم طرف اہل کتاب کے مدد کرنے کی
و تفسیر مین یسارعون فیهم کے مسطور ہے ای یسارعون فی مودة الیهود و نصاری نجران
لانهم کانوا اہل ثروة وکانوا یعینونهم علی مهامهم ویقرضونهم یعنی جلدی کرتے تھے منافق یہود و نصاری نجران کی دوستی
مین اسلئے کہ وہ تھے مالدار اور تھے وہ اعانت کرتے منافقون کے اونکے کامون مین اور قرض دیتے تھے
انکو اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۷ مین لکہا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک اور
دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال الله تعالی بشر المنافقین بان لهم عذابا الیما الذین یتخذون
الکافرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله جمیعا اسمین سو بہ تقدیر اسکے کہ تفسیر
ہونا اس آیت کا واسطے اوس آیت کے تسلیم کیا جاوے کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دوستی
منافقون کی ساتہ کافرون کے دنیا کی عزت حاصل کرنے کے لئے تھی نہ من حیث الدین تھی اور منشا یہی
سے جو تفسیر اسکی نقل کی وہ بہی موید اسی قول کی ہے اور کشاف کی عبارت سے کہ اوسمین اونکی دوستی
اعتقاد عدم تمامی امر محمد صلی الله علیه وسلم پر متفرع ہے یہی ظاہر ہے کہ دوستی اونکی من حیث الدنیا تھی
نہ من حیث الدین اور تفسیر زاہدی مین تخصیص وعید منہم کے ساتہ دوستی عقیدت اور دیانت کی ہے
اور اسمین نزاع نہین ہے کہ کفر وہی دوستی ہے جو عقیدت اور دیانت کے راہ سے ہو ان حصر دوستی
عقیدت اور دیانت کا اوسمین یعنی مین ہو جناب سید احمد خان صاحب نے تحریر فرماتے ہین یہی
محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۵۷ مین تفسیر کشاف سے قول
مین صوحان کا نقل کیا ہے کہ خالص ہو مومن سے رکہو اور خلق کافر و فاجر سے سوا دوسرا یہ مشابہ نہین ہے کہ
محبت من حیث الدنیا کافر سے درست ہے حسن خلقی اور چیز ہی اور محبت اور چیز اور خلوص کے معنی محبت
من حیث الدین کہنا صرف ایجاد اور اختراع جناب سید احمد خان صاحب کا ہے پس آیت دوم
یعنی آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین مین اولیاء سے محبت من حیث الدنیا

مراد لینا تقیید اطلاق بدون دلیل تقیید بمقتضای ہوای نفسانی سے ہے اور تفسیر قران کی ساتھ رای کے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۷ مین لکھا ہے آیت سوم بھی منافقین کے حق مین وارد ہے انتہے سو اسکا جواب وہی ہے جو بیان آیت اول مین لکھا گیا اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۵ اور صفحہ ۶۵ مین لکھا ہے کہ چوتھی آیت حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئی ہے وہ بڑے صحابی ہین اور جنگ بدر مین بھی موجود تھے اور اعرابی ہین مگر ایام جاہلیت مین قریش کے ساتھ حلیف یعنی دینی بھائی تھے اس سبب سے اونھون نے اہل مکہ کو کچھ حال آنحضرت کا لکھ بھیجا تھا کہ اونکا مال و اسباب و بال بچے سب مکہ مین تھے وہ خط پکڑا گیا اونسے جب حضرت نے پوچھا تو اونھون نے عرض کیا یا رسول اللہ تم جلدی کچھ حکم مت بھیجو مین ہون ایک مرد خوش باش قریش مین اور تھا اونکا دینی بھائی اور نہ تھا مین اونکے قوم مین اور جتنے لوگ آپ کے ساتھ مہاجرین ہین ان سب کی قرابت ہے حمایت کرتے وہ اونکی اہل اور اولاد کے مال کی تو پسند کیا مین نے کہ جب کہ فوت ہے مجھہ مین نسب اونسے تو کرون مین اونکے ساتھ ایک احسان کہ حمایت کرینگے میرے کنبہ کی سو نہین کیا مین نے دین سے مرتد ہونے کے سبب اور کفر کے ساتھ خوش ہونے کے لیے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اسنے سچ کہا تم سے پھر کہا حضرت عمر نے مجکو اجازت دیجئے کہ مارون مین گردن اس منافق کی تو فرمایا حضرت نے کہ یہہ بیشک بدر مین موجود تھا اور کیا معلوم ہے تجکو شاید مطلع ہوا اللہ تعالے اون پر جو بدر مین تھی سو کہا اللہ تعالے نے تم جو چاہو کرو مین نے بخشدیا تمکو پس نازل ہوئی یہ سورہ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ انتہے سو یہ صریح مخالف ہے مرحوم جناب سید احمد خان صاحب کے کہ موالات ممنوعہ کو صفحہ ۴۲ مین حصر کیا ہے موالاۃ من حیث الدین اپنی تخریج مین اور ظاہر ہے کہ موالاۃ حاطب بن ابی بلتعہ کی اس راہ سے نہ تھی کہ مشرکین کے دین کو وہ بہت اچھا جانتے ہون سو اوس موالات سے بھی اللہ صاحب نے اس آیت مین منع فرمایا تو معلوم ہو گیا کہ موالاۃ ممنوعہ منحصر موالات من حیث الدین مین نہین ہے اور لطف یہ ہے کہ جناب سید احمد خان صاحب نے اپنی کلام سابق کو بھولکر یہان صفحہ ۶۶ مین اعتراف بطلان اوس حصر کا دیا ہے لکھا اب غور کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ مودت جو باضرار دین او باضرار مسلمین تھی منع ہوئی مگر چونکہ یہ مودت من حیث الدین نہ تھی تو من یتولہم منکم فانہ منہم مین داخل نہین ہوئے انتہی اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۶ مین لکھا ہے اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اسکے بعد کی آیت سے ہوتا ہے

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لما نزلت ہذہ الآیۃ ای الآیۃ المذکورۃ فی حق حاطب ابن ابی بلتعۃ تشدد المومنون
فی عداوۃ اقاربہم و عشائرہم فنزل آیۃ لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا
علی اخراجکم ان تولوہم ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تولے
ممنوع وہی ہے جو من حیث الدین ہوا نہ تھے سو اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہے کہ موالات ممنوعہ
وہی ہے جو من حیث الدین ہو ہان بموجب ان شان نزول کے اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اقارب
اور عشائر کے ساتھ کہ انہوں نے مقابلہ نہیں کیا اور تمکو تمہارے ملک سے نہیں نکالا نیکی اور احسان اور انصاف
کرنا ممنوع نہیں ہے اور جنہوں نے کہ مقابلہ کیا ہے اور تمکو تمہارے ملک سے نکالدیا ہے یا تمہارے
نکالنے پر انہوں نے مدد کی ہے انکے ساتھ دوستی رکھنا ممنوع اور ظلم ہے تو نیکی اور احسان اور انصاف کرنا
اگر موالات ہے تو موالات من حیث الدنیا ہے اور اس آیت سے اسکا غیر منہی عنہ ہونا واسطے اون کافرون
کے کہ مقابل اور مخرج نہیں ہیں اور منہی عنہ ہونا واسطے انکے جو مقابل اور مخرج اور مددگار اخراج پر ہیں ثابت
ہے نہ موالات من حیث الدین کا اس آیت میں نہی موالات مخصوص ہے ساتھ اون کافرون کے کہ
جنہوں نے مقابلہ کیا ہے اور تمکو تمہارے ملک سے نکالدیا ہے اور تمہارے نکالنے پر مدد کی ہے تو موالاۃ
سے اسمین موالاۃ من حیث الدین کیونکر مراد ہو سکتی ہے اسلئے کہ موالاۃ من حیث الدین بالخصوص یعنی اختراعی جناب سید احمد
خان صاحب کا ممنوع ہونا بہ نسبت ایک قوم کفار کے نہ بہ نسبت دوسری قوم کفار کے کوئی مسلمان
بلکہ عاقل ذی شعور تجویز نہیں کر سکتا ہے موالاۃ من حیث الدین ہر زمان میں ہر کافر سے رکھنا ممنوع ہے
پس معلوم ہوا کہ منشا سے اس آیت اور شان نزول رہی موالاۃ من حیث الدنیا کفار اہل حرب سے ممنوع ہے
اور تفسیر کبیر میں مسطور ہے اختلفوا فی المراد من الذین لم یقاتلوکم فالاکثرون علی انہم اہل العہد الذین عاہدوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ترک القتال والمظاہرۃ فی العداوۃ وہم خزاعۃ کانوا عاہدوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی ان لا یقاتلوہم ولا یخرجوہم وامر الرسول علیہ السلام بالبر والوفاء الی مدۃ اجلہم وہذا قول ابن عباس
ومقاتل والکلبی وقال مجاہد الذین آمنوا بمکۃ ولم یہاجروا وقیل ہم النساء والصبیان وعن عبد اللہ بن الزبیر نزلت
فی اسماء بنت ابی بکر قدمت قتیلۃ علیہا مشرکۃ بہدایا فلم تقبلہا ولم تاذن لہا بالدخول فامرہا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ان تدخلہا وتقبل منہا وتکرمہا وتحسن الیہا وعن ابن عباس انہم قوم فی بنی ہاشم منہم العباس اخرجوا یوم بدر کرہا

بان المسلمین استامروا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اقربائهم من المشرکین ان یصلوهم فانزل الله الآیة
فی المشرکین یعنی اختلاف ہے مفسرین کا مراد میں الذین لم یقاتلوکم سے سو اکثر مفسرین اسپر ہیں کہ
اس سے وہ لوگ ہیں کہ عہد کیا تھا اونھون نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک قتال اور مدد کرنے پر
دشمنی میں اور انہیں میں سے خزاعہ تھی کہ عہد کیا تھا اونھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا کہ نہ قتل
کرینگے ہم مسلمانونکو اور نہ نکالینگے ہم اونکو اور حکم کیا تھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے ساتھ نیکی
اور وفای عہد کا اونکے مدت عہد تک اور یہ قول ابن عباس اور مقاتل بن سلیمان اور کلبی کا ہے اور
مجاہد نے کہ مراد اس سے وہ ہیں جو ایمان لائے مکہ میں اور ہجرت نہیں کی اور کہا گیا ہے کہ مراد اس سے
عورتیں اور لڑکے ہیں اور عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ نازل ہوئی ہے یہ آیت حق میں اسماء بنت
ابی بکر کے کہ آئی تھی قتیلہ بنت عبد العزی اونکی ماں اونکے پاس اس حال میں کہ مشرکہ تھی ساتھ ہدیوں اور تحفوں کے
نہ قبول کیا اسماء نے اوسکے تحفوں کو اور نہ اذن دیا اسکو اپنے پاس آنے کا تو حکم کیا اسماء کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ آنے دیں قتیلہ کو اور قبول کریں اوسکے تحفوں کو اور اکرام کریں اسکا اور احسان کریں اوس سے
اور روایت ہے ابن عباس سے کہ وہ ایک قوم تھی بنی ہاشم میں سے کہ اونمیں سے حضرت عباس تھے
نکال دیا تھا اونکو اس قوم نے دن بدر کے اور روایت ہے حسن بصری سے کہ مسلمانوں نے مشورہ کیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حق میں اپنے ناتے داروں مشرک کے سو اوتاری اللہ تعالی
یہ آیت اور کہا گیا ہے کہ اوتاری گئی ہے یہ آیت حق میں مشرکوں کے کہ اونسے دوستی نرکھو اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ آیت بعد
جنگ بدر کے نازل ہوئی ہے اور جنگ بدر بالضرور بعد آیت قتال و سیف کے ہوئے تھے تو نازل ہونا
اس آیت کا بھی بعد آیت سیف ثابت و متحقق ہوتا ہے انتہی سو جنگ بدر کا بعد آیت قتال و سیف کے
ہونا محض غلط ہے اسلئے کہ واقعہ جنگ بدر سال دوم ہجری میں ہے جیسا کہ کتب حدیث اور سیر سے معلوم
ہے اور آیت قتال کہ قاتلوا المشرکین کافۃ ہے اور آیت سیف کہ فاذا انسلخ الاشہر فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموہم
ہے دونوں سورہ توبہ میں ہیں اور نزول سورہ توبہ کا سال نہم میں بعد فتح مکہ کے ہے صحیحین میں براء
بن عازب سے مروی ہے کہ آخر سورۃ نزلت براءۃ یعنی آخر سورہ کہ اوتری ہے سورہ توبہ ہے تفسیر کبیر
میں مرقوم ہے روی ان فتح مکۃ فی سنۃ ثمان وکان الامیر فیہا عتاب بن اسید ونزول ہذہ السورۃ کان فی

فی سنۃ تسع یعنی روایت کیا گیا ہے کہ فتح مکہ کی سنہ اٹھہ ہجری مین تھی اور تھی امیر مکہ مین عتاب بن اسید اور نزول ہے
سورۂ کا یعنی سورۂ توبہ کا تھا سنہ نو مین پہر یعنی نازل ہوئی اس آیت کے بعد آیت سیف سکے بنا الفاسد
علی الفاسد ہے تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر مین قتادہ سے مروی ہے کہ کہا قتادہ نے
نسختہا آیۃ القتال یعنی منسوخ کردیا ہے اس آیت کو آیت قتال سنے اور ابن العربی مالکی جناب سید احمد خان
صاحب کی مستند نے کتاب الناسخ والمنسوخ مین لکھا ہے کل ما فی القران من الصفح عن الکفار
والتولی والاعراض والکف عنہم فہو منسوخ بآیۃ السیف وہی فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین الآیۃ انتہی
یعنی کل جو قرآن مین پہلو تہی کرنا کافرون سے اور تولی اونسے اور روگردانی کرنا اور رنید رہنا اونسے ہے سو
وہ منسوخ ہے ساتہہ آیت سیف کے اور آیت سیف فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین آخر آیت تک
ہے اور ایسا ہی مذکور ہے تفسیر اتقان مین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۶۹
مین لکھا ہے کہ پس یہ آیت یعنی فلا تقعد بعد الذکری مع قوم الظالمین ایسی مجلسون کے نسبت ہے
جس مین دین کے اور پر استہزا ہو یا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت لغو و نابدستا کچہ برہلا
کہا جاوے یہان تک کہ صاحب کشاف نے صاف لکہدیا ہے کہ اگر اور قسم کی باتین ہون تو اوسوقت
اوس مجلس مین بیٹہنا کچہ مضائقہ نہین ہے انتہے سو اگرچہ سبب نزول اس آیت کا اسی قسم کی مجلسون مین
بیٹہنا تہا لیکن اللہ تعالی نے اس آیت مین عموماً قوم ظالمین کے ساتہہ بیٹہنے سے منع فرمایا ہے اور
خصوص سبب قادح عموم لفظ کا نہین ہوتا ہے اور تفسیر کشاف مین ہذیل حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ
فلا باس ان یجالسہم جینیذ مرقوم ہے نہ بذیل اس آیت کے کہ اوسکے بعد ہے اور تفسیر احمدی مین
اس آیت کی تفسیر مین مذکور ہے وظاہر من کلام الفقہاء ان الآیۃ باقیۃ وان القوم الظالمین یعم المبتدع
والفاسق والکافر والقعود مع کلہم ممتنع اور ظاہر کلام فقہا سے یہ ہے کہ یہ آیت باقی ہی غیر منسوخ ہے اور تحقیق
قوم ظالم عام ہے مبتدع اور فاسق اور کافر سے اور بیٹہنا ساتہہ ہر ایک کے انہین سے ممتنع ہی اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے کہ اب ہم یہ بات فرض کرتے ہین کہ
مواکلت کسی قسم کی تو ذرکا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہین کہ عموماً تو دبای ہم کان ہو جب
آیات سابقہ کے ممنوع ہے تو ہم اوسکا جواب یہ دیتے ہین کہ آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و
طعامکم حل لہم مین جو دونو طرف کا کہانا ایک دوسرے کو تیمین حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہی کہ اہل کتاب

کا کہانا سبکو اور ہمارا کہانا اونکو حلال ہے تو اشارۃ النص صریحا اوپر جواز مواکلت کے دلالت کرتا ہے پس
بالفرض اگر مواکلت سے کسی قسم کا توود ہوتا ہے تو یہ آیت اون تمام آیات کے لئے مخصص ہوگی اور
مواکلت جائز رہیگی انتہی سو اول اس آیت کو اشارۃ النص کہ نفس نظم سے لغۃ بلا قصد اور سوق کے
ثابت ہوتا ہے جواز مواکلت پر کہنا صریح غلط ہے ہان بقدر البتہ اس آیت سے ثابت ہے کہ طعام اہل کتاب
کا کہانا اور اونکو اپنا کہانا کہلانا جائز ہے باقی جواز اونکے ساتھ بشبہہ کے کہانیکا کہ معنی مواکلت کے ہین اس
آیت سے ہرگز ثابت نہین ہے دوسرے اگر بالفرض یہ آیت جواز مواکلت پر دلالت کرتے اور مواکلت
مین توود ممنوع ہوتا تو کیا ضرور تہا کہ یہ آیت مخصص اون آیات کے جو منع توود پر دال ہین ہوتی بلکہ
ہوسکتا تہا کہ یہ آیت منسوخ اون آیات سے ہوجاتے جیسا کہ عبد اللہ بن عمر بسبب آیات منع توود کے
نکاح کتابیہ کا جائز نہین رکہتے ہین پہر اس آیت یعنی طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم مین کئی طرح سے کلام
ہے اول یہ کہ **تفسیر طعام** مین مفسرین کے تین قول ہین **پہلا** یہ کہ طعام سے ذبائح مراد ہین دوسرا
یہ کہ طعام سے روٹی اور میوے وغیرہ جو محتاج ذبح نہین مراد ہین **تیسرا** یہ کہ طعام سے سب کہانے کی
چیزین مراد ہین ہرچند طعام سے متبادر ذبیحہ اور اوسکا گوشت نہین ہے اسلئے کہ عرف مین اطلاق طعام کا اوسپر
نہین آتا ہے لیکن اکثر علما اسی پر ہین کہ مراد اوس سے ذبائح ہین پس خصم کو گنجائش ہے کہ الا ماذکیتم سے
کہے کہ مخاطب اوسمین مسلمان ہین اس آیت کو قول اکثر علما پر منسوخ کہی اور قول ثالث پر مخصوص **دوم** اختلاف
فقہا کا اسمین ہے کہ مراد اہل کتاب سے کل اصناف و کل انواع اہل کتاب کی ہین یا بعض اصناف دونو نوع کے
بعض نے کہا کہ مراد کل اصناف ہین اور بعض نے کہا کہ مراد اہل کتاب سے وہ اہل کتاب ہین جو الوہیۃ مسیح
یا عزیر کے قائل نہین ہین **مستصفی** مین مسطور ہے قالوا ہذا یعنی الحل اذا لم یعتقد المسیح الہا واما اذا
اعتقدہ فلا انتہی یعنی کہا ہے فقہا نے یہ یعنی حلال ہونا نصرانی کے ذبیحہ کا جب ہے کہ نہ اعتقاد کرتا ہو
نصرانی مسیح کے الہ ہونیکا اور اسی پر جب کہ اعتقاد رکہتا ہو نصرانی مسیح کے الہ ہونے کا تو ذبیحہ اوسکا حلال
نہین ہے اور مبسوط شیخ الاسلام مین مذکور ہے یجب ان لا تاکلوا ذبائح اہل الکتاب اذا اعتقدوا ان المسیح الہ
وان عزیرا الہ ولا تتزوجوا نساءہم وقیل علیہ الفتوی یعنی واجب ہے کہ نہ کہاؤ اہل کتاب کے ذبح کئے
ہوئے کو جب کہ اعتقاد رکہتے ہون اہل کتاب اسکا کہ مسیح الہ ہے او عزیر الہ ہے
اور یہ نکاح کرو اونکی عورتون سے کہا گیا ہے کہ اسی پر فتوی ہے اور **تفسیر مظہری** مین مذکور ہے

الظاہران المراد باہل الکتاب فی الآیۃ موحدوہم بدلیل قولہ تعالی ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن والقول بان

حرمۃ نکاح المشرکۃ منسوختہ فی حق اہل الکتاب خاصۃ بہذہ الآیۃ بعید جدا اذ لا فرق بین مشرک ومشرک وقال تعالی

وقالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ وقد قیل ان القائل بذلک طائفتین من الیہود و

النصاری لا کلہم قال ابن ہمام ویہود دیارنا مصرحون بالتنزیہ عن ذلک والتوحید واما النصاری فلم ار الا من یصرح

بالابنیۃ وما ذکر من قول علی رضی اللہ عنہ فی منع اکل ذبیحۃ بنی تغلب ومناکحۃ نساءہم یوید ما قلنا انتہی یعنی ظاہر یہ ہے

کہ مراد اہل کتاب سے آیت والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب میں موحدین اہل کتاب ہیں بدلیل قول خدا تعالی

ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن کے اور قول بایں طور کہ حرمت نکاح کرنے کی ساتھ مشرکہ عورت کے منسوخ ہے

حق میں خاص اہل کتاب کے ساتھ آیت والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب کے بعید ہے یقینا اسلئے کہ نہیں

فرق ہے درمیان مشرک کتابی اور مشرک غیر کتابی کے اور فرمایا خدا تعالے نے اور کہا یہود نے کہ عزیر بیٹا اللہ

کا ہے اور کہا نصاری نے کہ مسیح بیٹا اللہ کا ہے اور بتحقیق کہا گیا ہے کہ قائل ساتھ خدا کا بیٹا ہونے مسیح اور عزیر

کے دو گروہ ہیں یہود اور نصاری میں سے نہ سارے یہود اور نصاری کہا ابن ہمام نے اور یہود ہمارے ملک کے

تصریح کرنیوالے ہیں ساتھ تنزیہ خدا تعالے کے اس سے اور ساتھ توحید کے اور اے پر نصاری سے نہ پایا

میں نے انکو مگر اوسکو کہ تصریح کرتا ہے ساتھ ابنیہ کے اور جو ذکر کیا گیا ہے قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا منع میں

بیچ نصاری بنی تغلب کے ذبیحہ کہانے اور انکی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے تائید کرتا ہے اوسکی

جو کہا ہے میں نے سوم عادات نصاری سے ذبح نہیں ہے اور طعام اہل کتاب سے جنکے نزدیک مراد ذبائح

اونکے ہیں وہ طعام نصاری کا جو متعلق بذبح ہے اوس طعام اہل کتاب سے جو حلال ہے نہیں ہے اور

آیت کریمہ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اوسکی حلت پر دلالت نہیں کرتی ہے اور جنکے نزدیک مراد مطلق

طعام ہے اونکے نزدیک یہ آیت مخصوص ہے اس طعام نصاری سے اسلئے کہ حلت گوشت حیوانات

میں ذبح کا شرط ہے اور ذکاۃ اختیاری بالاجماع منحصر ہے ذبح اور نحر میں **فتح الباری شرح**

صحیح البخاری میں مرقوم ہے اما المقدور علیہ فلا یباح الا بالذبح او النحر اجماعا انتہی یعنی جو جانور کہ

قدرت ہے اوسپر نہیں مباح ہے کہانا اوسکا مگر ساتھ ذبح یا نحر کے بالاجماع **نوازل** میں مسطور ہے

المجوسی او النصرانی اذا دعا رجلا الی طعام تکرہ الاجابۃ وان قال اشتریت اللحم من السوق لان المجوسی یبیع المخنقۃ

والموقوذۃ والنصرانی لا ذبیحۃ لہ وانما یاکل ذبیحۃ المسلم او المخنوق یعنی مجوسی یا نصرانی جب بلاوے کسی مرد کو طرف

کہانے کے تو مکروہ ہے قبول کرنا اوسکی دعوت کا اگرچہ کہے وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدا ہے مین نے گوشت کو
بازار سے اسلئے کہ مجوسی درست رکہتا ہے گلا گہوٹے ہوئے کو اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی نہین
ہے ذبیحہ اوسکے لئے اور سوا اسکے نہین ہے کہ کہاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گہوٹ ڈالتا ہے اور فتاوی
قاضی خان مین مسطور ہے وقال لبعضہم اذا دعاہ المجوسی او النصرانی الی طعامہ کرہ للمسلم ان یاکل وان قال
اشتریت اللحم من السوق لان المجوسی یبیح المخنقۃ والموقوذۃ والنصرانی لا ذبیحۃ لہ وانما یاکل ہو ذبیحۃ المسلم او یخنق اور کہا
بعض فقہا نے جب بلائے مرد مسلمان کو مجوسی یا نصرانی طرف اپنے کہانیکے مکروہ ہے مسلمان کے لئے
کہ کہائے اگرچہ کہے وہ مجوسی یا نصرانی کہ خریدا ہے مینے گوشت کو بازار سے اسلئے کہ مجوسی مباح جانتا ہے
گلا گہوٹے ہوئے اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی نہین ہے ذبیحہ اوسکے لئے اور سوا اسکے
نہین کہ کہاتا ہے نصرانی ذبیحہ مسلمان کا یا گلا گہوٹتا ہے چہارم فرضا اگر نصاریٰ سے ذبح بہی کرین تو عادات اونکے
سے ہے ترک تسمیہ کا عمداً اور متروک التسمیہ عمداً سے مخصوص ہے طعام اہل کتاب اسلئے کہ نزدیک جمہور
کے متروک التسمیہ عمداً حرام ہے بموجب حکم آیت کریمہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے **تفسیر**
ابن الکمال مین ذیل اس آیت کے مرقوم ہے والظاہر تحریم اکل ما لم یذکر اسم اللہ علیہ عمدا کان ترک
التسمیہ او نسیانا وبہ قال ابن عیاش وجماعۃ وروی عن ابی الدرداء وعبادۃ بن الصامت وجماعۃ من التابعین
انہا منسوخۃ بقولہ تعالے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم واجازوا ذبایح اہل الکتاب وان لم یذکر اسم اللہ علیہا
ولا یسمی ذلک نسخا بل ہو تخصیص وروی عن علی وعائشۃ وابن عمران الایۃ محکمۃ ولا یجوز لنا ان ناکل ذبایحہم
الا ما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی ظاہر اس آیت سے حرام کردینا ہے اوس جانور کے کہانیکو کہ وقت ذبح کے اوسپر
نام اللہ کا ذکر نکیا گیا ہو عمداً ہو ترک تسمیہ کا یا نسیاناً اور ساتہ اسکے قائل ہوا ہے ابن عیاش اور ایک جماعت
اور روایت کیا گیا ہے ابی الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور ایک جماعت تابعین سے کہ یہ آیت منسوخ
ہے ساتہ قول اللہ تعالے وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم کے اور جائز رکہا ہے اس جماعت نے
ذبایح اہل کتاب کو اگرچہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا اوپر اونکے نہین نام رکہتے ہین ہم اسکو نسخ بلکہ یہ تخصیص
ہے اور روایت کیا گیا ہے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے کہ یہ آیت
محکم ہے اور نہین جائز ہے ہمارے لئے کہ کہائین ہم ذبایح اہل کتاب سے مگر وہ ذبایح کہ ذکر کیا گیا ہو
نام اللہ کا اوپر اور ہدایہ مین مسطور ہے وان ترک الذابح التسمیۃ عمدا فالذبیحۃ میتۃ لا تؤکل وان ترکہا نسیانا

لا توکل وقال الشافعی اکل فی الوجہین وقال مالک لا توکل فی الوجہین ثم المسلم والکتابی فی ترک التسمیۃ سواء اور
اگر ترک کیا ذبح کرنیوالے نے تسمیہ کو لیس وہ ذبیحہ مردار ہے نہ کہایا جاوے اور اگر ترک کیا تسمیہ کو بھولکر کہایا جاوے
اور کہا شافعی نے کہالیا جاوے دونوں صورتوں میں اور کہا مالک نے نہ کہایا جاوے دونوں صورتوں میں
اور مسلمان اور کتابی دونوں ترک تسمیہ میں برابر ہیں اور زیلعی نے شرح کنز میں لکھا ہے والمسلم والکتابی
فیہ سواء یعنی مسلمان اور کتابی دونوں ترک تسمیہ میں برابر ہیں اور رد المحتار حاشیہ در مختار میں مرقوم ہے
ولا یحل ذبیحۃ من تعمد ترک التسمیۃ مسلما او کتابیا لنص القرآن ولانعقاد الاجماع ممن قبل الشافعی علی ذلک وانما کان الخلاف
فی الناسی ولہذا قالوا لا یسع فیہ الاجتہاد ولو قضی القاضی بجواز بیعہ لا ینفذ اور نہیں حلال ہے ذبیحہ اوسکا جسنے عمداً
ترک کیا تسمیہ کو مسلمان ہو یا کتابی بسبب نص قرآن کے اور بسبب انعقاد اجماع کے اوسپر جو پہلے تھے
شافعی سے نہ حلال ہونے ذبیحہ تارک التسمیہ عمداً پر اور سوا اسکے نہیں کہ تھا خلاف بہولنے والے میں اور
اسی لیے کہا ہے علما نے کہ نہ سمایا جاوے اسمیں اجتہاد اور اگر حکم دیوے قاضی ساتھ جائز ہونے اسکے
بیع کے تو نافذ نہو گا حکم قاضی کا بالجملہ جسکے کہ حلت موقوف ذبح پر ہے وہ چیز نصاریٰ کے ہیاں کی کہ
غالب حال اونکے سے عدم ذبح اور ترک تسمیہ ہے نہ کہانا چاہیئے مگر یہ کہ معلوم ہو جاوے کہ اونہوں نے
اوسکو بطور ذکاۃ شرعی بہ تسمیہ ذبح کیا ہے خطابی نے شرح سنن ابی داؤد میں بذیل حدیث عائشہ
کے کہ درباب گوشت نو مسلموں کے آئی ہے لکہا ہے فیہ دلیل علی ان التسمیۃ غیر شرط علی الذبیحۃ لانہا لو کانت
شرطا لم تستبح الذبیحۃ بالامر المشکوک فیہ کما لو عرض الشک فی نفس الذبح فلم یعلم ہل وقعت الذکاۃ المعتبرۃ ام لا
یعنی اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ تسمیہ غیر شرط ہے ذبیحہ پر اسلیئے کہ تسمیہ اگر ہوتی شرط نہ مباح ہوتا
ذبیحہ ساتھہ امر مشکوک فیہ کے اسلیئے کہ عرض کیا صحابہ نے کہ ہمکو معلوم نہیں ہے کہ ذکر کرتے ہیں نام
اللہ کا یا نہیں باوجود اسکے آپ نے اوسکے کہانیکا حکم فرمایا جیسا کہ پیش آئے شک نفس ذبح
میں پہر نہ جانا جاوے کہ آیا واقع ہوئی ہے ذکاۃ معتبر و یا نہیں تو مباح نہیں ہوتا ہے ذبیحہ اور تفسیر
معالم التنزیل میں مرقوم ہے ولو کانت التسمیۃ شرطا للاباحۃ لکان الشک فی وجودہا مانعا من اکلہا کالشک
فی اصل الذبح اور اگر ہوتی تسمیہ شرط واسطے اباحت کے تو ہوتا شک وجود تسمیہ میں مانع کہانے ذبیحہ سے
مانند شک کے اصل ذبح میں اور تو انتل میں مسطور ہے سئل ابو مطیع عن نصرانی وجار جلاء اسلے
طعام وقال اشتریت اللحم من السوق انا کلہ قال ابو مطیع سالت ابن ابی عروہ عن ذلک قال کل ہو کذلک

قال مقاتل بن حیان انا اصحابنا بانهم قالوا لا تاکل حتی تراه انه تذبح یعنی جب گئے ابو مطیع نصرانی سے
کہ لایا ہوا اوسنے ترود کھانے کے اور کہا ہو کہ معلوم نہیں گوشت کو بازار سے کیا کہا تو نے ہم اوسکو
کہا ابو مطیع نے کہ پوچھا مین نے ابن ابی عروہ سے اسکو کہا ابن ابی عروہ نے کہ کہا اور ایسا ہی کہا مقاتل
بن حیان نے اور رای ہمارے اصحاب حنفیہ سے اونہوں نے کہا ہے کہ کہا نہین ہم یہان کہ دیکھ لین ہم
نصرانی کو کہ اوسنے ذبح کیا ہے اور تفسیر مظہری کے مین مرقوم ہے والصحیح المختار عندنا ہو القول
الاول یعنی ذبائح الکتابی تارکا للتسمیۃ عامدا او علی غیر اسم الله تعالی لا تؤکل ان علم ذلک یقینا او کان غالب حالهم
وذلک وجہ محمل النہی عن اکل ذبائح نصاری العرب ومحمل قول علی رضی الله عنہ لا تاکلوا من ذبائح نصاری بنی تغلب
فانہم لم یتمسکوا من النصرانیۃ بشیء الا بشربهم الخمر فلعل علیا رضی الله عنہ علم منهم انهم لا یسمون الله عند الذبح او
یذبحون علی غیر اسم الله فکذا حکم نصاری العجم ان کان عادتهم الذبح علی غیر اسم الله تعالی لا تؤکل ذبیحتهم ولا شک
ان النصاری فی هذا الزمان لا یذبحون بل یقتلون بالوقذ غالبا فلا یحل طعامهم اور صحیح اور مختار نزدیک ہمارے وہ قول
اول ہے یعنی ذبح کیا ہوا اوس کتابی کا کہ تارک التسمیہ کا عمدا ہو یا ذبح کرنے والا غیر اسم خدا پر ہو نہ کھایا جائے
اگر جانا جاوے یہ یقینا یا ہو غالب حال اونکا یہ اور یہی محمل ہے نہی کا کھانے سے ذبائح نصاری عرب سے کہ اور
یہی محمل ہے قول حضرت علی رضی الله عنہ کا کہ نکھاؤ تم ذبائح نصاری بنی تغلب سے کہ اسلیئے کہ انہون نے
تمسک نہین کیا ہے نصرانیہ مین سے ساتھ کسی چیز کے سوا پینے شراب کے سو شاید حضرت علی رضی الله
عنہ نے جانا ہو نصاری بنی تغلب کے حال کو کہ وہ نہین نام لیتے ہین الله کا وقت ذبح کے یا ذبح کرتے
ہین غیر اسم الله پر سو ایسا ہی ہے حکم نصاری عجم کا اگر ہو عادت اونکی ذبح غیر اسم الله پر نہ کھایا جائے
اونکا ذبیحہ اور نہین ہے شک کہ نصاری اس زمانہ مین ذبح نہین کرتے ہین بلکہ مار ڈالتے ہین ساتھ چوٹ مارنے
کے غالبا پس حلال نہین ہے طعام انکا اور وہ جو بعض کتابون مین مرقوم ہے کہ کتابی سے اگر نام مسیح
یا عزیز کا وقت ذبح کے نہ سنا گیا ہو تو ذبیحہ اوسکا حلال ہے محمل اوسکا وہ کتابی ہے کہ عادت اوسکی تسمیہ
کی ہو اور شاید کوئی فرقہ یہود اور نصاری مین سے ایسا ہو لہذا عینی نے شرح کنز مین لکھا ہے
ان الکتابی یسمی عند الذبح یعنی تحقیق کتابی نام خدا کا لیتا ہے وقت ذبح کے اور عینی نے صحیح بخاری
کی شرح مین لکھا ہے انہم لا یعتقدون الذبائح لغیر الله ولا یذکرون علی ذبائحهم الا اسم الله یعنی اہل کتاب
نہین اعتقاد رکھتے ہین ذبائح کا واسطے غیر خدا کے اور نہین ذکر کرتے ہین اپنے ذبحون پر مگر نام الله کا

اور وہ جو جناب سید احمد خان صاحب نے اپنے کتاب کے صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے جاننا چاہئے کہ طعام اہل کتاب بشرطیکہ محرمات شرعیہ مین سے نہو مسلمانون کے حلال اور درست ہے اور اوسکا کھانا جائز و مباح ہے خواہ ہم اونکا پوچھا ہوا اور اونہین کا پکایا ہوا سمجھ کر کھاوین جائز و مباح ہے خواہ اون کے یہان جا کر کھاوین خواہ ہم اکیلے کھاوین خواہ ہم اور اہل کتاب ایک جگہ ساتھ بیٹھ کر کھاوین اور وہ کھانا قسم لحوم طیبہ سے ہو یا از قسم حبوب و شیرینی وغیرہ انتہی سو اسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہ کہ طعام اہل کتاب بالخصوص اس ملک اور اس زمانہ کے نصاریٰ کا اگر قسم لحوم سے ہے اور کھانون پختہ یا غیر پختہ سے کہ جنمین خلط اشیائے محرمہ یا اونکا تلطخ نجاسات ممکن ہے یہ معلوم ہونا کہ محرمات شرعیہ سے نہین ہے دشوار ہے اسلئے کہ غالب حال اونکا عدم ذبح اور ترک تسمیہ عمداً اور اکل خنزیر اور شرب خمر اور استعمال اور محرمات اور نجاسات کا ہے اور جبکہ حال اونکا یون ہے اور وہ ان چیزونکو حلال اور پاک سمجھتے ہین تو اونکو اپنے اس قسم کے کھانونکا ان چیزون کے خلط و تلطخ سے بچانا کیا ضرور ہے پس بنظر اونکے غالب حال کے اس کھانیکے محرمات شرعیہ سے نہونے کا علم کیونکر ہو سکتا ہے دوسرے بفرض حلت طعام اہل کتاب عموماً اونکے یہان جا کر کھانا اگرچہ دوستی کی راہ سے ہے تو اوسکے اباحت مین کلام ہے کہ حکم اوسکا حکم دوستی رکھنیکا ہے ساتھ اہل کتاب کے اور علی ہذا القیاس حال ہے اونکے ساتھ بیٹھ کے کھانیکا بالخصوص ہمارے ملک کے نصاریٰ کے ساتھ کہ دوستی ہی کی راہ سے ہوتا ہے اور یہی محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے وفی الترمذی سألت النبی صلعم عن طعام النصاریٰ فقال لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیہ انتہی سو اس حدیث سے ترمذی اگرچہ رخصت طعام اہل کتاب کی سمجھا ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث مین منع ہے کھانے طعام نصاریٰ سے بسبب مشابہت کے ساتھ نصرانیت کی پس ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ چپے تیرے دل مین ساتھہ شک کے حرمت اوس طعام کے کہ مشابہ ہوتا ہو تو اوس مین نصرانیت کے سیوطی نے شرح جامع ترمذی مین لکھا ہے قال ابو موسیٰ المدینی انہ منع و ذلک انہ سأل عن طعام النصاریٰ فکانہ اراد ان لا یتحرکن فی قلبک شک ان ما شابہت بہ النصاریٰ حرام او خبیث او مکروہ یعنی کہا ابو موسیٰ مدینی نے کہ یہ منع ہے نصاریٰ کے طعام سے اور یہ اسلئے کہ پوچھا ہلب طائی نے آنحضرت سے طعام نصاریٰ کے کھانے سے سو ظن میرا یہ ہے کہ آنحضرت نے ارادہ فرمایا ہے اپنے قول

لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ سے اوسکے جواب مین کہ متحرک ہو تیرے دل مین شک آہین
کہ جو کہانا کہ مشابہ ہووے تو بسبب اوسکے ساتہ نصارے کے حرام ہے یا خبیث ہے یا مکروہ ہے اور
ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی مین لکہا ہے لنفی التردد بین کونہ مباحا او ممنوعا او اثبت فیہ المنع الردد
بعد ذلک بین اقسام الممنوع لانہا فیہ ولہذا جزم بعضہم بان سیاق الحدیث لا یناسب الاذن وانما یناسب المنع
یعنی نفی تردد کی درمیان ہونے طعام نصاری کے مباح یا ممنوع جب ہے کہ ثابت ہو چکا ہو منع اور تردد
بعد ثابت ہونے منع کے درمیان اقسام ممنوع کے کہ حرام ہے یا مکروہ نہین منافی ہے نفی تردد کے
مباح اور ممنوع ہونے مین اور اسی لئے جزم کیا ہے بعض شارحین نے ساتہ اسکے کہ سیاق حدیث
مناسب نہین ہے اذن کے اور سوا اسکے نہین کہ مناسب ہے منع کے اور مجمع البحار مین مسطور
ہے قال العدوی حین سال عن طعام النصاری فکانہ اراد لا یتحرکن فی قلبک شک ان ما شابہت بہ النصاری
حرام اوخبیث او مکروہ وذکرہ الہروی فی الحاء المہملۃ واللام ثم قال یعنی انہ نظیف وسیاق الحدیث لا یناسبہ یعنے
فرمایا آنحضرت صلعم نے لا یتخلجن فی صدرک طعام ضارعت النصرانیۃ کو اوس وقت کہ پوچہا اوسنے آنحضرت صلعم سے
طعام نصاری سے سو گمان میرا یہ ہے کہ مراد لیا آنحضرت نے اس قول سے یہ کہ نہ حرکت کرے تیرے
دلمین شک آہین کہ وہ کہانا کہ مشابہ ہو تو بسبب اوسکے ساتہ نصاری کے حرام ہے یا خبیث یا مکروہ
اور ذکر کیا ہے اسکو ہروی نے حاء مہملہ اور لام مین پہر کہا اوسنے ہروی نے یعنی وہ کہانا نظیف ہی
اور سیاق حدیث کا نہین مناسب ہے نظیف ہونے کے باقی محل اوسکا جو جناب سید احمد خان
صاحب نے اسی صفحہ مین فتاوی عالمگیریہ اور فتح المنان سے نقل کیا ہے
وہ طعام ہے کہ حلال ہونا اور غیر مختلط ہونا اوسکا بمحرمات اور نجاسات متیقن یا مظنون ہو اور کہانا اوسکا
اونکے ساتہ بیٹہ کے اور بطور دوستانہ ہو سو متمیز ہونا حلال کا حرام سے اور پاک کا ناپاک سے ہمارے
ملک کے نصارے کے کہانے مین بوجوہ سابقہ دشوار ہے اور جناب سید احمد خان صاحب
نے جو صفحہ مین لکہا ہے کہ جو شے کہ در اصل حلال ہے وہ کسی کے بہیجی ہوئی ہو اور کسی کی پکائی
ہوئی حرام یا ناجائز نہین ہو سکتی خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیون کے یہان کا پکا
ہوا کہانا تناول فرمایا ہے انتہی سو جو شے کہ در اصل حلال ہو وہ بہیجنے والے اور پکانے
والے کی بلا احتیاطی بحکم ظن مستفاد غالب حال سے کیونکر حرام اور ناجائز نہین ہو سکتی ہے کہانا

صورت مین اوس تی کا دہی ہونا جو حلال ہے شبہہ اور التباس ساتھ حرام اور ناجائز کے ہوجاتا ہے اور جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بکری بہونی ہوئی یہودیہ کی کہائی ہے اوس مین یہ اشتباہ اور التباس تہا
اسلیئے کہ آنحضرت کو یہود کا حال معلوم تہا کہ وہ یہود لوگ ذبح کرکے کہاتے ہین اور وقت ذبح کے
نام خدا کا لیتے ہین اور وہ صرف گوشت بہونکر پکائی گئی تہی اور کسی برتن مین ڈالکر پکائی نہین گئی تہی کہ
اشتباہ اختلاط محرمات یا نجاسات کا اوسمین ہوتا علاوہ برین یہود خنزیر نہین کہاتے ہین اور شراب
پینے کا بکرہ کہتے ہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵ مین لکہا ہے کہ حلال
چیز کو اگر ایک جگہ بیٹھکر مسلمان اور مشرک بہی چہ جائیکہ اہل کتاب کہائین تو وہ چیز حرام اور ناجائز نہین ہوجاتی
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کو بہی اپنے ساتھ بٹہاکر کہلایا ہے انتہے سو حلال چیز اگرچہ
اس وجہ سے فی نفسہ حرام نہین ہوجاتی ہے لیکن کہانا اوسکا اس وجہ سے شبہہ حرام اور ناجائز ہوجانیکا
حرام اور ناجائز ہوسکتا ہے جیسے بیع بموجب احل اللہ البیع کے حلال ہے لیکن بروز جمعہ بعد ہوجانے
اذان جمعہ کے حرام ہے اور ایسی ہی وطی زن منکوحہ سے حلال ہے لیکن وقت حیض اور نفاس کے
حرام ہے اور ایسے ہی نماز پنجگانہ فرض ہے لیکن زمین مغصوب مین حرام ہے اور کہانا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا کافرون کو ساتھ بٹہاکر کسی روایت صحیحہ معتبرہ سے ثابت نہین ہے اور وہ جو جناب
سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ مین **مطالب المومنین** سے نقل کیا ہے
اوس روایت کے ثبوت مین کلام ہے مدعی صحت پر اثبات اوسکا لازم ہے اور جناب سید احمد خان
نے جو صفحہ ۶ مین لکہا ہے حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا ہووے کافر ایک رکابی مین کہاوین
یا ایک کا جہوٹا دوسرا کہاوے بشرطیکہ کہانیکے وقت اونکا ہاتہہ مونہہ شراب یا اور کوئی حرام چیز مین
آلودہ نہو تو بہی اوس چیز کا کہانا حلال وجائز ہے کیونکہ ہم مسلمانون کے مذہب مین یہ مسئلہ مسلم
الثبوت ہے کہ سؤر الانسان طاہر انتہے سو ایک رکابی مین کہانا کہ مواکلت ہے محل نزاع ہے
اور دلائل اوسکے مشتمل پر قائم ہین چنانچہ بعض اونمین سے اوپر معلوم ہوچکی ہین اور مسلمان کو کافر کا جہوٹا
کہلانے کے ساتہہ سؤر الانسان طاہر کے دلیل لانا صرف عوام کو دہوکا دینا ہے درمیان طہارت اور
جواز اکل کے کیا ملازمت ہے بہت چیزین طاہر ہین اور کہانا اونکا درست نہین ہے دیکہو جیسے جانور غیر
ماکول اللحم کا سوائی خنزیر اور آدمی کے [illegible] کے طاہر ہے اور اسیطرح گوشت جانور غیر ماکول اللحم کا [illegible]

سوا ہے اوس اور خنزیر کے ذکات سے نزدیک بعض کے طاہر ہے لیکن کھانا اوس خنزیر کا اور اوس کے گوشت کا
کسی کے نزدیک جایز نہین ہے مسلمان کو کافر کا جھوٹا کھانا کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ اوسمین توہین اور تحقیر
مسلمانون کی ہے اور تعظیم اور توقیر کافر کی اور اہل اسلام مامور ہین ساتھ توہین کافر کے اور تعظیم مسلمان کے اور
جناب سید احمد خان صاحب نے نام فتواے مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جو صفحہ ۴۶
مین نقل کیا ہے وحکم طعام الکفار من المشرکین والمواکلۃ مع الانگریز علی سفرتہم وفی اوانیہم ان کان مع
طعوم منکر کالخمر والخنزیر او الی الکتب والقصہ وانلطخ بالنجاسات کالشراب المحرم وغیرہا فذ حرمۃ المجوس حرام
وان کانت الاوانی التی یاکل فیہا المسلم خالیۃ عن النجاسۃ لان ذلک مشارکۃ معہم فی شعارہم وان خلا عن ہذہ المفاسد
فہو مباح بشرط الطہارۃ انتہے سو اول اسکے صحت نقل مین کلام ہے اور بفرض صحت معنی وان خلا
الی آخرہ کے یہ ہین کہ اگر خالی ہو طعام کفار کا ان مفاسد سے تو وہ طعام مباح ہے بشرط طہارت کے
نہ مواکلت ساتھ اونکے اور جناب شاہ صاحب مواکلت کو بیان کیونکر مباح لکھ دیتے حال آنکہ فتح العزیز
مین بہ تفسیر آیہ کریمہ لو تدہن فیدہنون کے لکھتے ہین کہ اصل عبارت اوسکی اسکی اپنی کتاب کے صفحہ
۳۴ مین ہم نقل کر چکے ہین اور ترجمہ اوسکا یہ ہے بہرحال موافقت منکرون کے ساتھ گو ظاہر مین
ہو ہدایت عامہ کلیہ مین خلل ڈالتی ہے اور استحقاق اجر غیر ممنون مین قدح کرتی ہے چنانچہ حدیث
شریف مین وارد ہے کہ جب ملاقات کرے تو فاجر سے تو ملاقات کر تو اوس سے ساتھ ترشروئی
کے اور حقایق التنزیل مین مذکور ہے کہ سہل بن عبد اللہ تستری فرماتے تھے کہ جسنے
درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی توحید کو تو وہ نہین انس کرتا ہے مبتدع سے اور نہین
بیٹھتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہین کھاتا ہے ساتھ مبتدع کے اور نہین پیتا ہے ساتھ مبتدع کے
اور ظاہر کرتا ہے اوس مبتدع سے اپنی طرف سے عداوت اور جو مداہنت کرتا ہے ساتھ مبتدع کے
چھین لیتا ہے اللہ تعالے اوس سے شیرینی ایمان کی اور جو دوستی رکھتا ہے مبتدع سے نکال
لیتا ہے اللہ نور ایمان کا اوسکے دل سے یعنے مرد صحیح الایمان کو چاہیئے کہ ساتھ اہل بدعت کے
دانش بکری اور ہم نشین اور ہم کاسہ اور ہم نوالہ اونکا نہو اور جو ساتھ اہل بدعت کے دوستی پیدا کرے
نور ایمان کا اور اوسکی شیرینی اوس سے لی لیتی انتہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو
صفحہ ۷ مین لکھا ہے کہ جہان کہین لفظ اہل کتاب کا آیا ہے اوس سے یہود اور نصاری مراد ہین اور

اور اس آیت مین بھی جو لفظ الذین اوتوا الکتاب آیا ہے اوس سے بھی یہود و نصاریٰ مراد ہین چنانچہ بیضاوی نے بھی
مین لکھا ہے وطعام الذین اوتوا الکتاب الیہود والنصاریٰ انتہیٰ سو مقصود مورد شبہہ اوسکا یہ نہین
ہے کہ اطلاق اہل کتاب کا اس زمانہ کے انگریزون پر صحیح نہین ہے اور اس قسم کے مذہب والے زمان
نزول قران مین موجود نہ تھے بلکہ مراد مورد کی یہ ہے کہ الذین اوتوا الکتاب سے جو طعام الذین اوتوا
الکتاب مین ہے نصاریٰ اس مذہب والے سے خارج ہین اور مراد اس آیت مین وہ اہل کتاب ہین کہ
جنکی عادت تسمیہ کے وقت ذبح کی تھی اور وہ موحدین یہود و نصاریٰ مین سے تھے سو یہود تو
اب سب توحید ہی کے قائل ہین اور عزیر کی الوہیت سے منکر اور اونکے عقائد مین اور مسلمانون کے
عقائد مین بنسبت حضرت عزیر کے کچھ فرق نہین ہے اور نصاریٰ سے بھی بعض فرقے موحد ہین لیکن
اکثر فرقے نصاریٰ کے ابنیت مسیح کے قائل ہین اور قول بیضاوی کا کچھ منافی کلام مورد کے نہین ہے کہ
مقصود بیضاوی سے تعمیم اہل کتاب بنسبت یہود اور نصاریٰ سے دونو نوع کی ہے نہ بنسبت اصناف دونو
نوع کی سو مورد تعمیم اول کا قائل ہے اور تعمیم ثانی سے منکر باقی صفحہ ۱۲ مین جو کشاف سے نقل کیا ہے
وقیل جمیع مطاعمہم ویستوی فی ذلک جمیع النصاریٰ انتہیٰ سو مورد مقولہ قائل قیل کا سبب مورد اوسکو
تسلیم نہین کرتا ہے اگر مورد تقلید علماء کرتا تو اوسکو یہ بھی گنجایش تھی کہ کہتا الذین اوتوا الکتاب سے
مراد وہ اہل کتاب ہین کہ جو ایمان لاتے ہین اونمین سے جیسا کہ عبداللہ بن عمر نے والمحصنات من الذین
اوتوا الکتاب مین فرمایا ہے مسلمان مومنین اہل کتاب کے کھانے مین شبہہ کرتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ اوسکا کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا اونکو حلال ہے اور غالباً منکر تقلید اسکا جواب وہ ہوسکتا
مگر قصہ زہر دینے یہودیہ سے بیہودہ اوسکے جواب مین کہتا کہ یہ قصہ نزول الا ما ذکیتم سے پہلے کا ہے یا کہتا
کہ اوسنے ذبح مسلمانون سے کرالیا ہوگا مراد اس سے امر بالذبح ہے اور جس روایت مین کہ نسبت ذبح بھی اوسکی طرف ہو وہان مجاز
ہے اور مراد اوس سے امر بالذبح ہے اور بھی اوسکو گنجایش تھی کہ کہتا آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب الا ما ذکیتم سے منسوخ ہے اور سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے جو لوگ اپنے تئین حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ کے امت
مین سمجھتے ہین یا اونکا تابع جانتے ہین اور اپنے تئین یہودی یا عیسائی کہتے ہین گو اونکے افعال
اور عقاید کیسے ہی ہون وہ اونمین داخل ہین جن پر کتاب اوتری تھی انتہیٰ سو مورد شبہہ
الٹی کہتا ہے اول اونکا داخل ہونا یہود اور عیسائیون مین کچھ مفید قول سید کے منافی نہین ہے مراد مورد کی عدم

داخل ان انگریزونکا اور اہل کتاب ہیں جنکا ذکر طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم میں ہے وہ سرے توریت اور انجیل
میں جو احکام منصوص ہیں بلا تاویل اونکے نہ ماننے والے کو یہودیون اور نصرانیون میں اوسیطرح مسلمانون اور عیسائیون میں
داخل کرنا ممنوع ہے جیسے قرآن کے احکام کا نہ ماننے والے اور اوسکے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بلا
تاویل جاننے والیکا مسلمان اور محمدی ہونا ممنوع ہے دیکھو امیہ نقشہ ذبائح بنی تغلب کو کہ عرب کے

نصارے میں سے تھے حرام لکہا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے لا تاکلوا ذبائح نصارٰی بنی
تغلب فانہم لم یتمسکوا من النصرانیہ بشیٔ الا بشربہم الخمر یعنی نہ کہاؤ ذبائح نصارے بنی تغلب کے
کہ اونہون نے نہیں تمسک کیا ہے نصرانیت سے ساتھ کسی چیز کے سوا ہے پینے شراب کے
اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲ میں لکہا ہے کہ ہمارے یہان کے فقہا نے
اونہیں نصارے کے ذبیحہ کو حلال تبلایا ہے جو تثلیث کے قائل ہیں اور صاف اوسکی تصریح کرتا
ہے کہ اگر نصارے وقت ذبح کے تصریح کہیں بسم اللہ الذی ثالث ثلثۃ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا
ورنہ حلال انتہے سو اول اقوال فقہا کے آپس میں مختلف ہیں سب فقہا کا یہ قول نہیں ہے کہ قائلین
تثلیث کا ذبیحہ حلال ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا دوسری اس تصریح فقہا سے یہ نہیں پایا جاتا ہے
کہ جو نصارے تثلیث کے قائل ہیں اونہیں کا ذبیحہ حلال ہے جو اوس سے پایا جاتا ہے سو یہ
ہے کہ جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث کرے اوسکا ذبیحہ نہ کہانا چاہیئے کہ اوسکا معتقد تثلیث ہونا
معلوم ہو گیا ہے اور جو وقت ذبح کے اظہار تثلیث نہ کرے اوسکو محمول اوپر اعتقاد توحید کے کرکے
اوسکا ذبیحہ حلال سمجھ لینا چاہیئے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۳
میں لکہا ہے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہون کے اور تمام کہانیکی چیزوں کے ہیں گوشت ہو یا غلہ
ہو مگر اہل کتاب کے غلہ میں اور لونکے پاس جو گوشت ہو اوسکے حلال ہونے میں تو کچھ شبہ تہا ہی
نہیں بلکہ اگر شبہ تہا تو اس بات میں شبہ تہا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب نے ذبح کیا ہو اوسکا
گوشت بہی حلال ہے یا نہیں اور آیت وطعام الذین اوتوا الکتاب اوسکے حلت کے بتلانے کے لیے نازل ہوئی
تہی اسی لیے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبائح اور تمام کہانیکی چیزیں لیے ہیں انتہے
سو ہمیں کئی وجہ سے کلام ہے اول طعام کے معنی لغت میں گوشت کے کتب لغت سے کہیں
معلوم نہیں ہوتے ہیں ان لغت میں طعام کے معنے یا گیہون کے ہیں یا کل میوے اور غلے کے جو مزا

جو خورش میں آ سکتے ہیں اور عرف اہل حجاز میں گیہون ہی کے ہیں اور بعضون نے کہجور کے کہے ہین

منتہیا جیسے شرح ... میں مرقوم ہے الطعام عام فی کل ما یقتات من الحنطۃ والشعیر والتمر وغیرہا وما ورد منہا
علی ما عدا ذلك استثنا فی الا ان یکون المقصود بالتمر لانه الغالب علی اکثر یعنے طعام عام ہے کل حبوب اور غلات
کو جو خورش میں آتا ہے گیہون اور جو اور کہجور وغیرہ سے اور اطلاق کیا گیا ہے حدیث صاعا من طعام لاسمراء مین
سو گیہون کے اور غلون پر بسبب استثنا گیہون کے اس حدیث مین مگر عالمون نے خاص کیا ہے طعام کو ساتہ
کہجور کے اسلئے کہ کہجور غالب ہے اہل حجاز کے کہانو مین اور مجمع البحار میں ہے تخرج صدقۃ الفطر

صاعا من طعام ای بر و شعیر تمر و ہو شبہ لان البر قلیل عندہم وقال الخلیل ان العالی فی کلام العرب ان الطعام ہو البر
یعنے حدیث میں ہے کہ نکالتے تہے ہم صدقہ فطر ایک صاع طعام سے یعنی گیہون سے اور کہا گیا ہے
کہجور سے اور یہی مشابہ تر ہے ساتہ حق کے اسلئے کہ گیہون کم ہے عرب والونکے میان اور کہا خلیل نے
کہ جو غالب ہے کلام عرب مین یہ ہے کہ طعام گیہون ہی ہے اور منتہی الارب مین مسطور ہے بعضے تمام

حبوب اکول را طعام گویند و بعضے گندم را خاصہ بدلیل حدیث ابی سعید کنا نخرج صدقۃ الفطر فی عہد رسول
اللہ صاعا من طعام او صاعا من الشعیر و نیز طعام آب یا آب زمزم سکتے اور نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکہا ہے ان الطعام فی عرف اہل الحجاز اسم للحنطۃ خاصۃ یعنی تحقیق طعام عرف اہل حجاز
مین اسم ہے واسطے خاص گیہون کے دوسرے ہو سکتا ہے کہ شبہہ ہو اونکے پاس کے حبوبات
غلات اور میوہ جات کے کہانے مین کہ یہ کہانا شاید منجملہ موالات کے ہو موالات اونکی منہی عنہا ہی تو انکی حلت کے
لئے وطعام الذین اوتوا الکتاب نازل ہوئی ہو لہذا بعضے امیہ زیدیہ نے طعام کے اس آیت مین یہی تفسیر کی
ہے اور اونکے پاس کے گوشت مین اور اونکے بیان کے پختہ گوشت اور کہانون مین تو بعد نزول
اس آیت کے اوس صورت مین کہ طعام سے مراد ذبیحہ ہے ہوا بہی تک بہت شبہی موجود ہین کہ گوشت معلوم
نہین کہ جانور حلال کا ہے یا حرام کا پہر وہ جانور مزکی ہے یا نہین اور پہر وقت ذکات کے تسمیہ اوسپر عمداً
متروک ہی یا مذکور اور اوس گوشت کے ساتہ خون بہی مخلوط رکہا گیا ہی یا نہین کہ خون کو نصارے کہاتے
ہین اور اور کہانون مین کوئی چیز حرام یا نجس مخلوط ہے یا نہین کہ اونکو بہت حرام چیزون اور نجس
چیزون سے اجتناب نہین ہے اور پہر جن برتنون مین وہ کہانا پکایا گیا ہے وہ نجاسات اور محرمات سے
پاک تہے یا نہین تیسرے موافق اس صورت کے تفسیر طعام کے ساتہ صرف ذبائح کی چاہیئے نہ ساتہ ذبائح

اور تمام کھانون کی چیزون سے کے جو تھے کذب اس قول کا کہ تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذبایح
اور تمام کھانیکے چیزین لین ہین عبارت تفسیر نیشاپوری سے جو خود جناب سید احمد خان
صاحب نے اسی صفحہ مین نقل فرمائی ہے ظاہر ہے کیونکہ طعام سے ذبایح اور تمام کھانے کی چیزین
بعض مفسرین نے مراد لین ہین جیسے کہ جنا اور فاکہ وغیرہ بعض ایمہ زیدیہ نے مراد لیا ہے اور اکثر مفسرین
نے صرف ذبایح مراد لئی ہین عبارت تفسیر نیشاپوری کی یہ ہے الاکثرون علی ان المراد بالطعام الذبایح
لان ماقبل الآیۃ فی بیان الصید والذبایح ولان ماسوی الصید والذبایح محللۃ قبل ان کانت لاہل الکتاب وبعد
ان صارت لہم فلا تبقی لتخصیصہا فائدۃ وعن بعض ایمۃ الزیدیۃ ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ بالاحتیاج منہ الی الزکاۃ
وقیل انہ جمیع المطعومات یعنی اکثر مفسرین کہ مراد ساتھ طعام کے ذبایح ہین اسلئے کہ ماقبل آیت صید اور ذبایح
مین ہے اور اسلئے کہ ماسوا صید اور ذبایح کے حلال ہین پہلے اس سے کہ اہل کتاب کے تھے اور بعد
اسکے کہ اہل کتاب کے ہو جائین تو نہین باقی ہے اونکے تخصیص کے لیئے فایدہ اور منقول ہے
بعض ایمہ زیدیہ سے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوا اور جو محتاج ذکاۃ نہو ہے اور کہا گیا ہے کہ طعام سارے
مطعومات ہین اور تفسیر کبیر مین مرقوم ہے وفی المراد بالطعام وجوہ ثلثۃ الاول انہ الذبایح یعنی یحل
لنا اکل ذبایح اہل الکتاب واما المجوس فقد سن بہم سنۃ اہل الکتاب فی اخذ الجزیۃ منہم دون اکل ذبایحہم و
نکاح نساءہم وعن علی رضی اللہ عنہ انہ سئل عن ذبایح نصاری بنی تغلب فقال لاتاکلوا لانہم لیسوا علی
النصرانیۃ ولم یاخذوا منہا الا شرب الخمر وبہ اخذ الشافعی وعن ابن عباس انہ سئل عن ذبایح نصاری العرب
فقال لاباس بہ وبہ اخذ ابو حنیفۃ والوجہ الثانی ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ وما لا یحتاج فیہ الی الذکاۃ وہو منقول
عن بعض ایمۃ الزیدیۃ والثالث ان المراد جمیع المطعومات والاکثرون علی القول الاول ویرجح ذلک من وجوہ
اور مراد مین ساتھ طعام کے تین وجہین ہین وجہ پہلے یہ ہے کہ طعام ذبایح ہین یعنی حلال ہے ہمکو کھانا
ذبایح اہل کتاب کا اور اما مجوس سو جاری رکھا گیا ہے ساتھ اونکے طریقہ اہل کتاب کا اخذ جزیہ مین اور نہ
کھانے مین اونکے ذبیحہ کے اور نکاح کرنے اونکی عورتون سے اور روایت ہے حضرت علی رضی اللہ
سے کہ سوال کیے گئے ذبایح نصاری بنی تغلب سے سو کہا اونہون نے کہ نہ کھاؤ ذبایح نصاری
بنی تغلب کے اسلئے کہ نصاری بنی تغلب نہین ہین نصرانیت پر اور نہین لیا ہے اونہون نے
نصرانیت مین سے مگر پینے شراب کو اور ساتھ اسیکے اخذ کیا ہے امام شافعی نے اور روایت ہے

ابن عباس سے کہ وہ سوال کئے گئے ذبایح نصاریٰ عرب سے سو کہا اونہون نے کہ نہین ڈر ہے اونکے ذبایح کے کہانے مین اور ساتھ اسکے اخذ کیا ہے امام ابو حنیفہ نے اور وجہ ثانی یہ ہے کہ مراد طعام سے روٹی اور میوہ اور جو چیز کہ نہ احتیاج ہو اوسمین طرف ذکاۃ کے اور یہ منقول ہے بعض ایمہ زیدیہ سے اور وجہ تیسری یہ ہے کہ مراد طعام سے سارے کہانے کی چیزین ہین اور اکثر مفسرین پہلے قول پر ہین اور ترجیح دیا ہے علما نے اس قول کو چند وجہون سے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۴ مین عبارت تفسیر نیشاپوری کو یون نقل کیا ہے وعن بعض ایمۃ السریہ ان المراد ہو الخبز والفاکہۃ وما لا یحتاج منہ الذکاۃ انتہےٰ اور پہر ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکہا کہ سریہ مین یہ ہے کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت اونکے ذبح کی نہین ہے انتہےٰ سو عجب لطف کی بات ہے کہ ایمہ الزیدیہ کو ایمہ السریہ پڑہ کر ترجمہ اوسکا یہ کر دیا کہ سریہ مین یہ ہے اور کچہ مطلب کو نہ سمجہا کہ کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵ مین لکہا ہے کہ وہی قصائی اور وہی ذباح جو ہمارے کہلانے کیلئے جانور ذبح کرتے ہین وہی انگریزون کے یہان ذبح کیا ہوا گوشت دیتے ہین انتہےٰ سو ہمارے قصائیون کے گوشت دینے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ یہ گوشت پکا ہوا وہی ہمارے قصائیونکا دیا ہوا ہو کیونکہ اونکے یہان کا گوشت منحصر گوشت ہمارے قصائیون کے دئے ہوئے پر نہین ہے اونکے یہان گوشت سور کا بہی پکتا ہے اور وہ ہمارے قصائیون کا دیا ہوا بالجزم نہین ہوتا ہے تو جیسے سور کا گوشت اونکے یہان بے کا دیا ہوا پکتا ہے ویسے ہی چوٹ سے اور گلا گہونٹ کے مارے ہوئے کا اور متروک التسمیہ عامدا کا بہی گوشت اونکے یہان پکتا ہے پہر جناب سید احمد خان نے جو اسی صفحہ ۱۵ مین لکہا ہے کہ طعام اہل کتاب بنص صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہین مشتبہ ہی اور اصول کا مسئلہ ہے کہ یقین شبہ سے زائل نہین ہوتا ہے انتہےٰ سو جب یہ کہ مراد طعام اہل کتاب سے ذبیحہ اہل کتاب ہے تو جبتک کہ مذبوح ہونا معلوم نہو وہ اوس طعام اہل کتاب سے کہ بنص صریح خدا تعالیٰ نے ہمپر حلال کیا ہے کیونکر ہو سکتا ہے پس ایسے طعام کی حلت کا قائل ہو جانا امر مشکوک پر یقین کر کے اوسکو مورد نص ٹہیرا دینا ہے اور ہم صفحہ ۹ مین عبارت معالم السنن خطابی اور تفسیر معالم التنزیل کی نقل کر چکے ہین اوس سے صاف معلوم ہوتا ہے

کہ جب جانور کا ذبح مشکوک ہوا اوسپر حکم حلت کا جاری نہیں ہوسکتا ہے چہ جائیکہ عادت ان اہل کتاب
معلوم ہو کہ ذبح نہین کرتے ہین کہ اس صورت مین ظن مستفاد غالب حال سے مرجح جانب نا مذبوح ہونیکا ہوگا
بالجملہ قائل ہونے مین ساتھ عدم حلت اس طعام کے ازالہ کسی یقین کا شبہ سے نہین ہے تا کہ مخالفت
قاعدہ اصول کی لازم آئے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵ اور صفحہ
۱۶ مین لکھا ہے اور ابو داؤد مین باب اللحم لا یدری اذکر اسم اللہ علیہ ام لا حضرت عائشہ سے
یہ حدیث مذکور ہے انہم قالوا یا رسول اللہ ان قوما حدیث عہد بجاہلیۃ یاتوننا بلحمان لا ندری اذکروا اسم اللہ علیہا
ام لم یذکروا انأکل منہا فقال رسول اللہ صلعم سموا اللہ وکلوا اگرچہ یہ حدیث نو مسلمون کے باب مین ہے
لیکن جب اہل کتاب کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا ایسا ہی درست ہے جیسا کہ مسلمانکا تو اوس وقت اثبات
کے نہ معلوم ہونے سے کہ آیا موجب قاعدہ کے ذبح ہوا ہے یا نہین اوسکا کھانا ناجایز نہین ہے
اتنے سے ذبح کیے ہوئے اہل کتاب کا حلال ہونا مانند ذبح کئے ہوے مسلمان کے مسلم ہے لیکن
اسوقت کہ ذبح ہونا اوسکا موافق قاعدہ اہل اسلام کے معلوم ہو اور جبکہ اوسکا ذبح ہونا بقاعدہ اسلام معلوم
نہو تو وہ مانند ذبح کیے ہوئے مسلمان کے کیونکر ہوسکتا ہے مسلمان کا ذبح کیا ہوا تو ہر حال و بصورت عدم
علم خلاف فعل بطریقہ اسلامی پر محمول ہوگا کہ مسلمان کے فعل کو حتی الامکان محمل صحیح پر حمل کرنا چاہیے لہذا ابن عبد البر
نے اس حدیث عائشہ رض کی شرح مین لکھا ہے فیہ ان ما وجد المسلم یوکل ویحمل علی انہ سمی لان المسلم لا یظن بہ فی
کل شیء الا الخیر حتی یتبین خلاف ذلک ذکرہ ابن حجر فی فتح الباری اس حدیث مین ہے کہ جو جانور حلال
کہ ذبح کیا ہوا وسکو مسلمان نے کہایا جاوے اور حمل کیا جاوے اسپر کہ اوس مسلمان نے نام اللہ کا وقت
ذبح کے ذکر کر لیا ہوگا اسلیئے کہ مسلمان کے ساتھ گمان نہ کیا جاتے کسی کام مین مگر نیک تا آنکہ ظاہر ہو
خلاف اوسکا ذکر کیا ہے اسکو ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین اور بعض
علما نے کہا ہے کہ شاید آنحضرت صلعم کو حال اون نو مسلمون کے تسمیہ کا معلوم ہو اگرچہ سائلین کو یہ معلوم
نہ تہا لہذا آنحضرت صلعم نے اونکے لائے ہوئے گوشت کی کہانیکا حکم فرما دیا ابن جوزی نے تحقیق مین
لکھا ہے والظاہر انہم کانوا یسمون لانہم اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نو مسلم تہے ذکر کرتے نام خدا کا وقت
ذبح کے علاوہ برین اہل کتاب کے پاس کے گوشت مین تو اشتباہ نفس ذبح مین ہے کہ آیا ذبح ہوا ہے
یا نہین اور اون نو مسلمون کے گوشت لائے ہوئے مین نفس ذبح کا شک نہ تہا بلکہ صرف ذکر نام خدا او

اوسکے ترک کا شبہہ تہا لہذا سائلین نے خدمت مین آنحضرت کے یون عرض کیا کہ لاندری اذکر اسم اللہ علیہا
ام لم یذکر ہوا اور یہ نہین کہا کہ لاندری اذبحوہا ام لم یذبحوہا اور متروک التسمیۃ مختلف فیہ بخلاف غیر مذبوح کی کہ بالاجماع
حرام ہے اور محل عبارت عالمگیری جو صفحہ ۱۷ مین منقول ہے وہ جانور ہے کہ مذبوح ہونا اوسکا بقاعدۂ
شرعیہ معلوم ہو صرف تسمیہ کا شبہہ ہو اور وہ اہل کتاب کہ جنکی عادت ذبح اور تسمیہ کی ہو نہ یہ نصاریٰ کہ عادت
اونکی ذبح اور تسمیہ کی نہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۶ اور صفحہ ۱۷ مین
لکہا ہے اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالے نے حلال کیا ہے پس جسطرح کہ اون کے
نزدیک اور اونکے مذہب مین جانور کے ذکاۃ درست ہے وہی اونکا ذبیحہ ہے اور اوسیکا کہانا ہم
مسلمانون کو حلال ہے یہان تک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن توڑکر مار ڈالنا یا سر پہاڑکر مار ڈالنا ذکاۃ
سمجہتے ہون تو ہم مسلمانون کو اوسی کا کہانا درست ہے انتہے سو خدا تعالی نے طعام اہل کتاب کا حلال
کیا ہے اور علماے اہل سنت نے طعام سے ذبیحہ مراد رکہا ہے اور ذبح کے معنے وہی مراد ہین
جو شرع اسلامی مین ہین نہ کچہ اور معنی اگرچہ نصاریٰ اون معنی کو ذبح کہتے ہون جیسے کہ نکاح عورت کتابیہ
سے اوسی معنی کر حلال ہے کہ جو معنی شرع اسلامی مین نکاح کے ہین نہ کسی اور معنی کر اگرچہ نصاریٰ اوسکو نکاح
سمجہتے ہون پس جیسی نکاح مسلمان کا کتابیہ سے بدون ارکان اور شروط نکاح اسلامی کے جایز نہین ہے
ویسے ہی مسلمان کو کہانا ذبیحہ اہل کتاب کا بدون شروط اور ارکان ذبح اسلامی کے جائز نہین ہے اور جیسے خدا تعالے
نے ذبیحہ اہل کتاب اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم سے حلال کیا ہے ویسی ہے
خدا تعالی نے جو سا تہہ نام غیر خدا کے ذبح کیا جائے یا گردن مروڑکر یا چوٹ سے سر توڑکر مارا جائے اوسکو
اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ بہ والمنخنقۃ والموقوذۃ ۔
سے حرام فرمایا ہے یعنے حرام کیا گیا ہے تمپر مردہ جانور اور خون اور گوشت سور کا اور جو ساتہ نام غیر خدا
کے ذبح کیا گیا اور گلا گہونٹ کر مارا گیا اور چوٹ سے مارا گیا شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم حنبلی نے کتاب
منع مشابہت کفار مین لکہا ہے فلما تعارض العموم الحاظر وہو قولہ تعالے وما اہل لغیر اللہ بہ والعموم المبیح وہو
قولہ تعالی طعام الذین اوتوا الکتاب اختلف العلماء فی ذلک والاشبہ بالکتاب والسنۃ ما دل علیہ اکثر کلام
احمد من الحظر وان کان من متاخری اصحابنا من لم یذکر ہذہ الروایۃ بحالہا وذلک لان عموم قولہ تعالے وما اہل لغیر اللہ
بہ وما ذبح علی النصب عموم محفوظ لم تخص منہ صورۃ بخلاف عموم طعام الذین اوتوا الکتاب فانہ یشترط فیہ

فيه الزكاة المبيحة فلو ذكى الكتابي في غير المحل المشروع لم تبح ذكاته ولان غاية الكتابي ان تكون ذكاته كالمسلم
والمسلم لو ذبح باسم غير الله لم تبح وان كان يكفر بذلك فكذلك الذمي الا ان قوله وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم
وطعامكم حل لهم سواء وهم ان كانوا يستحلون هذا ونحن لا نستحله فليس كل ما استحلوه يحل لنا ولانه قد تعارض دليلان حاظر
ومبيح فالحاظر اولى ولان الذبح لغير الله وباسم غيره قد علمنا يقينا انه ليس من دين الانبياء عليهم السلام فهو من الشرك
الذي احدثوه فالمعنى الذي لاجله حلت ذبائحهم منتف في هذا — یعنی سو جبکہ متعارض تہا عموم حاظر اور وہ قول اللہ
تعالیٰ کا وما اہل لغیر اللہ بہ ہے اور عموم مبیح اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا وطعام الذین اوتوا الکتاب ہے تو مختلف ہوئے
علما امین اور اشبہ ساتھ کتاب اور سنت کے وہ ہے کہ دلالت کرتا ہے اوس پر اکثر کلام امام احمد کا حرمت پر
اگرچہ متاخرین اصحاب ہمارے سے وہ ہے کہ نہین ذکر کیا ہے اونہوں نے اس روایت کو بجالہا اور اشبہ ہونا
حرمت کا اسلئے ہے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ وما اہل لغیر اللہ بہ اور ما ذبح علی النصب کے عموم محفوظ ہین نہین
خاص کیے گئے ہے کوئی صورت بخلاف عموم طعام الذین اوتوا الکتاب کے پس تحقیق طعام اہل کتاب
کا شرط ہے اوسمین ذکاۃ مبیحہ سو اگر تذکیہ کیا کتابی نے غیر محل مشروع مین نہ مباح ہوگی ذکاۃ اوسکے گوشت
کے کہانیکو اور اسلئے کہ نہایت درجہ کتابی کا یہ ہے کہ ہو ذکاۃ اوسکے مانند ذکاۃ مسلمان کے اور مسلمان اگر
ذبح کرے واسطے غیر خدا کے اور ذبح کرے ساتھ نام غیر خدا کے نہ مباح ہوگا ذبیحہ اوسکا اگرچہ کافر ہو جائیگا وہ
مسلمان ساتھ اسکے سو اسیطرح ذمی ہے کہ نہ مباح ہوگا ذبیحہ اوسکا اگر ذبح کرے واسطے غیر خدا کے یا ساتھ نام
خدا کے اسلئے کہ قول اللہ تعالیٰ کا وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم اور وطعامکم حل لہم برابر ہے اور وہ اگرچہ ہین حلال
جانتے اسکو اور ہم نہین حلال جانتے ہین پس نہین ہے کہ جو حلال جانین وہ لوگ اوسکو وہ حلال ہو ہمارے لئے اور اسلئے
کہ تحقیق متعارض ہوئے ہین دو دلیلین حاظر اور مبیح پس حاظر اولے ہے اور اسلئے کہ ذبح واسطے غیر
خدا کے اور ساتھ نام غیر خدا کے تحقیق جانچکے ہین ہم یقینا کہ وہ نہین ہے انبیا کے دین سے پس وہ او
شرک میں سے ہے کہ احداث کیا ہے اوسکو لوگون نے پس وہ معنی کہ جسکے سبب سے حلال ہوئے ہین
ذبیحے اونکے منتفی ہین یہان اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ مین لکھا ہے
کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ فنسخ
واستثنی من ذلک فقال وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لہم اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے
کہ اہل کتاب کی ذبح مین موافقت ہماری قواعد ذبح کے شرط نہین ہے انتہے سو اس قول ابن عباس سے

یہ نہیں نکلتا ہی کہ اہل کتاب کی ذبیح میں موافقت ہمارے قواعد ذبح کی شرط نہیں ہی بلکہ یہ نکلتا ہی کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم
جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہی کہ متروک التسمیہ مطلقا عمداً ہو یا سہوا اونکے نزدیک حلال ہے سو یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے
سوا اسکے دو قول اَور ہیں قول محمد بن سیرین اور نافع اور شعبی وغیرہم کا یہ ہے کہ متروک التسمیہ مطلقا سہوا
ہو یا عمدا حرام ہے اور قول متوسط بین القولین یہ ہے کہ متروک التسمیہ عمدا حرام ہے اور متروک التسمیہ سہوا
حلال ہے عینی نے **صحیح البخاری** کے شرح مین لکھا ہے مذہب مالک والثوری وابو
حنیفہ واصحابہ الی ان ترکہا ان کان عامدا لم یوکل وان کان ترکہا ساہیا اکلت قال ابن المنذر وہو قول ابن
عباس وابی ہریرۃ وابن المسیب والحسن بن صالح وطاؤس والحسن بن ابی الحسن وعبدالرحمن بن ابی لیلی وجعفر
بن محمد والحکم وربیعۃ واحمد واسحق سے گئے ہین مالک اور سفیان ثوری اور ابو حنیفہ اور اصحاب اونکے اسطرف کہ ترک
تسمیہ کا اگر ہو عامدا نہ کھایا جاتے اور اگر ہو ترک اوسکا ساہیا کھایا جاتے کہا ابن المنذر نے اور یہی قول ہے
ابن عباس اور ابی ہریرہ اور ابن المسیب اور حسن بن صالح اور طاؤس اور حسن بن ابی الحسن اور عبدالرحمن ابن ابی
لیلی اور جعفر بن محمد اور حکم اور ربیعہ اور احمد اور اسحق کا لہذا امام نووی نے شرح **صحیح مسلم** مین
لکھا ہے وقال قوم لا یحل الا ان یسموا اللہ تعالی یعنی اور کہا ایک قوم نے کہ نہین حلال ہین ذبایح اہل کتاب کی
مگر یہ کہ ذکر کرین اہل کتاب وقت ذبح کے نام خدا کا اور مروی ہے حضرت علی اور حضرت عایشہ اور عبداللہ بن عمر
سے جیسا کہ ذکر اوسکا آچکا ہے تفسیر **ابن الکمال** سے اور یہی **ہدایہ** اور **شرح کنز** زیلعی اور
رد المحتار سے مذکور ہو گیا ہے کہ ترک تسمیہ مین مسلمان اور کتابی دونون برابر ہین متروک التسمیہ عمدا جیسے مسلمان
کا حلال نہین ہے ویسے ہی کتابی کا حلال نہین ہے علاوہ برین اس قول ابن عباس سے سوا تسمیہ کے
اور قواعد ذبح سے کچھ تعرض نہین ہے پس اگر فرض کیا جاسکے کہ ابن عباس کے نزدیک موافقت اہل
کتاب کی ساتھ ہمارے تسمیہ مین نہین ہے جب بھی ابن عباس کی حدیث سے یہ نہین ثابت ہوتا ہے
کہ اہل کتاب کے ذبح مین موافقت ہمارے قواعد ذبح کی سوا تسمیہ کے شرط نہین ہے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۱۷** اور **صفحہ ۱۸** مین لکھا ہے کہ جو
احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب مین ہین اہل کتاب اونکے مکلف نہین ہین بلکہ وہ صرف
ایمان لانے کے مکلف ہین پس جبکہ اہل کتاب کا ذبیحہ خدا تعالی نے ہمکو حلال کر دیا ہے تو ہین
یہ شرط کسی طرح لگ نہین سکتی کہ جسطرح ذبح کا حکم مسلمانون کے لئے ہے اوسیطرح وہ بھی ذبح کیا کرین

انتھے سوال اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ جو احکام حلال اور حرام کے ہمارے دین میں ہین تو سب صحیح اور درست ہیں کفار
بھی اوسکے مکلف ہین دوسرے اگر فرض کیا جاے کہ کفار سوا ایمان کے اور کسی حکم کے
مکلف نہین ہین تو اہل اسلام تو مکلف اپنے دین کے احکام کی تابع منخنقہ اور موقوذہ اور ما اہل لغیر اللہ پر اہل اسلام
پر حرام ہے اور بموجب حکم الا ما ذکیتم حلال منحصر ذکی بذکاۃ شرعی مین اوسکے لئے ہی اور طعام اہل کتاب جو حلال
ہے اپنے عموم اور اطلاق پر نہین ہے بلکہ مراد اوس سے ذبائح بذبح شرعی ہین اور غیر مذبوح بذبح شرعی بالاجماع
حرام ہے ذابح کتابی ہو یا مسلمان اگر اختلاف ہے تو متروک التسمیہ مین ہے نہ غیر مذبوح مین اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۵** مین لکہا ہے کہ بعضے روایتون مین آیا ہے
کہ اہل کتاب حضرت مسیح کا نام لیکر ذبح کرین تو بہی اوسکا کہانا درست ہے انتھے سو یہ روایت مطرود ہے
ایت ما اہل لغیر اللہ بہ سے لہذا جمہور اس روایت کے مخالف ہین نووی نے شرح **صحیح مسلم** مین لکہا
ہے فاما اذا ذبحوا علی اسم المسیح او کنیسۃ او نحوھا فلا تحل تلک الذبیحۃ عندنا و بہ قال جماہیر العلماء اور ای پر جب ذبح
کرین اہل کتاب مسیح کے نام پر یا گرجا یا اوسکے مانند پر تو نہین حلال ہے یہ ذبیحہ اور ساتہ اسیکے قائل ہین جماہیر
علما اور **فتاوی قاضی خان** مین مرقوم ہے ذبیحۃ الیہودی والنصرانی حلال وان کان حربیا الا
ان یسمی علیہ بالمسیح فاذا سمع منہ ذلک لا یحل فانہ اہل بہ لغیر اللہ یعنی ذبیحہ یہودی اور نصرانی کا حلال ہے اگرچہ
ہو حربی مگر یہ کہ نام لے وقت ذبح کے اوپر مسیح کا پس جب سنا جاے اوس سے یہ نہین حلال ہے
اسلیے کہ یہ داخل ہے ما اہل لغیر اللہ بہ مین اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ**
۱۹ سے **صفحہ ۲۳** تک تفسیر **ابن العربی** اور معیار سے نقل کیا ہے کہ محصل اوسکا یہ ہے
کہ ذکاۃ اسلامی ذبیحہ اہل کتاب کے حلت کے لئے شرط نہین ہے سو وہ قابل التفات اور لائق اعتبار کے
نہین ہے دو وجہ سے اول یہ قول صرف **ابن العربی مالکی** اور اسکے اتباع کا ہے اور صرف قول
اوسکا لائق اعتماد کے نہین ہے کہ اکثر اقوال مین ابن العربی متفرد ہے اور مخالف اجماع کے چنانچہ اوسکی
ہفوات مین سے ہے وہ جو ابن حجر مکی نے شرح ہمزیہ مین ذکر کیا ہے کابن العربی المالکی فانہ نقل عنہ
ما تقشعر منہ الجلد انہ قال لم یقتل یزید الحسین الا بسیف جدہ ای لانہ الخلیفۃ والحسین باغ علیہ والبیعۃ سبقت
لیزید ویکفی فیہا بعض اہل الحل والعقد وبیعتہ کذلک اور مانند ابن عربی مالکی کے اسلیے کہ نقل کیا گیا ہے
اوس سے وہ جس سے بال کہڑے ہوتے ہین کہا اوس نے یہ کہ نہین قتل کیا یزید نے حسین کو مگر ساتھ

تلوار سے اونکے نانا کے یعنی اسلئے کہ یزید خلیفہ تھا اور حسین بغاوت کرنیوالے تھے یزید پر اور بیعت پہلی ہو چکی تھی یزید کے لئے اور کافی ہے بیعت خلافت میں بعض اہل حل وعقد او ربیعت یزید کی ایسی ہی تھی دوسرے یہ قول ابن العربی کا بھی مخالف اجماع کے ہے کہ ذکاۃ اختیاری بالاجماع ذبح اور نحر میں منحصر ہے جیسا کہ فتح الباری سے مذکور ہوگیا ہے اور مروڑ کے یا چوٹ سے مار ڈالنے کو لغت یا عرف یا شرع میں ذبح یا نحر نہیں کہتے ہیں بلکہ پہلے کو خنق کہتے ہیں اور دوسرے کو وقذ او منخنقہ اور موقوذہ دونوں بہ نص قطعی حرام ہیں اور حلال منحصر ہے ذکاۃ اسلامی میں بدلیل الا ما ذکیتم کے ہدایہ میں ہے الذکاۃ شرط حل الذبیحۃ لقولہ تعالی الا ما ذکیتم یعنی ذکاۃ شرط ہے حلال ہونے ذبیحہ کے لئے بسبب قول اللہ تعالی الا ما ذکیتم کے اس مالکی نے اپنے امام کی بھی پیروی کو چھوڑ دیا ہے میزان شعرانی میں مرقوم ہے قول مالک انہ لو ذبح بعیرا او نحر شاۃ من غیر ضرورۃ لم یوکل یعنی قول امام مالک کا یہ ہے کہ اگر ذبح کیا ہو اونٹ کو یا نحر کیا ہو بکری کو بدون ضرورت کے تو نہ کھایا جائے پھر اسکے وجہ اوسی میزان میں یون مرقوم ہے ووجہ التحریم انہ ذبح غیر مشروع وکل عمل لم یوافق الشریعۃ فہو غیر صحیح فلا تحل اور وجہ حرام کرنے کی یہ ہے کہ یہ ذبح غیر مشروع ہے اور جو عمل نہ موافق ہو شریعت کے تو وہ غیر صحیح ہے پس نہ حلال ہوگا اور بھی میزان شعرانی میں مسطور ہے قول مالک یجب قطع ہذہ الاربعۃ وہی الحلقوم والمری والودجان یعنے قول مالک ہے کہ واجب ہے ذکاۃ میں کاٹنا ان چار رگونکا اور وہ رگیں ایک حلقوم ہے کہ جس میں سانس چلتی ہے اور ایک مری ہے کہ جس میں کھانا اور پانی جاتا ہے اور دو شہ رگ ہیں کہ جسمیں خون بہتا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے اور یہ بات منقح ہو چکی ہے کہ اگر کوئی شخص مقلد کسی ایک امام کا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو ناجائز نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اوسکے نص صریح اوسکے مذہب میں موجود نہوں پس ایسی روایت پر مذاہب اربعہ کے مقلد عمل کر سکتے ہیں انتہے سو تقلید کرنے مقلد ایک امام میں دوسرے امام کے کسی ایک خاص مسئلہ میں تفصیل ہے اور کلام طویل ہے بجا سے خود مذکور ہے لیکن عموماً اوسکا ناجائز ہونا منقح نہیں ہے قائل ہونا حلت ایسے جانور کا کہ گردن مروڑ کر یا چوٹ سے اہل کتاب نے مارا ہو کسی دوسرے امام کی تقلید نہیں ہے بلکہ سب اماموں کا اور نص قطعی کا خلاف ہے پس ایسی روایت پر مقلد مذاہب اربعہ کیا کوئی مسلمان عمل نہیں کر سکتا ہے حرمت منخنقہ اور موقوذہ اور ما اہل بہ لغیر اللہ منصوص قرآن سے ہے اور بنص الا ما ذکیتم اور بالاجماع ذکاۃ شرط ہے

حالت حیوان ماکول مین اور ذکاۃ اختیاری بالاجماع منحصر ہے ذبح اور نحر مین بہرحال ذکاۃ اختیاری مین کاٹنا رگون
کاٹنا شرط ہے نزدیک بعض کے دو رگون کا اور نزدیک بعض کے تین کا اور نزدیک بعض کے چار کا نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے قال الشافعی واصحابہ وموافقوہم لایحصل الذکاۃ الا بقطع الحلقوم و
المری کلیہما ویستحب قطع الودجین ولا یشترط وہذا اصح الروایتین عن احمد وقال ابن المنذر اجمع العلماء علی انہ
اذا قطع الحلقوم والمری والودجین واسال الدم حصلت الذکاۃ قال واختلفوا فی قطع بعض ہذہ فقال الشافعی
یشترط قطع الحلقوم والمری ویستحب الودجان وقال اللیث وابو ثور وداود وابن المنذر یشترط الجمیع وقال ابوحنیفۃ
اذا قطع ثلثۃ من ہذہ الاربعۃ اجزاہ وقال مالک یجب قطع الحلقوم والودجین ولا یشترط المری وہذہ روایۃ عن
اللیث ایضا وعن مالک روایۃ انہ یکفی قطع الودجین وعنہ اشتراط قطع الاربعۃ کما قال اللیث وابو ثور وعن ابی
یوسف ثلث روایات احدیہا کابی حنیفۃ والثانیۃ ان قطع الحلقوم واثنین من الثلثۃ الباقیۃ حلت والا فلا والثالثۃ یشترط
قطع الحلقوم والمری واحد الودجین وقال محمد بن الحسن ان قطع من کل واحد من الاربعۃ اکثرہ حل والا فلا کہا شافعی
اور اونکے اصحاب اور اونکی موافقت کرنیوالون نے کہ نہین حاصل ہوتی ہے ذکاۃ مگر ساتھ کاٹنے حلقوم
یعنی سانس چلنے کی رگ اور مری یعنی کھانا اور پانی جانیکی رگ کے دونون کے اور مستحب ہے کاٹنا دونون شہ رگ کا
کہ جنمین خون بہتا ہے اور شرط نہین ہے اور یہ صحیح تر دو روایتون کا ہے کہ جو امام احمد سے آئی ہین کہا
ابن المنذر نے کہ اجماع کیا ہے علما نے اسپر کہ جب کاٹے ذابح حلقوم اور مری اور دونون شہ رگ کو اور بہادے
خون کو حاصل ہو جائیگی ذکاۃ کہا ابن المنذر نے اور اختلاف کیا ہے علما نے کاٹنے مین بعض ان رگون کے
سو کہا شافعی نے کہ شرط کاٹنا حلقوم اور مری کا ہے اور مستحب ہین دو شہ رگ یعنی کاٹنا اونکا اور کہا لیث اور ابو
ثور اور داود ابن المنذر نے کہ شرط ہین سب یعنی کاٹنا سب چارون رگون کا اور کہا ابو حنیفہ نے کہ جب کاٹ دی ذابح
تین کو ان چار رگون مین سے کافی ہے اوسکو اور کہا مالک نے کہ واجب ہے کاٹنا حلقوم اور دو شہ رگ کا اور
نہین شرط ہے کاٹنا مری کا اور یہ روایت لیث سے بھی آئی ہے اور مالک سے ایک روایت ہے کہ
کافی ہے کاٹنا دو شہ رگ کا اور اونہین مالک سے روایت ہے شرط ہونا کاٹنے چار رگون کا جیسا کہ کہا ہے
لیث اور ابو ثور نے اور ابو یوسف سے تین روایتین ہین ایک اون روایات کے مانند قول ابو حنیفہ کے ہے
اور دوسری روایت یہ ہے کہ اگر کاٹ دیا ہے ذابح نے حلقوم اور دو رگون کو تین باقی رگون مین سے
حلال ہے ذبیحہ اور جو نہین تو حلال نہین ہے ذبیحہ اور تیسری روایت یہ ہے کہ شرط ہے کاٹنا حلقوم کو

مری اور ایک رگ کا ورشہ گوں جیسے اور کہا محمد بن الحسن نے کہ اگر کاٹ دیا ہے دراج نے اکثر کو چار رگوں مین
سے حلال ہے اور جو نہین تو نہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۲ مین
لکہا ہے کہ جب طعام اہل کتاب کا ہمارے سامنے آیا ہے جسکو نص صریح خدا تعالی نے حلال کر دیا
ہے تو ہمکو اسبات کی تفتیش کی کہ کسنے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچہ حاجت نہین انتہی سو جب کہ
اوس نص مین کہ جس نص سے خدا تعالی نے ہمکو طعام اہل کتاب حلال کیا ہے طعام اہل کتاب سے
مراد ذبائح اہل کتاب ہین اور نے احتیاطی اپنے ملک اور زمانہ کے اہل کتاب نصاری کے معلوم ہے
کہ ذبح نہین کرتے ہین اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کسیکا مارا ہوا ہو کہا لیتے ہین تو اہل اسلام کو جب ولایتی
بیان کا گوشت پکا یا کچا سامنے آوے تفتیش اسکے بہت ضرور ہے کہ گوشت حلال جانور کا ہے
یا حرام کا اور جسکا یہ گوشت ہے وہ ذبح بہی کیا گیا ہے یا نہین اور اگر ذبح کیا گیا ہے تو اوسکو کسنے ذبح
کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲ مین لکہا ہے نہ اون
چیزون کا جنمین ذبح ہوتا ہے نہین مثلا مچہلی روٹی انڈا چاول شیرینی وغیرہ انتہی سو ان چیزونکا کہانا بہی
بسبب ملن ماشی غالب حال اختلاط نجاسات اور محرمات کے ناجائز ہوگا اسلئے کہ غالب حال اس ملک کے
اہل کتاب کا نشہ کی چیزون کا ہے کہانون مین اور نجس ہونا اونکے پانی اور برتنون کا اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲ مین لکہا ہے پس اگر ہمکو بہت احتیاط ہو
تو یہی طریقہ ہمکو اہل کتاب کے ساتہ برتنا چاہیے انتہی سو اہل کتاب کے قول معتبر ہونے مین خلاف
ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۶ مین لکہا ہے بموجب مذہب
اہل السنۃ والجماعت کے مشرکین مین کوئی نجاست ظاہر نہین انتہی سو اول یہ مخدوش ہے
قول ابن عباس اور حسن بصری سے کہ وہ قائل ہین مشرکین کے نجاست کے تو وہ کیا اہل سنت وجماعت
مین سے نہین ہین تفسیر کشاف مین ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہم نجس العین کالکلاب
وعن الحسن من صافح مشرکا توضأ ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرک نجس العین ہین کتون کے
اور حسن بصری سے روایت ہے کہ جو مصافحہ کرے مشرک سے وضو کرے یعنی ہاتہ دہو ڈالے
دوسرے جمہور قائل اسکے ہین کہ مشرکین مین نجاست ظاہری نہین ہین نہ اسکے کہ اون مین کوئی
ظاہری نجاست نہین ہوتی ہے تفسیر احمدی مین ذیل انما المشرکون نجس کے مرقوم ہے

الجمهور على ان المعنى انما المشركون ذو نجس لان الجنس بفتحتين عين النجاسة ولانهم لا يتطهرون ولا يغتسلون ولا يجتنبون النجاسات فهي ملابسة لهم یعنی جمہور اسپر ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ سوا اسکے نہین کہ مشرک صاحب نجاست ہین اسلیے کہ نجس بفتحتین عین نجاست ہے اور اسلیے کہ مشرکین نہین پاک رہتے ہین اور نہین غسل کرتے اور نہین پرہیز رکہتے ہین نجاست سے تو نجاسات لگے ہوے ہین اونکو اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ ۲۶** مین لکہا ہے کہ اوس سے بہت زیادہ احتمال حلوائیون کی مٹہائی اور دودہ اور ہندون کے سپکے ہوئے کہانے مین ہے انتہی تو حلوائیون کی مٹہائی اور دودہ پر اس ملک مین حکم اباحت بنا بر عموم بلوی اور دفع حرج اور قاعدہ الضرورات تبیح المحظورات کے جاری ہے چنانچہ جناب سید احمد **خان صاحب** نے جو فتوی نام سے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے **صفحہ ۲۷** مین نقل کیا ہے اوسکا بہی منشا یہی ہے لیکن قیاس اہل کتاب کے کہانیکا اوسپر صحیح نہین ہے اسلیے کہ کوئی ایسے ضرورت کہ جو اوس سے ہو اسمین پائی نہین جاتی ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ ۱۳۱** مین لکہا ہے کہ یہ بات دیکہنی چاہیے کہ وہ برتن کس قسم کے ہین آیا تانبے پیتل چینی یا شیشہ کے ہین کہ جسمین اثر اشیای محرمہ کا اگر اونمین کہائے یا پیے گئے ہون نفوذ نہین کرتا ہے یا مٹی یا لکڑی وغیرہ کے قسم سے ہین کہ جنمین اثر اونکا نفوذ کرتا ہے پس اگر وہ برتن قسم اول کے ہین اور دہوے ہوے ہین تو اونمین کہانا بے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر وہ بہی دہوے ہوے ہین اور اونمین محرمات کہائے جانیکا صرف احتمال باطل غالب ہے مگر یقین نہین اور نہ کوئی ظاہری نجاست اونمین ہے تو بغیر دہوے ہوے مین کہانا مکروہ ہے لیکن بے احتیاطی ہے مگر حرام یا ممنوع شرعی نہین ہے انتہی سو اسمین کئی وجہ سے کلام ہے اول یہ احادیث مین منع کیا گیا ہے اہل کتاب اور مشرکین کے برتنون مین کہانے سے تو کچہہ اونمین کسی قسم کے برتنون کی قید نہین ہے کہ مٹی کے ہون اور تانبے اور شیشہ اور چینی کے نہون اور نہ اسکے قید ہے کہ وہی برتن ہون کہ جنمین پکانا خنزیر کا اور پینا شراب کا متیقن ہو نہ اور برتن اور حدیث ابی ثعلبہ مین جو آیا ہے کہ ہم یطبخون فی قدورہم الخنزیر ویشربون فی آنیتہم الخمر بیان اونکی عادت کا اور اظہار اونکی حال کا ہے نہ یہ سوال خاص اونہین برتنو کی نسبت کہ جنمین وہ سور پکاتے تہے اور شراب پیتے تہے بلکہ اونکو خنزیر اور شراب سے کچہہ اجتناب نہ تہا ہے لہذا بعض اور روایات مین بدون ذکر اونکے عادت کے بہی سوال کیا گیا ہے اور صورت مین بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے برتنو کے نسبت ایسا ہی حکم دیا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے اپنے **سنن** مین ابی ثعلبہ خشنی سے روایت کیا ہے کہ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألتہ

قلت یا رسول اللہ قدور المشرکین نطبخ فیہا قال لا تطبخوا فیہا قلت فان احتجنا الیہا فلم نجد منہا بدا قال فارحضوہا
رحضا حسنا ثم اطبخوا وکلوا کہا ابو ثعلبہ خشنی نے آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو پوچہا مین نے
آپ سے کہا مین نے یا رسول اللہ ہانڈیان مشرکون کی پکاوین ہم اونمین فرمایا نہ پکاؤ اونمین کہا مین نے
پہر اگر محتاج ہون ہم طرف اونکے ہانڈیون کے اور نہ پاوین ہم اونسے چارہ فرمایا دہو ڈالو اونکو خوب دہونا پہر
پکاؤ اور کہاؤ اور ترمذی نے اپنے جامع مین ابی ادریس خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابو ادریس خولانی
نے سمعت ابا ثعلبۃ الخشنی یقول اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انا بارض قوم اہل الکتاب
ناکل فی آنیتہم قال ان وجدتم غیر آنیتہم فلا تاکلوا فیہا فان لم تجدوا فاغسلوہا وکلوا فیہا سنا مین نے ابی ثعلبہ
خشنی سے کہ کہتے تھے آیا مین پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا مین نے یا رسول اللہ ہم ملک
مین ایک قوم اہل کتاب کے ہین کہاتے ہین ہم اونکے برتنون مین فرمایا آپ نے اگر پاؤ تم اونکے
برتنون کے سوا تو نہ کہاؤ اونکے برتنون مین پہر اگر نہ پاؤ تو دہو ڈالو اونکو اور کہاؤ اونمین اور اسیطرح صحیحین مین
بہی مروی ہے ابی ثعلبہ خشنی سے بالجملہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث مین مطلق ظروف
مشرکین یا اہل کتاب مین کہانے سے منع فرمایا ہے ساتھ صیغہ نہی کے اور رخصت کو مقید فرمایا ہے
ساتھ دہونے اور نہ میسر ہونے اور برتنونکے اور اصل نہی مین جمہور کے نزدیک تحریم ہے تو در صورت پائے جانے
اور برتنون کے یا نہ دہونے کے ان احادیث سے تحریم کہانیکی اونکے برتنون مین ثابت ہے ابن حزم نے
محلی مین لکہا ہے لا یجوز استعمال آنیۃ اہل الکتاب الا بشرطین احدہما ان لا یجد غیرہا والثانی غسلہا یعنی جائز ہے
استعمال اہل کتاب کے برتنون کا مگر ساتھ دو شرطون کے ایک اون دو شرطون کے یہ ہے کہ نہ پاوین ہم سوا
اونکے برتنون کے اور برتن اور دوسری شرط دہونا ہے اون برتنونکا دوسرے تانبے اور چینی اور شیشہ کے برتنو
مین کبہی نقوش ہوتے ہین یا بال پڑ جاتے ہین کہ اونمین نجس اور حرام چیز اسطرح بہر جاتی ہے کہ اوسکا دور ہونا
دہونے سے دشوار ہوتا ہے تیسرے آلودہ ہونا برتنون کا نجاست یا محرمات سے کچہ موقوف نقوش پر
نہین ہے کیا تانبے یا چینی یا شیشہ کے برتنون مین جب نجس یا حرام چیز رکہی جائیگی وہ آلودہ نجاست
سے ہوگی بہر حال اہل کتاب کے برتنونکا استعمال بدون دہونے کے اس ظن سے کہ اونکو اجتناب
نجس چیزون سے نہین ہے اگر کل برتن اونکے نجس ہون تو کچہ عجب نہین ہے جائز نہین ہے
شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے شرح عمدہ مین بعد حدیث ابی ثعلبہ خشنی کے لکہا ہے حق الحدیث

مسائل الاولی انه یدل علی ان استعمال اوانی اہل الکتاب یتوقف علی الغسل واختلف الفقہاء فی ذلک بناءً علی قاعدۃ تعارض
الاصل والغالب وبالخلاف فیمن یتدینون باستعمال النجاسة من المشرکین لا اہل الکتاب کذلک والا کان قد فرق بینہم وبین المشرکین
لانہم یتدینون باستعمال الخمر ویکثرون ملابستہا فالنصاریٰ لا یجتنبون النجاسات ومنہم من یتدینون بملابستہا کالرہبان
فلا وجہ لاخراجہم ممن یتدینون باستعمال النجاسات والحدیث جارٍ علی مقتضی ترجیح غلبة الظن المستفاد من الغالب راجح علی الظن
المستفاد من الاصل یعنی اس حدیث میں چند مسائل ہیں پہلا یہ مسئلہ ہے کہ دلالت کرتی ہے یہ حدیث اوپر استعمال
اہل کتاب کے برتنوں کا موقوف ہے دہونے پر اور مختلف ہوئے ہیں فقہاء اسمیں بنا بر قاعدہ تعارض اصل وغالب
کے اور خلاف ان میں ہے جو دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال نجاست کا مشرکین میں سے اور
اہل کتاب مانند مشرکوں کے ہیں اگرچہ ہے کہ فرق کیا گیا ہے درمیان اہل کتاب اور درمیان مشرکوں کے
اسلئے کہ اہل کتاب دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال خمر کو اور بہت رکھتے ہیں ملابست خمر کے سو
نصاریٰ نہیں اجتناب کرتے ہیں نجاسات سے اور انہیں نصاریٰ میں وہ ہیں جو متدین ہیں ساتھ ملابست
نجاسات کے مانند راہبوں کے تو نہیں وجہ ہے واسطے اخراج اہل کتاب بالخصوص نصاریٰ کے انہیں
جو دین کے راہ سے جائز جانتے ہیں استعمال نجاسات کو اور حدیث جاری ہے مقتضی ترجیح غلبہ ظن پر
اسلئے کہ ظن مستفاد غالب حال سے راجح ہے ظن مستفاد پر اصل سے اور **فتح الباری شرح**
صحیح البخاری میں بعد حدیث مذکور کے لکھا ہے فتمسک بہذا الامر من رای ان استعمال آنیة
اہل الکتاب یتوقف علی الغسل لکثرۃ استعمالہم النجاسة ومنہم من یتدین بملابستہا سو تمسک کیا ہے ساتھ
اس امر کے یعنی فاغسلوا کے اوسنے کہ اعتقاد کیا ہے اسکا کہ استعمال اہل کتاب کے برتنوں کا
موقوف ہے دہونے پر بسبب استعمال کرنے انکے نجاست کو اور انہیں اہل کتاب میں سے
سو ہیں جو متدین ہیں یعنی ملابست نجاست میں اور **خیر** میں مرقوم ہے والمعنی فی ذلک ان الغالب
والظاہر من حال اوانیہم النجاسة فانہم یستحلون الخمر والمیتة ویشربون ویطبخون فی قدورہم وقصاعہم وکان الظاہر
من حال اوانیہم النجاسة فکرہ الاکل فیہا قبل الغسل اعتبارا للظاہر کما کرہ التوضی بسور الدجاجة اعتبارا
للظاہر لانہا لا تتوقی من النجاسة فی الغالب والظاہر وکما کرہ الصلوٰۃ فی سراویل المشرکین اعتبارا للظاہر فانہم
لا یستنجون کان الظاہر من حال سراویلہم النجاسة اور سبب اسکا یہ ہے کہ غالب اور ظاہر حال مشرکوں کے
برتنوں میں نجاست ہے اسلئے کہ وہ حلال جانتے ہیں شراب اور مردار جانور کو اور پیتے اور پکاتے

ہین اپنی ہانڈیون اور پیالیون مین اور بے حال ظاہر اونکے برتنون سے نجاستہ پس مکروہ ہے کہانا اون مین
پہلے دہونے سے واسطے اعتبار ظاہر کے جیسکہ مکروہ ہے وضو کرنا مرغے کے جہوٹے پانی سے
بسبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ مرغے نہین بچتے ہین نجاست سے غالب حال اور ظاہر مین جیسی کہ مکروہ
ہے نماز پاجامہ مین مشرکون کے بسبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ وہ استنجا نہین کرتے ہین پس ظاہر
حال اونکے پاجامہ سے نجاست ہے اور جو **صفحہ ۳۶** مین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کے
نام سے بحوالہ **ذخیرہ** منقول ہے کہ اصل اشیا مین طہارۃ ہے اور شک سے نجاست مین تو نہ
ثابت ہوگی نجاست ساتہ شک کے سو وہ بطرح مدفوع ہے کہ اصل اشیا مین طہارت ہونے سے
ظن طہارت ہے طہارت یقینی نہین ہے اور غالب حال اہل کتاب اور مشرکین سے ظن نجاست ہے
تو وقت تعارض ظنین کے ترجیح ظن غالب کو ہے ظن اصل پر جیسا کہ شرح **عمدہ** سے معلوم ہوا
اور **خلاصۃ الفتاوی** مین مرقوم ہے و الاکل والشرب فی اوانی المشرکین مکروہ یعنی کہانا اور پینا
مشرکون کے برتنون مین مکروہ ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ**
۳۳ مین لکہا ہے یہ حدیث اون برتنون سے متعلق ہے جنمین شراب اور سوٴر کہایا پکایا جاتا ہے ۔
اس زمانہ مین انگریزون کے یہان جو عام رواج ہے اونمین شراب پینے کے برتن بالکل علاحدہ ہین
اور سوٴر کہانیکے برتن بالکل علاحدہ ہین اور بلکہ ہر قسم کے کہانیکے برتن جدا جدا ہین پس یہ حدیث
اون برتنون سے جو سوٴر اور شراب کے کہانیکے نہین ہین متعلق نہین ہوسکتی ہی انتہی سو اول یہ
لائق تسلیم کے نہین ہے کہ یہ حدیث اونہین برتنون سے متعلق ہے کہ جنمین شراب اور سوٴر کہایا پکایا
جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے دوسرے اگر فرض کیا جاتے کہ یہ حدیث اونہین برتنو سے
متعلق ہے جنمین شراب اور سوٴر کہایا پکایا جاتا ہے جب بہی اونکے سب برتن احتمالی کہ جن مین کہ یہ
کہانا پکا سکتے ہین مشتبہ اور ملتبس ہین اور علاحدہ ہونا شراب پینے اور سوٴر کہانیکے برتنون کا اگرچہ
جناب **سید احمد خان** صاحب کو معلوم ہو لیکن مسلمانون کو معلوم ہونا اسکا دشوار ہے
اور واقف حال اسکے تصدیق سے منکر ہین اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو
صفحہ ۴ مین لکہا ہے کہ یہ حدیث اون برتنون سے متعلق ہے کہ جسمین اشیا ماکول اور مشروب
کا حرمت کرتا ہے انتہی سو یہ تقیید بلا سند ہے اطلاق حدیث کی حدیث مین کسی قسم کے

برتنوں کی قید نہین ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۳ مین لکہا ہے
کہ تمام علما نے اس حدیث کی شرح مین لکہا ہے یہ نہی احتیاطی ہے اور انگریزون کی برتنوں مین دہونے
کے بعد کہانے مین باوجودیکہ اور برتن موجود ہون کچہہ کراہت بہی نہین ہے انتہی سو نہی کا احتیاطی
ہونا بعد دہونے اور مراد لینے مطلق برتنوں کے بقول بعض علما کے مسلم ہے کہ انکے نزدیک
یہ احتیاط اون برتنوں مین کہ عادت اونکے استعمال کی نجاسات مین ہے اور وہ برتن مستعمل ہین محمول
تحریم پر ہے اور اون برتنوں مین کہ عادت اون کی استعمال کی نجاسات مین نہین ہے یا غیر
مستعمل ہین محمول صرف تنزیہ اور تورع پر ہے اور مقصود ملا علی قاری کا یہی ہے لیکن تمام علما
کا یہ قول نہین ہے چنانچہ وجہ اور پر محلی ابن حزم سے مذکور ہوا اسکے خلاف ہے کہ اوسکا
منشا یہ ہے کہ درصورت ملنے اور برتنوں کے اونکے مطلق برتنوں مین دہوکر بہی کہانا درست
نہین ہے اور انگریزونکے اور مشرکون کے برتنوں مین کچہہ فرق نہین ہے کہ انگریزونکو بہی
شراب و سور اور مردار کہانے سے کچہہ اجتناب نہین ہے تو انگریزونکے بہی اون برتنوں
مین کہ جنکا استعمال نجاسات یعنی خمر اور خنزیر اور مردار جانور وغیرہا مین ہوتا ہے اور مستعمل ہین
بعد دہونے کے بہی کہانا درصورت میسر آنے اور برتنوں کے مکروہ ہے اور یہی منشا ہی
کلام نووی کا جسکو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۴۳ مین ذکر کیا ہے
عبارت شرح صحیح مسلم نووی کی یہ ہے وہذا الحدیث یقتضی کراہۃ استعمالہا ان وجد غیرہا و
لا یکفی غسلہا فی نفی الکراہۃ وانما یغسلہا ویستعملہا اذا لم یجد غیرہا یعنی یہ حدیث مقتضی ہے مکروہ
ہونے استعمال ان برتنونکو اگر پائے جائین اور برتن اوردہونا کافی نہین ہے اونکا نفی کراہت مین
اور سوا اسکے نہین کہ دہوئے اونکو اور برتے جب کہ نہ پائے اور برتنوں کو باقی اختلاف ہے اون
برتنوں مین کہ جنکا استعمال نجاسات مین نہین ہوتا ہے بدون دہونے کے درصورت
میسر آنے اور برتنوں کے سو نووی نے کراہت اونکے استعمال کے نسبت کی ہے طرف فقہا
کے اور ابن حجر نے اونکے استعمال کا غیر مکروہ اور ترک ہونا اولی بعض فقہا سے نقل کر کے ترجیح
مکروہ ہونے کو دیا ہے کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین واما الفقہا م
فمرادہم مطلق آنیۃ الکفار التی لیست مستعملۃ فی النجاسات فہذہ یکرہ استعمالہا قبل غسلہا لیغے ہمکو

فقہا سو مراد اونکے مطلق وہ برتن کافرون کے ہین کہ استعمال اونکا نہین ہے نجاسات مین تو یہ برتن
مکروہ ہے استعمال انکا بعد انکے دہونے کے اور ابن حجر نے **فتح الباری شرح صحیح**
البخاری مین لکہا ہے وما الفقہاء فمرادہم مطلق آنیۃ الکفار التی لیست مستعملۃ فی النجاسۃ فانہ یجوز
استعمالہا ولو لم تغسل عندہم وان کان الاولی الغسل خروجا عن الخلاف لا لثبوت الکراہۃ فی ذلک ویحتمل ان
یکون استعمالہا بلا غسل مکروہا بناء علی الجواب الاول وہو الظاہر من الحدیث وان استعمالہا مع الغسل
رخصۃ اذا وجد غیرہا فان لم یجد جاز بلا کراہۃ للنہی عن الاکل فیہا مطلقا وتعلیق الاذن علی عدم غیرہا مع غسلہا
وتمسک بہذا بعض المالکیۃ لقولہم انہ یتعین کسر آنیۃ الخمر علی کل حال بناء علی انہا لا تطہر بالغسل واستدل بالتفصیل
المذکور لان الغسل لو کان مطہرا لہا لما کان للتفصیل معنی اور رای یہ فقہا سو مراد اونکے مطلق وہ برتن کافرون کے
ہین کہ نہین ہے استعمال اونکا نجاست مین کہ جائز ہے استعمال اونکا اگرچہ نہ دہوئے جائین نزدیک
فقہا کے اگرچہ ہے اولے دہونا واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ بسبب ثابت ہونے کراہت
کے اس استعمال مین اور محتمل ہے کہ ہو استعمال اونکا بدون دہونے کے مکروہ بنا بر جواب اول کے
کہ آپ نے ارشاد فرمایا نہ کہاؤ اونکے برتنون مین اور وہ ظاہر ہے حدیث سے اور
استعمال ان برتنون کا ساتہ دہونے کے رخصت ہے جب پاوے اور برتنون کو سوا اگر نہ پائے جائز
ہے بلاکراہت بسبب منع کے کہانے سے ان برتنو مین مطلقًا اور تعلیق اذن کے نہونے اور
برتنون پر ساتہ اونکے دہونے کے اور تمسک کیا ہے ساتہ اسکے بعض مالکیہ نے واسطے
قول مالکیہ کے کہ لائق ہے توڑنا برتنون شراب کا ہر حال پر بنا بر اسکے کہ نہین پاک ہوتے ہین ساتہ
دہونے کے اور استدلال لائے ہین بعض مالکیہ ساتہ اوس تفصیل کے کہ مذکور ہے حدیث مین اسلیے
کہ دہونا اگر ہوتا پاک کرنیوالا تو ہوتے تفصیل کے کچہہ معنی اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے
جو صفحہ ۴۵ مین لکہا ہے علاوہ اسکے ابوداؤد مین دوسری حدیث جابر سے روایت ہے
اوسمین دہانے بلاخدشہ اور بلاکسی قید مشرکین کے برتنو کا استعمال آیا ہے انتہی سو محمل حدیث
جابر کا وہوکہ استعمال کرنا مشرکون کے برتنو کا ہے وقت نہ میسر آنے اور برتنون کے بزار نے
اپنی مسند مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنصیب من آنیۃ المشرکین فنستمتع بہا دنا کل فیہا یعنے تہے ہم کہ غزا کرتے تہے ساتہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے سو ہم برتن مشرکون کے تو پاتے تھے ہم اون برتنون کو اوٹھا لیتے
تھے ہم اونمین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے قال
العبد الراجی شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی انتہی تو تفسیر العبد کا ایما ہو بدل الشریف کہنا ہے کہ قال
العبد عبارت نصاب الاحتساب مین واقع ہے اگر تفسیر اوسکی ساتھ صاحب نصاب
الاحتساب کی ہوتی تو ہو سکتا تھا اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۳۴
مین لکھا ہے اوس بات مین کہ وہ پانی جس سے برتن دہوے گئے پاک تھا یا ناپاک شرعا
کچہ شبہہ نہین ہو سکتا اسلئے کہ کوئی پاک چیز شبہہ سے ناپاک نہین ہو جاتی انتہی سو اگرچہ
پاک چیز فی نفسہ شبہہ سے ناپاک نہین ہو جاتی ہے لیکن جسکی پاکی ذات مستفاد اصل سے ہو اوسپر
حکم ناپاکی کا بلحاظ ظن مستفاد غالب حال سے شرعا ہو سکتا ہے اور غالب حال اور ظاہر یہ ہے کہ جس پانی
سے ہمارے ملک کے نصارے کے برتنون کو بھنگی دہوتے ہین اوس پانی کی کچہ احتیاط
نہین ہوتی ہے وجہ یہ ہے بھنگی اپنے ہاتھونکو ساتھ گوشت سور اور جانورون غیر ماکول اور غیر ذبیحہ کے
کے ملوث کرکے اوس پانی مین بے تکلف ڈالدیتے ہین اور سوا اسکے اور چیزون نجس سے بھی
اوس پانی کو نہین بچاتے ہین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو اسی صفحہ مین لکھا ہے
وعن ابن عمر قال توضا عمر رضی اللہ عنہ بالحمیم فی جر نصرانیۃ من تہپا انتہی سو یہ روایت رزین کی
ہے قابل اعتماد کے نہین ہے اور برتقدیر صحت محمل اسکا یہ ہے کہ اوس پانی اور برتن کا
بالیقین طاہر ہونا حضرت عمر کو کسی طریقہ سے معلوم ہو گیا ہو وجہ سوم یہ ہے کہ ساتھ
اہل کتاب نصارے کے کہانا کہانے مین کہ ہوتا ہے چھوری اور کانٹے سے میز و کرسی لگا کر
اور اسطرح کہانے مین تشبہ ہے ساتھ اونکے اور تشبہ ساتھ کافرون کے اگرچہ اہل کتاب ہون
ممنوع ہے مقدمہ اولے بدیہی ہے اور مقدمہ ثانیہ مفاد احادیث اور آثار اور اقوال علما سے
نامدار ہے ابو داؤد نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنے مستدرک مین عبد اللہ
بن عمر سے اور بزار نے اپنے مسند مین حذیفہ بن الیمان اور ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے
کہ کہا ان سب نے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم یعنے جو تشبہ
ہو ساتھ کسی قوم کے وہ اوسی قوم مین سے ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو

صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے کہ چھوری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے گوشت چھوری سے کاٹ کر تناول فرمایا ہے انتہی سو صرف چھوری سے کاٹ لینا اوس
گوشت کا کہ سخت ہوا اور خوب گلا نہو اور ہڈی مین لگا ہوا اور ہاتہ یا دانت سے نوچنے مین ایذا ہو اگر بہ
قصد تشبہ بالنصاری نہو درست ہے اور جو آنحضرت صلعم سے چھوری سے کاٹنا ثابت ہے اوسکا محل
یہی ہے اور کاٹنا اس گوشت کا چھوری سے اور کہانا اوسکا کاٹنے سے میز و کرسی پر ساتھ اس ہیئت
اجتماعیہ کے نزدیک شیعہ ممنوع ہے بسبب مشابہت کے ساتھ نصاری کے نووی نے شرح
صحیح مسلم مین بذیل بحث من کتف شاۃ کے لکھا ہے فیہ جواز قطع اللحم بالسکین وذلک اذا دعت
الیہ الحاجۃ لصلابۃ اللحم او کبر القطعۃ قالوا ویکرہ من غیر حاجۃ یعنے اس حدیث مین دلیل ہے جائز ہونے
کاٹنے گوشت کے ساتھ چھوری کے اور یہ جائز ہونا جب ہے کہ داعی ہو طرف اسکے حاجت
بسبب سختی گوشت یا بڑے ہونے پارچہ کے کہا ہے علما نے اور مکروہ ہے چھوری سے
کاٹنا گوشت کا بدون حاجت کے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۳۴ مین لکھا ہے
ابو داؤد مین جو حدیث در باب منع قطع لحم بالسکین کی ہے اوسکو خود ابو داؤد نے ضعیف لکھا ہے انتہی سو اگرچہ ابو داؤد نے اوسکو ضعیف
لکھا ہے لیکن بیہقی اور طبرانی اور غیرہما نے اسکو اور طریقوں سے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے
جیسے کہ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہے اور اصول حدیث مین مقرر ہے کہ حدیث
ضعیف تعدد طرق سے درجہ حسن کو پہونچ جاتی ہے اور فردوس مین ہے لا تقطعوا الخبز بالسکین
نہ کاٹو روٹی کو ساتھ چھوری کے اور علامہ ترجمانی نے اپنے کتاب مین لکھا ہے
یکرہ قطع الخبز بالسکین مکروہ ہے کاٹنا روٹی کا ساتھ چھوری کے اور خزانۃ الاکمل مین قوم
ہے لا یقطع الخبز بالسکین نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چھوری کے اور جوامع الفقہ مین ہے
ولا یقطع الخبز بالسکین اور نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چھوری کے اور ابو الفضل کرمانی نے اپنے
فتاوی مین لکھا ہے سألت والدی عن قطع الخبز بالسکین فقال یکرہ لانہ من صنیع الاعاجم
المترفین یعنے پوچھا مین نے اپنے والد سے کاٹنے روٹی کو چھوری سے سو فرمایا اونہوں
نے کہ مکروہ ہے اسلئے کہ یہ طریقہ ہے عجم کے اترانے والون کا اور جناب سید احمد خان
صاحب نے جو صفحہ ۴۰ مین لکھا ہے کہ یہ ہی ایسی نہین ہے کہ جسکے ارتکاب مین کبیرہ

کچھ قباحت ہوتی نہ تھی کیونکہ یہ بہی حکمی نہین انتہے سو تہی جو رئیسے گوشت کاٹنے کی حدیث لا تقطعوا اللحم
بالسکین فانہ من صنیع الاعاجم مین داخل ہے ساتھ اسکے کہ یہ طریقہ بہی عجم کے لوگون کا کہ مراد اوس
کفار عجم سے ساتھ مجوس اور نصاری کے ہین اور مشابہت ساتھ کفار کے ممنوع ہے پس اسکے ارتکاب
مین قباحت ہوتی اور یہ بہی حکمی ہوتی کیونکہ ادنی مشابہت کفار کا مکروہ تحریمی ہے **طحطاوی** نے حاشیہ
در مختار مین مونچہون کے بڑہانے کی وجہ کراہت مین لکہا ہے لما فیہ من التشبہ بالمجوس وذکر رسول اللہ صلعم
المجوس فقال انہم یوفرون سبالہم ویحلقون لحاہم فخالفوہم ابو السعود عن العلامۃ نوح وظاہرہ ان تطویل السبال
مکروہ تحریما للتشبہ المذکور اسلئے کہ اسمین تشبہ ہے ساتھ مجوس کے اور ذکر کئے تھے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجوس پس فرمایا آپنے کہ مجوس بڑہاتے ہین اپنی مونچہون کو اور مونڈتے ہین اپنی داڑہیون
کو سو مخالفت کرو تم اونکی ابو السعود نے اسکو نقل کیا ہے علامہ نوح سے اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ
بڑہانا مونچہ کا مکروہ تحریمی ہے بسبب تشبہ مذکور کے اور صرف چمچہ سے کہانے مین کچھہ مشابہت کافرونکی
نہین ہے ہمیشہ مسلمان چمچہ سے کہاتے چلے آئے ہین اور جناب **سید احمد خان** صاحب
نے جو **صفحہ ۱۴۱** مین لکہا ہے اسیطرح کبہی خوان پر یعنی میز پر کہانا تناول نہین فرمایا پس جو حال
کہ اون چیزونکا ہے وہی میز پر کہانیکا ہے جسطرح وہ مباح ہین اسیطرح یہ بہی مباح ہے انتہی سو اس مین
دو طرح سے کلام ہے اول خوان کا ترجمہ ساتھ میز کے غلط ہے خوان ساتھ پیش خائے معجمہ اور اوسکے
کسرہ کے معرب خوان کا ہے جیساکہ **صحاح جوہری** اور **قاموس** اور **صراح** اور **بحر محیط** اور
منتہی الارب وغیرہا مین ہے اور اسیکے مطابق کہا ہے طیبی نے شرح **مشکوۃ** مین اور خوان کو سب
جانتے ہین عجم کے لوگ اوسمین کہانا چنکر چوکیون پر رکہہ لیتے تہے تاکہ جہکنا نہ پڑے دوسرے
درمیان میز اور درمیان تشتری اور چپاتی کے فرق ہے کہ میز پر کہانے مین مشابہت ہے نصا
نصارے کے اور تشتری اور چپاتی مین مشابہت ساتھ اونکے نہین ہے پس تشتری مین کہانا اور
چپاتی کہانا مباح ہوسکتا ہے بخلاف میز پر کہانے کے کہ وہ مباح نہین ہوسکتا ہے بسبب مشابہت
کے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۱۴۱ اور **صفحہ ۲۴۲** مین لکہا ہے
وفی مجمع البحار ولا اکل علی خوان قط ہو ما یوضع علیہ الطعام عند الاکل لانہ من داب المترفین لئلا یفتقر الی
التطاطی والانحناء انتہی سو یہ عبارت مجمع البحار کی نہین ہے جو آن کے اصلی معنی خوان کے ہین

اور معنی دسترخوان کے بھی آیا ہے سو شارحین نے موافق معنی اول کے لکھا ہے الاکل علیہ من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطؤ والانحناء یعنی کھانا خوان پر اتراے والون کے داب سے ہے تاکہ نہ احتیاج ہو طرف جھکنے کے کہ جب خوان کو چوکی پر رکھ لین گے جھکنا نہ پڑیگا اور بیان مین معنی ثانی کے لکھا ہے ہو مایوضع علیہ الطعام عند الاکل یعنی خوان وہ دسترخوان ہے کہ کھاجاتا ہے اوپر کھانا وقت کھانے کے سو جناب سید احمد خان صاحب نے خوان کا ترجمہ میز ثابت کرنے کے لئے دونون معنی کی عبارتون کو ایک کر کے حوالہ مجمع البحار کا دیدیا عبارت مجمع البحار کی یہ ہے والخوان بضم خاء وکسرہا المائدۃ المعدۃ ویقال بالاخوان وجمعہ اخونۃ وخون ن ومنہ قرب الیہ خوان وارید بہ شئ نحو السفرۃ غیر بالنفی بحدیث ما اکل صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان قط الخوان معرب والاکل علیہ من داب المترفین لئلا یفتقروا الی التطاطؤ والانحناء نہ وفیہ فاذا انا بخاوین علیہا لحوم منتنۃ ہو جمع خوان وہو مایوضع علیہ الطعام عند الاکل انتہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے کہ تشبہ کسی قوم کے ساتھ اوسیوقت کہا جاسکتا ہے کہ مابہ التشبہ خاصہ اوسی قوم کا ہو اور کسی قوم مین نہ پایا جاسکے میز پر بیٹھ کہانا اور چھوری کانٹے سے کہانا قوم نصاری کا خاصہ نہین ہے بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہین وہ بھی اسیطرح پر کہاتے ہین انتہے سو اسمین کئی طرح سے کلام ہے اول کہا جاسکتا تشبہ کا ساتھ کسی قوم کے اوسیوقت کہ مابہ التشبہ خاصہ اوسی قوم کا ہو اور کسی قوم مین نہ پایا جاے ممنوع ہے دیکہو بالونکا سپید کرنا مسلمانون اور یہود دونون مین پایا جاتا تہا کچھ خاصہ یہود کا نہ تہا آنحضرت نے اوسکو تشبہ بالیہود فرما کے مسلمانون کو اوس سے منع فرمایا ترمذی نے اپنے جامع مین ابی ہریرہ سے اور نسائی نے اپنے سنن مین عبداللہ بن عمر اور زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ کہا ان سب نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدلو بالون کی سپیدی کو اور نہ تشبہ کرو ساتھ یہود کے دوسرے اگر فرض کیا جاے کہ اطلاق تشبہ کے لئے مابہ التشبہ کا خاصہ ہونا ضرور ہے تو خاصہ ہونا اوسکا اوسی ملک مین کہ جسمین اطلاق تشبہ کا ہے کافی ہوگا اور اسمین شک نہین ہے کہ ملک ہند مین میز و کرسی پر بیٹھ کے چھوری اور کانٹے سے کہانا خاصہ نصاری سے ہے تیسرے اگر ترک میز اور کرسی پر بیٹھ کے چھوری اور کانٹے سے کہاتے ہونگے تو یہ طریقہ اونھون نے کافرون ہی سے لیا ہوگا کیونکہ اہل اسلام

اسکو اختیار نہیں کیا ہوگا تو وہ شئے اس قبیل سے نہ اسکا نصاریٰ سے یا اور کفرون کا خاصہ ہونا نہین جانا مثلاً
سو ہیون کا زنار باندھنا اور ہندو کا ہونا قشقہ لگانا ... یہ اور گو اونکا ہے ویسی ہی جب اہل اسلام ہمارے دیار کے
اور ترک ترکیب اسکے دیسے ... بہت سے بیک او اونکا خاصہ ہونا نہین کیا ہے اسیطرح مثلاً
انگا پہننا خاصہ لشکر ہندو ہے اور بہت سے علماء اہل اون کی عورتین باندھنگا پہنتی ہین تو اس سے اسکا
اونکا خاصہ ہونا نہین کیا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب سے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے
کہ اب الفاظ تشبہ پر غور کرنا چاہیے کہ دیا اس الفاظ سے تشبہ تام یا غیر تام اور سے توسیطح درست نہین
ہوسکتا انتہے سو تشبہ سے مراد مطلق تشبہ ہے خواہ تام ہو یا غیر تام لیکن وعید منہم کا بعض صورتون
مین محمول تغلیظ پر ہے اور بعض صورتون مین محمول ظاہر پر ہے بعض قسم تشبہ کے کفر ہین اور بعض حرام
اور مکروہ ترمذی نے اپنے جامع مین عمرو بن شعیب سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتا ہے
اپنی باپ شعیب سے اور شعیب روایت کرتا ہے اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبہوا بالیہود ولا بالنصاری فان تسلیم الیہود
الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف یعنے نہین ہے ہم مین سے جسنے کہ تشبہ کیا ساتھ
غیر ہمارے کے نہ تشبہ کرو تم ساتھ یہود کے اور نہ ساتھ نصاریٰ کے اسلئے کہ سلام کرنا یہود کا
اشارہ ہے ساتھ اونگلیون کے اور سلام کرنا نصاریٰ کا اشارہ ہے ساتھ ہتھیلیون کے اور سعید بن منصور
نے اپنے سنن مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہا کرہت الاختصار فی
الصلوۃ وقالت لا تشبہوا بالیہود کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے مکروہ رکہا ہے اختصار کو نماز مین اور کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تشبہ کرو ساتھ یہود کے اور صحیحین مین روایت ہے رافع بن خدیج سے
کہ کہا رافع نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ تحقیق مین ملنے والا ہون دشمنون سے یعنی قوم کفار سے
کل کو اور نہین ہین ساتھ ہمارے چہریان کیا ذبح کرلین ہم کہباج سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
ما انہر الدم وذکر اسم اللہ فکل لیس السن والظفر وساحدثک عنہ اما السن فعظم واما الظفر فمدی الحبش جو چیز بہائے
خون کو اور ذکر کیا جائے نام اللہ کا پس کہا سوا دانت اور ناخن کے اور قریب ہے کہ بیان کرتا ہون مین
تجہے حال اسکا لیکن دانت پس ہڈی ہے اور لیکن ناخن سو چہریان ہین حبشیون کے کہ نصاریٰ
تے نووی نے شرح صحیح مسلم مین نقل واما الظفر فمدی الحبش کے لکہا ہے معناہ انہم کفار وقد

عن التشبہ بالکفار و ہاشعار ہم ہو سمجھی د سکے یہ ہین کہ جیسی کافر ہین اور تحقیق منع کیے گئے ہو تم تشبہ سے
ساتہ کافرونکے اور ناخن سے ذبح کرنا اونکا شعار ہے اور ایسا ہی لکہا ہے ابن الصلاح نے شرح
صحیح مسلم مین اگرچہ سلام کرنے مین ساتہ اونگلیون یا ہتھیلیونکی اور نمازمین کوکون پر ہات رکہنے مین اور
ناخن ست ذبح کرنے مین تشبہ تام ساتہ یہود اور نصاری کے نتہا لیکن جب یہ اس سے ان
حدیثونمین منع کیا گیا تو صاف معلوم ہوگیا کہ مطلق تشبہ ساتہ کافرونکے ممنوع ہی خواہ تشبہ تام ہو یا تشبہ غیر تام اور کتب
فقہ مین اسکے نظائر بہت ہین منجملہ اونکے فتاوی قاضیخان مین مرقوم ہے یکرہ مسح الاصابع بالکاغذ علی المائدۃ لانہ
تشبہ بالفرنگیۃ یعنی مکروہ ہے پوچہنا اونگلیونکا ساتہ کاغذ کے دسترخوان پر اسلیئے کہ یہ تشبہ ہے ساتہ
انگریزونکے اور فتاوی عالمگیریہ مین ہے کہ یکرہ السکوت حالۃ الاکل لانہ تشبہ بالمجوس کذا فی
السراجیۃ یعنی مکروہ ہے سکوت وقت کہانا کہانے کے اسلیئے کہ یہ تشبہ ہے ساتہ مجوس کے
ایسا ہی ہے سراجیہ مین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکہا
ہے تشبہ ساتہ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ
ترمذی نے شمائل مین ابن عباس سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یسدل شعرہ وکان المشرکون یفرقون رؤسہم وکان اہل الکتاب یسدلون رؤسہم
وکان یحب موافقۃ اہل الکتاب فیما لم یؤمر فیہ بشئ ثم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی سو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبہ ساتہ اہل کتاب کے جزئیات مین پسند نہین فرمایا ہے بلکہ اوس سے
منع کیا ہے ہان عادت شریف یون تہی کہ جب چارہ نہوتا مگر طریقہ اہل کتاب یا طریقہ مشرکین سے
تو اختیار فرماتے آپ طریقہ اہل کتاب کو جب تک وحی نہ آتی اوسمین اور بعد آنے وحی کے مطابق
وحی کے عمل فرماتے لہذا اول آنحضرت نے سدل کو کہ طریقہ اہل کتاب تہا اختیار کیا اور فرق کہ طریقہ
مشرکین تہا نہ کیا جب وحی سے مشروعیۃ فرق کے مکشوف ہوئے سدل کو ترک کیا اور فرق
کو اختیار کیا بخاری اور مسلم نے صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الیہود والنصاری لایصبغون فخالفوہم کہا ابوہریرہ نے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاری نہین رنگتے ہین بالونکو تو خلاف کرو تم اونکا اور
ابوداؤد نے اپنے سنن مین شداد بن اوس سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی نعالہم ولا خفافہم کہا شداد بن اوس سے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کرو تم یہود کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے ہیں اپنی جوتیوں اور نہ اپنے
موزوں میں اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں روایت کیا ہے

عبادہ بن الصامت سے کہا عبادہ نے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تبع جنازۃ لم یقعد حتی توضع

فی اللحد فعرض حبر من الیہود فقال لہ انا ہکذا نصنع یا محمد قال فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال خالفوہم
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتھ جاتے آپ کسی جنازہ کے نہ بیٹھتے یہاں تک کہ رکھا جاتا
جنازہ لحد میں سو سامنے آیا آپ کے ایک شخص احبار یہودین سے سو کہا اوسنے آپ سے تحقیق ہم ایسا ہی
کرتے ہیں یعنے کھڑے رہتے ہیں بیٹھتے نہیں کہا عبادہ نے پس بیٹھ گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور فرمایا مخالفت کرو تم یہود کی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں ابو ہریرہ سے روایت

کیا ہی کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین ظاہرا ما عجل الناس الفطر لان الیہود

والنصاری یؤخرون کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگا دین غالب
جب تک کہ جلدی کرینگے لوگ روزہ کے افطار میں اسلئے کہ یہود اور نصاری تاخیر کرتے ہیں اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ اور ۴۵ میں لکھا ہی اور اکثر لفظ مشابہت سے مشابہت تامہ اور
بان لا یعرف انہ من النصاری؛ مراد ہو اس اشتراک تو ایسی مشابہت میز پر بیٹھکر کھانے پر متحقق نہیں
کیونکہ کوئی شخص کہ جسکی ظاہری و باطنی آنکھیں خدا تعالی نے اندھی نکر دی ہوں اگر مسلمانوں کو میز پر کھانے
دیکھے تو کبھی اوسکو یہ شبہہ نہیں ہونیکا کہ یہ لوگ انگریز ہیں بلکہ مسلمان انکو مسلمان پہچان لیگا انتہی سو جب کہ میز اور
کرسی پر چھوری اور کانٹے سے ہمارے ملک میں کوئی مسلمان نہیں کھاتا ہے اس طریقہ پر کھانا شعار
نصاری کا یا اونکا کہ جنہوں نے ارتداد طرف دین نصاری کے حاصل کرکے خذلان ابدی کمایا ہی
تو جسکو ظاہری آنکھیں ہیں اونکو اس طریقہ سے ہندوستانی کھانے والے پر اگرچہ یہ شبہہ نہ ہوگا کہ یہ انگریز ہے
لیکن یہ شبہہ ضرور ہوگا کہ یہ شخص کرستان ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۴۴
میں فتوی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کا نقل کیا ہے حاصل اوسکے مضمون کا یہ ہے کہ جو چیز مخصوص
ساتھ کافروں کے ہو لینے لگانے ہونے کافروں کے ہو اور مسلمان انکے دین میں داخل نہوں مسلمانوں کو چاہئے
کہ اوسکو استعمال نکریں خواہ لباس میں اور خواہ اور چیز میں بطریق کامل مشابہت ہے اور جو مخصوص

ساتھ کافرون کے نہین ہے اور موجد اوسکے وہ نہین ہین بلکہ اصل اوسکے دین اسلامی سے ہے گو کہ کافر
اوسکو بہت استعمال کرتے ہون اور مسلمان کمتر اوسمین کچھہ مضائقہ نہین ہے اور چھوری کانٹے سے میز کرسی پر
کہانا مسلمانونکے ہیا انکا طریقہ نہین ہے بلکہ اصل یہ طریقہ نکالا ہوا کافرونکا ہے تو یہہ داخل قسم اول مین ہے اور اگر بعض
امور مخصوص کافرونکے جیسی بعضی لباس گرم ایجاد کئے ہوے کافرونکی یا بعضی سواری ایجاد کی ہوئے
اونکی واسطے صرف آرام کے یا بعضے دوا اونکے تجربہ کی بنا بر فائدہ کے استعمال کرین تو ان اسلئے کہ اپنے آپکو
اونکا مشابہ کرنا منظور ہو مضائقہ نہین ہے ہان تشبہ مطلقاً امر مخصوص مین آرام اور فائدہ کی چیز مین ہو
یا غیر آرام وفائدہ کی چیز مین ممنوع ہے اگر اس تشبہ سے اپنے آپکو اونکے گنتی مین داخل کری اور
دل کے میل سے اونکی طرف ہو جیسکہ حال اوس ہندوستانی کا ہے کہ خلاف اپنی عادت کے بہ تکلف
میز اور کرسی لگا کر چھوری اور کانٹے سے کہاتا ہے کہ مقصود اوسکا سوا اسکے کہ صاحب لوگو نمین شمار کیا جاوے
اور اوسکا میلان خاطر اونکی طرف ہے اور کچھہ معلوم نہین ہوتا ہے بہر حال یہہ فتوی مفید مدعا جناب
سید احمد خان صاحب نہین ہے اور جناب سید احمد خان - صاحب نے جو صفحہ ۴۴
مین لکھا ہے کہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوے مین تشبہ ممنوع کی نسبت بہت
سی قیدین لگائی ہین اور بالکل مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظون پر رکھا ہے کہ خود را در عدا د انہا داخل کنند
انتہی سو جناب شاہ صاحب نے اپنے اس فتوے مین تشبہ کو امور مخصوصہ کفار مین ممنوع لکھا ہے ہان مطلق
تشبہ کو بدون قید امور مخصوصہ کو مقید کے اوس صورت مین ممنوع فرمایا ہے کہ اونکے عداد مین شمار کرے
اور میل خاطر سے ہو اور اخر فتوی مین لکھا ہے کہ تشبہ در عبادت واعیاد مطلقاً ممنوع است احادیث
دالہ برین بسیار اند غرض کہ تشبہ با انہا بر چیزیکہ باشد داخل منع است انتہی پس یہہ کہنا کہ بالکل
مدار تشبہ ممنوع کا ان لفظون پر رکھا ہے کہ خود را در عدا د انہا داخل کنند افترا ہے صحیح ہے اور
جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ مین لکھا ہے اب لفظ منہم پر غور
کرنا چاہیے کہ منہم کی لفظ کے کیا معنی ہین آیا یہہ معنی ہین کہ جس شخص نے مشابہت تمام نصاری کے
ساتھہ کی تو وہ بھی نصرانی ہو گیا وان اعتقد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان استقبل قبلتنا
واکل ذبیحتنا وان صلی صلوتنا وصام صیامنا غالباً امید یہہ ہے کہ کوئی متعصب سے متعصب
یہانتک کہ نصرانی بھی منہم کی لفظ سے یہہ مراد نہین لینگے انتہی سو اوس سے معلوم ہوا کہ تشبہ عام

اس سے کہ تام ہو یا غیر تام اور منہم کے معنے او نمین سے ہونے کے ہین یہ اگر متشبہ بہ شعار کفار یا اعمال اور عقاید
کفریہ مین سے ہے یا تشبیہ کرنیوالا متشبہ بہ کو اچھا سمجھ کر تشبہ کرتا ہے تو اونمین سے ہونا بحسب معنے متبادر ہے ہو الا او نمین ہونا
بطور تغلیظ اور تشدید کے ہی اور شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم حنبلی نے اپنی کتاب منع مشابہت کفار مین لکہا ہے اسکا ظاہر ہو تقتضے کفر المتشبہ کما فی
قولہ تعالی ومن یتولہم منکم فانہ منہم وہو نظیر ما سنذکرہ عن عبد اللہ بن عمرو انہ قال من بنی بارض المشرکین
وصنع نیروزہم حتی یموت حشر معہم یوم القیامۃ فقد یحمل ہذا علی التشبہ المطلق فانہ یوجب الکفر ویقتضی تحریم
ابعاض ذلک وقد یحمل علی انہ منہم فی القدر المشترک الذی یشابہہم فیہ یعنے اگرچہ ہے ظاہر منہم کا مقتضے کفر
متشبہ بالکفار کو جیسا کہ ہے قول اللہ تعالی ومن یتولہم منکم فانہ منہم مین اور یہ نظیر اوسکا جو نزدیک ہے
کہ ذکر کرینگے ہم اوسکو عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ اونہون نے فرمایا ہے جو شخص کہ
مکان بناوے مشرکو نکی زمین مین اور کرے اونکے نیروز اور مہرجان کو یہان تک کہ مرجاوے
اوٹہایا جاویگا اونکے ساتھ روز قیامت کے پس کبھی حمل کیا جاتا ہے یہ تشبہ مطلق اور تام پر کہ وہ
موجب ہے کفر کا اور مقتضی ہے تحریم اوسکے ابعاض کو اور حمل کیا جاتا ہے اسپر کہ تشبہ کرنیوالا
اونمین سے ہے اوس امر میں کہ مشابہ ہے تشبہ کرنیوالا کافرونکے اوسمین اور شیخ علی قاری
نے مرقات شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہے فہو منہم ای فی الاثم والخیر یعنے پس وہ اونمین سے ہے گناہ
مین اور نیکی مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے لمعات شرح مشکوٰۃ مین لکہا ہے والمتعارف فی التشبہ
ہو التشبہ باللباس بقوم وہذا الا تباع اورده فی کتاب اللباس وہو بالاطلاق قد یشمل الاعمال والاخلاق
واللباس سواء کان بالاخیار او بالاشرار فان کان فی الاخلاق والاعمال یجری حکمہ فی الظاہر والباطن
وفی اللباس یختص بالظاہر وبالجملۃ حکم المتشابہ لشئ حکمہ ظاہرا کان او باطنا اور متعارف تشبہ مین وہ
تلبس ہے ساتھ لباس کسی قوم کے اور ساتھ اسی اعتبار کے لایا ہے صاحب مشکوٰۃ اس حدیث کو کتاب اللباس مین
اور تشبہ بالاطلاق شامل ہے اعمال اور اخلاق اور لباس کو برابر ہے کہ ہو ساتھ نیکو نکے یا ساتھ بدونکے
پس اگر ہو تشبہ اخلاق اور اعمال مین جاری ہوگا حکم اوسکا ظاہر اور باطن مین اور اگر ہو تشبہ لباس مین
تو خاص ہوگا حکم اوسکا ساتھ ظاہر کے اور حاصل یہ ہے کہ حکم متشابہ شے کا حکم اوس شے کا ہے ظاہر
مین ہو یا باطن مین بالجملہ جو شخص تشبہ تام ساتھ کفار ہی کے کرے یا تشبہ اونکے شعار مین کرے
وہ نصرانی ہے ہر حکم شرع دین مین اگرچہ معتقد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہو اور تمسک مسلمانو نکے قبلہ کا ہو

اور ذبیحہ مسلمانونکا کہاتا ہو اور نماز اور روزہ مسلمانونکا سا کرتا ہو اور یہہ بات کتب عقائد اسلامیہ مین
بطور پر منصوص ہے کہ کوئی مسلمان مداہن سے مداہن اسکا انکار نہین کرسکتا ہے اور متبادر مفہوم
سے حدیث مین یہی ہے ہان اگر کوئی نصرانی یا متنصر منہم سے کچھ اور سمجھے اور اسکا انکار کرے تو دوسری
بات ہے کفر شاذ نادر اور لابس عیار اور ساجد صنم اسی بنا پر ہے علیہ الاسلام اور فتاوی صغری مین مرقوم ہے
ذو شبہ نفسہ بالیہود والنصاری علی طریق المزاح او الہزل اور اگر مشابہ کیا اپنے نفس کو ساتھ یہود یا
نصاری کے یعنے صورت مین یا سیرت مین خوش طبعی یا ٹھٹھے کی راہ سے یعنی اگرچہ اسطرلقیہ پر ہو کافر ہوگا
اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ ۴۸** مین لکہا ہے کہ اصل یہ ہے کہ اس حدیث
کو نہ طعام سے علاقہ ہے نہ کسی قسم کے تشبہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جائے تعلق ہے نہ اس
حدیث سے کوئی حکم شرعی بحالت تشبہ بقوم آخر بجز ایک حکم کے جسکا بیان کیا جاتا ہے مراد ہے
اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ بحالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ مین جو مسلمان اور اور کسی قوم کے لوگ
ایک جگہ پارے جاتے ہون تو اونکی شناخت کہ کون مسلمان ہین کون نہین ہین کیونکر کیجاوے یا کہ مراتب
تجہیز و تکفین موافق اوس قوم کے ادا کیا جائے پس صرف اسی بات مین یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے
کہ جو کسی قوم کے مشابہ ہو اوسی قوم مین اوسکو شمار کرنا چاہئے اور چونکہ اسطرح کی شناخت اغلب اور بہ
لباس کے ہوتی ہے اسی سے تمام محدثین نے اس حدیث کو کتاب اللباس مین ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
کی بنا پر وہ روایات فقہیہ کتب فقہ مذکور ہین انتہی سو یہ سب ناشی ہے تحریف حدیث اور مخالفہ صحابہ کرام
اور ائمہ عالی مقام اور فقہاے عظام سے باتباع ہوا اور خواہش نفسانی کے اور یہ حدیث خود الفاظ حدیث سے
جو اور طرق سے مروی ہے ظاہر ہے کہ تشبہ کفار ساتھ اختیار اونکے طریقہ کے ہے طریقہ اسلامیہ چہوڑ کر اور
منع کرنا صحابہ اور تابعین اور فقہا کا بیعت کا ہونے بسبب مشابہت کفار کے دلیل لا کر اس حدیث سے
موید اسکا ہے اور یہی مفید اسکا کہ بیعت کا ہونیکا حکم بحالت تشبہ بقوم آخر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
امام احمد نے اپنی مسند مین اور ابو نعیم نے تاریخ اصبہان مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جعل الذلة والصغار علی من خالف
امری ومن تشبہ بقوم فہو منہم یعنی کیا گیا ہے ذلت اور خواری اوس شخص پر کہ خلاف کرے میرے امر کا
لئے طریقہ اسلامیہ کا اور جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابو یعلی نے

اپنی مسند مین روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا اونہون نے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہی عن التشبہ بالاعاجم وقال من تشبہ بقوم فہو منہم تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تشبہ
سے ساتھ اعاجم کے کہ اوس وقت مین مجوس تھے اور فرمایا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ
اوسی قوم مین سے ہے اور ابو محمد خلال نے اپنے سنن مین محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے
کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ ان حذیفۃ بن الیمان دعی الی ولیمۃ فی بیت فاتاہ فرای فیہ شیئا من
زی العجم فخرج وقال من تشبہ بقوم فہو منہم تحقیق حذیفہ بن الیمان بلائے گئے طرف ولیمہ کے ایک
گہر مین تہا سو آئے اوس گہر مین پہر دیکہا اوس گہر مین کچہہ عجم کے طریقون مین سے تو نکل آئے وہان
سے اور کہا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور شیخ الاسلام احمد بن
عبد الحلیم حنبلی نے کتاب منع مشابہت کفار مین لکہا ہے قال المروزی سالت ابا عبد اللہ یعنی احمد بن حنبل
عن حلق القفا قال ہو من فعل المجوس ومن تشبہ بقوم فہو منہم کہا مروزی نے کہ پوچہا مین نے ابا
عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل سے گردن کے بال مونڈنے سے کہا امام احمد نے کہ یہ فعل مجوس کا
ہے اور جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور جامع صغیر
مین مسطور ہے المسلم اذا اہدی یوم النیروز الی مسلم اخر شیئا ولم یرد بہ تعظیم ذلک الیوم ولکن جری
علی ما اعتادہ بعض الناس لا یکفر ولکن ینبغی ان لا یفعل ذلک فی ذلک الیوم خاصۃ ویفعلہ قبلہ او بعدہ
لئلا یکون تشبہا بہولاء القوم وقد قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی مسلمان جب ہدیہ بہیجے دن نیروز
کے طرف دوسرے مسلمان کے کسی چیز کو اور نہ ارادہ کی ہو اوسنے ساتھ اوسکے تعظیم اوس دن
کے لیکن چلا ہو عادت پر بعض آدمیون کے نہ کافر ہوگا و لیکن لائق یہ ہے کہ نہ کرے اسکو اوس دن مین
خاص اور کرے اوسکو پہلے اوس دن کے یا پیچہے اوس دن کے تاکہ نہو تشبہ کرنیوالا ساتھ اوس
قوم کے اور فرمایا ہے آنحضرت علیہ السلام نے کہ جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم
مین سے ہے اور نہایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہے انہ اذا دخل الطاق صار ممتازا عن القوم
فی المکان لانہ فی معنی بیت اخر وذلک صنیع اہل الکتاب والتشبہ بہم مکروہ قال علیہ السلام من تشبہ بقوم
فہو منہم تحقیق امام جب داخل ہوگا محراب مین ہو جائیگا الگ قوم سے مکان مین اسلئے کہ محراب
معنی مین دوسرے گہر کے ہے اور یہ طریقہ اہل کتاب کا ہے اور تشبہ ساتھ اہل کتاب کے مکروہ ہے

فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابن القیم نے زاد المعاد مین لکھا ہے رای انس جماعۃ علیہم الطیالسۃ فقال ما اشبہہم بیہود خیبر ومن ہہنا کرہ لبسہ جماعۃ من السلف والخلف لما روی ابو داؤد والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من تشبہ بقوم فہو منہم یعنی دیکھا حضرت انس نے ایک جماعت کو کہ اونکے اوپر طیلسانین تہین سو کہا انس نے کیا مشابہ ہین یہ ساتھ یہود خیبر کے اور یہین سے مکروہ جانا ہے پہننے طیلسان کو ایک جماعت نے سلف اور خلف مین سے اسلئے کہ روایت کیا ہے ابو داؤد نے اپنے سنن مین اور حاکم نے اپنی مستدرک مین عبد اللہ بن عمر سے کہ روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور ابن ابی جمرہ نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے ان التشبہ باہل الشر من الشر یقصد ذلک نہی صلی اللہ علیہ وسلم عن التشبہ باہل الکتاب وقد ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم تشبہ ساتھ اہل شر کے شر ہی قوت دیتا ہے اسکو وہ جو منع فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشبہ سے ساتھ اہل کتاب کے اور تحقیق وارد ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو تشبہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوسی قوم مین سے ہے اور الطحطاوی نے ابو السعود سے نقل کیا ہے کہ وہ نقل کرتا ہے ابن القیم سے کہ ابن القیم نے ذکر کیا ہے کہ نام تین قسم کے ہین ایک قسم کے نام خاص ہین ساتھ مسلمانون کے اور ایک قسم کے نام خاص ہین ساتھ کافرون کے اور ایک قسم کے نام مشترک ہین اور اون نامون کے بیان مین کہ خاص ہین ساتھ کافرون کے لکھا ہے والثانی کجرجیس وبطرس ویوحنا ونحوہا فہذا لا یمنعون منہ ولا یجوز للمسلمین التسمی بہ لما فیہ من المشابہۃ اور دوسری قسم نامون کی کہ خاص ہین ساتھ کافرون کے مانند جرجیس اور بطرس اور یوحنا اور اسکے مانند کے پس اس قسم کے نام نہ منع کیے جائین کافر اسکے رکہنے سے اور نہین جائز ہے مسلمانون کو نام رکہنا ساتھ ان نامون کے اسلئے کہ اس نام کے رکہنے مین مشابہت ہے ساتھ کافرون کے اور ذکر کرنا اس حدیث کا کتاب اللباس مین باعتبار متعارف ہے کہ متعارف تشبہ مین تلبس بلباس قوم آخر ہی ہے جیساکہ اوپر معلوم ہوا اور حاصل اسکا کہ اوس حدیث کے بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ مذکور ہین کچہ نہین کہلتا ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۹ مین لکھا ہے کہ شمل سکے اور تو بیا اور مثبت اس گفتگو کی

ایک اور حدیث ابوداود مین آخر کتاب الجہاد مین موجود ہے عن سمرۃ بن جندب اما بعد قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من جامع المشرکین وسکن معہ فانہ مثلہ یعنی جسطرح لڑائی مین مشرک کا خون یا غارت سے مال اور اسباب
محفوظ نہین رہسکتا ہے اسیطرح اوسکا بہی محفوظ نہین رہسکتا انتہے سوا اول کیا دلیل ہے اسپر کہ حدیث سمرہ
بن جندب اور حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم متعلق ایک ہی حادثہ سے ہے تاکہ موید اور مثبت ہونا حدیث سمرہ
کا اس گفتگو کے لئے متصور ہو دوسرے متعلق ہونا حدیث سمرہ کا اوس حکم سے جو اس گفتگو مین
بیان کیا گیا ہے کب مسلم ہے حدیث سمرہ مین تو منع ہے قرب وجوار کافرون کا اختیار کرنے سے اور
تغلیظ ہے ساتھ اونکے مباعدت اور مجانبت سے بلکہ خود جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو
حاصل حدیث سمرہ کا بلفظہ یعنی ذکر فرمایا ہے وہ بہی اونکے گفتگو کی اثبات اور تائید سے نرے علاقہ ہے
شرح حدیث سمرہ کی وہی ہے جو شرح لا تتراءى ناراهما کے کشف الکشاف سے اوپر مذکور ہوئے —

فتح الودود حاشیہ سنن ابی داود مین مسطور ہے قولہ فانہ مثلہ ای یقارب ان یصیر مثلہ لتاثیر الجوار والصحبۃ
ویحتمل انہ تغلیظ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مثلہ کے معنے یہ ہین کہ نزدیک ہے اسکے کہ ہوجائے
مانند اوسکے بسبب اثر کرنے جوار اور صحبت کے اور محتمل ہے کہ یہ تغلیظا اور سخت پکڑا ہوا اور موافق روایت
ابی داود کے ترمذی نے بہی سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے کہ کہا سمرہ نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے لا تساکنوا المشرکین ولا تجامعوہم فمن ساکنہم او جامعہم فہو مثلہم یعنی نہ رہو ساتھ مشرکون کے اور نہ
جمع ہو ساتھ اونکے اور جو رہے ساتھ اونکے یا جمع ہو ساتھ اونکے سو وہ مانند اونکے ہے اور بڑے
لطف کی یہ بات ہے کہ جناب **سید احمد خان** صاحب نے جامع المشرکین کو روایت سنن ابی داود
مین جامع المشرکین پہکر ترجمہ اوسکا حاشیہ پر یہ لکہا جو شخص کہ آیا ساتھ مشرکین کے انتہے اور جناب
سید احمد خان صاحب نے جو **صفحہ ۵** مین لکہا ہے کہ انصاف کرنیکی بات ہے کہ
سیر پکانا تو تشبہ بالنصاری ہوے اور مباح کو یعنی اونکے کہانیکو ترک کرنا اور اونکے کہانیوالیکو کافر جاننا اور ذات
سے گرادینا اور حقہ پانی بند کردینا تشبہ بالیہود و ہنود ہی سمجہتے سواوپر معلوم ہوچکا ہے کہ اونکے کہانیکو ترک کرنا
بنظر اونکے غالب حال کے اور اونکے کہانیوالیکو کافر جاننا باعتبار ظاہر کے مبنی قواعد اسلامیہ پر ہے نہ طریقہ
ہنود پر تاکہ مشابہت ساتھ ہنود کے لازم آئے معہذا اگر غالب حال نصاری کا عدم ذبح ہوتا جب بہی
اونکے کہانیکا ترک اولی تہا **فتح القدیر** مین مسطور ہے ویجوز تزوج الکتابیات والاولی ان لا یفعل

ولا یاکل ذبیحتہم الا للضرورۃ اور جائز ہے نکاح کرنا کتابیات سے اور اولیٰ نکرنا ہے اور کہانا انکے ذبیحہ کا مگر وقت ضرورت کے اور بحر رائق مین مذکور ہے والاولی ان لا یتزوج کتابیۃ ولا یاکل ذبیحتہم اور اولیٰ نہ نکاح کرنا ہے اور نہ کہانا ذبایح اہل کتاب کا ہے اور علاوہ اسکے میز پر چہوری اور کانٹے سے کہانا اس نیت سے کہ اس مین ترفع حال ہے اور طریق ماثور دین اسلام اور سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین ذلت اور حقارت جیسا کہ معتقد جناب سید احمد خان صاحب سے ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ مین اشدّ وتد ایک عبارت عربی بناکر اسکو لکہا ہے کہ اوسکا ترجمہ یہ ہے اسے مسلمانو برتاو کرو تم اسپر نہ بنیت غرور اور تکبر کی بلکہ بہ نیت ترفع حال مسلمانون کے تاکہ نہ دیکہہ سکے انکو کوئی قوم ساتہ حقارت کے بسبب انکے ان عادتون کے جو ذلت اور مسکنت کے ہین انتہےٰ منجر الی الکفر ہے کہ اسمین تحسین امر کفار اور تحقیر عادت مسلمین اخیار اور سنت سید الابرار ہے بحر رائق اور فتاوی عالمگیری مین مرقوم ہے و یکفر بتحسین امر الکفار اتفاقا حتی قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ حالۃ الحیض منہم حسن فہو کافر اور کافر ہوتا ہے آدمی ساتہ اچہا سمجہنے کافرون کے کام کو بالاتفاق یہانتک کہ فرمایا ہے علما نے اگر کہے کہ ترک کلام وقت کہانا کہانے کے اچہا کام ہے مجوس کا یا ترک مضاجعۃ اپنی عورت سے حالت حیض مین مجوس کے یہان اچہا کام ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے اور فصول عمادیہ مین مسطور ہے من لم یرض لسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر جو راضی ہو ساتہ کسی سنت کے پیغمبرون کی سنتون مین سے پس تحقیق وہ کافر ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۲ مین لکہا ہے کہ یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تہمت وہ مین جو محظورات شرعی ہین اور جو امر کہ شرعا مباح ہین اونپر مواقع تہمت کا اطلاق کسیطرح نہین ہو سکتا انتہےٰ سو یہ گفتگو کے عجیب کہنے سے ہر عاقل ذی شعور نہایت تعجب کرتا ہے اسلئے کہ محظورات شرعیہ کا ارتکاب تو حرام ہین نہ مواقع تہمت موقع تہمت اس قسم کی مباحات ہین کہ اونمین واقع ہونے سے آدمی متہم بمحظور شرعی ہو جاتا ہے دیکہو اپنی عورت سے راہ مین بات کرنا مباح ہے لیکن حضرت عمرؓ نے اسپر تعزیر جاری فرمائی بسبب وقوع کے مواضع تہمت مین نصاب الاحتساب مین مرقوم ہے ان عمر رضی اللہ عنہ مر برجل مع امرءۃ یتحدثان فی الطریق فضربہما بالدرۃ فقال الرجل ہی امرئتی فقال لہ لو کانت امرئتک فلم اللہ علمانی حیثیک حتی لا یتہمک احد فی الطریق تحقیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکہا ایک مرد کو ساتہ

ایک عورت سے کہ دونون باتین کرتے ہین راہ مین سو بارا حضرت عمرؓ نے اون دونون کو ساتھ دُرہ
کے سو کہا اوس مرد نے یہ عورت میری ہے سو کہا حضرت عمرؓ نے اوس مرد سے اگر ہوتی تیری
عورت تو کیون نہ داخل کرتا تو اوسکو اپنے گہر مین تا کہ تہمت لگاتا تجکو کوئی راہ مین اور بستان فقیہ ابو اللیث
مین ہے وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر لا یقفن مواقف
التہم اور روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہو کہ
ایمان رکہتا ہو ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے نہ ٹہیرے تہمت کی جگہون مین **وجہ دہم** یہ ہے
کہ نصاری جب کہانا کہاتے ہین اوسوقت وہ شراب بہی پیتے جاتے ہین اور اوس دسترخوان پر
کہ دور شراب کا چلتا ہو بیٹہکر کہانا ممنوع ہے ابو داود نے اپنے **سنن** مین سالم سے روایت کیا ہے
کہ سالم اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہین قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
مطعمین عن الجلوس علی مائدۃ تشرب علیہا الخمر وان یاکل الرجل وہو منبطح علی بطنہ کما عبد اللہ بن عمرؓ
کہ منع فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کہانون سے ایک بیٹہنے سے اوس کہانے پر کہ پی
جاتی ہو اوسپر شراب اور کہانے مرد سے اوس حال مین کہ وہ پڑنے والا ہو پیٹ کے بل اور حاکم نے
مستدرک مین عبد اللہ بن عمر سے بہی مانند اسکے روایت کیا ہے او **مطالب المومنین** مین
مرقوم ہے ولا یجیب الی مائدۃ تدار علیہا الخمر او یعصیہا ولا الی طعام الفاسق کذا فی شرعۃ الاسلام اور نہ قبول کرے
دعوت طرف اوس کہانے کے کہ پیتی ہو اوسپر شراب یا پیا اوس کہانے کے یا طرف طعام فاسق کے
ایسا ہی ہے شرعۃ الاسلام مین اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ ۳۸۱ اور
صفحہ ۴۸ مین اعتراضاً مولانا شاہ عبد العزیز صاحب پر اپنے زعم مین لکہا ہے کہ یہ بات مولانا صاحب
نے لکہی ہے کہ اگر وہان خمر اور اوانی فضہ ہون اور اگرچہ وہ برتن جنمین مسلمان کہاتا ہے نجاست سے
صاف ہون تو بہی حرام ہے اسکی وجہ ہمارے سمجہ مین نہین آئی کیونکہ اگر وہ ماکول کسی قسم کے آمیزش
سے نجس نہین ہوا تو وہ کیون حرام ہے باقی رہی یہ بات کہ شرکت ایسے مجلس کی جسپر خمر اور خنزیر ہو حرام
ہے تو بغرض اسبات کے فعل شرکت حرام ہوگا نہ ماکول اور نہ فعل مواکلت علاوہ اسکے اور بات بہی
سمجہ مین نہین آتی ہے کہ اہل کتاب جنکے مذہب مین خمر و خنزیر حلال ہے اور یہ ہی اوسکے مرتکب ہون
نہ مسلمان اور نہ مسلمانون کے برتن اور ماکول اوس سے آلودہ ہون تو اوس مجلس کی شرکت بہی کیون حرام ہو

انتھے سو اسمین کئی وجہ سے کلام ہے اول جناب **سید احمد خان** صاحب نے جس فتوی کو منسوب
طرف مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی کی کیا ہے اوسمین خوا اونکی حرام ہونیکی وجہ مرقوم ہے اور وہ مشارکت ہی ساتھ کافرون کی
اونکی شعایر یا ہیئت ... کت ساتھ اونکی اونکے شعار مین دلیل رضا ہے اونکے فعل سے اور تکثیر سواد قوم سے ہے
ابو یعلی نے اپنے **مسند** مین اور علی بن معبد نے **کتاب الطاعۃ والمعصیۃ** مین عمرو بن الحارث سے روایت
کیا ہے کہ ان رجلا دعا عبد اللہ بن مسعود الی ولیمۃ فلما جاء لیدخل سمع لہوا فلم یدخل فقیل لہ لم رجعت قال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کثر سواد قوم فہو منہم ومن رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ تحقیق ایک
شخص نے بلایا عبد اللہ بن مسعود کو طرف ولیمہ کے پھر جب آئے عبد اللہ بن مسعود تاکہ داخل ہون سنا وہان گانا تو نہ
داخل ہوئے تو کہا گیا اونسے کہ کیون لوٹے تم کہا اونہون نے سنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ تکثیر کرے جماعت کسی قوم کی تو وہ اونہین مین سے ہے اور جو شخص کہ راضی
ہو کسی قوم کے کام سے تو شریک ہے اوس کام کے کرنیوالے کا اور مانند اسکے روایت کیا ہے دیلمی نے فردوس
مین عبد اللہ بن مسعود سے اور عبد اللہ بن المبارک نے **کتاب الزہد والرقاق** مین ابی ذر سے
روایت کیا ہے کہ دعی الی ولیمۃ فلما حضر اذا ہو بصوت فرجع فقیل لہ الا تدخل قال انی سمعت صوتا ومن کثر سوادا
کان من اہلہ ومن رضی عملا کان شریک من عملہ بلائے گئے ابوذر طرف ایک ولیمہ کے پھر جب حاضر ہوئے
ناگاہ وہ حاضر تھے ساتھ ایک آواز کے پس لوٹ آئے پھر کہا گیا اونسے کیون نہ داخل ہوئے تم کہا تحقیق
سنا ہے مین نے ایک آواز کو اور جو شخص کہ زیادہ کرے کسی جماعت کو ہوتا ہے اہل اوس جماعت سے اور جو شخص
راضی ہوتا ہے کسی کام سے ہوتا ہے وہ شریک اوس کام کے کرنیوالے کا دوسرے جب حرمت فعل
شرکت مسلم ہے تو ہم سمجھتے ہین کہ بیٹھنا اکول کا بدون شرکت حرام کے ممکن ہو تو وہ اکول ...
... حرام ... حاصل ہوا ہے فعل حرام سے اور حرمت مواکلت مین کہ عبارت فعل شرکت ہے ...
ہے لکھا ہے مین بر تقدیر تسلیم حرمت شرکت کیا کلام ہو سکتا ہے تیسرے خمر و خنزیر کے حلال ہونیکو
اہل کتاب کے مذہب مین اور مرتکب ہونیکو اونہین کے ساتھ اونکے پینے اور کہانے کے کیا حاجت ہے علاوہ
حرمت شرکت مین بہرحال کفار کے شعار مین شامل ہوتا گو وہ شعار اونکے دین مین جائز ہو اور یہ تحقیق شریک ...
اونکے شعار کا بھی حرام ہے بیان تک کہ فقہا نے لکھا ہے یمنعون من اظہار المنکر کالخمر والخنزیر وضرب
الناقوس ورفع اصواتہم بقراءتہم واظہار اعیادہم وصلیبہم کما فی المنہاج وغیرہ یعنی منع کئے جائینگے ذمی کافر ...

باتون کے ظاہر کرنے سے مانند شراب کے اور سوئر کے اور بجانے ناقوس کے اور بلند کرنے آواز کے ساتہ اپنی کتاب کے اور ظاہر کرنے سے اپنے عیدون اور صلیبون سے جیساکہ سب منہاج وغیرہ مین ہے اور ... پر کفار بہی مکلف بہ احکام نہین مانند مسلمانون کے اگرچہ خمر اور خنزیر جاری نہین ہوتی ہے جیساکہ اوپر معلوم ہو چکا ہے پس حرمت خمر اور خنزیر کے مسلمان اور کافر دونون کی حق مین دین اسلام کے راہ سے ثابت ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ ۵۵** مین بجواب شبہ ثانیہ لکہا ہے کہ اگر ایک ادہ دفعہ اتفاق سے کہا لے تو کچہ مضائقہ نہین ہے کیونکہ ایک ادہ دفعہ کے کہانے مین کچہ تو دوام اور اختلاط نہین ہوتا ہے چنانچہ اس زمانہ کے بعض علمانے بہی دو ایک دفعہ کے کہا لینے کا فتوے دیا ہے اور **عالمگیری** اور **مطالب المومنین** اور **نصاب الاحتساب** کے روایتون سے استدلال کیا ہے انتہے سو ایک ادہ دفعہ کہانے مین بہی اختلاط ایک ادہ بار ہے گو اختلاط دائمی نہین ہے اور مطلق اختلاط کافرون کے ساتہ سواے مقدار ضرورت کے ممنوع ہے اور ایک ادہ بار بہی ساتہ کہانا منجملہ اسباب تودد ہے اور جب تودد کافرون سے حرام ٹہیرا تو سب اسباب تودد کے بہی حرام ہونگے اور عالمگیری کی روایت مین امام محمد کا سکوت تحلیل اور عدم تحلیل اکل سے ساتہ کافرون کے مسطور ہے اور عبدالرحمان کاتب سے صورت ابتلا مین ایک دو بار کہا لینے کا لاباس بہ ہونا اور دوام کا مکروہ ہونا مذکور ہے اور استعمال اہلا کا سے شے حرام نہین ہوتا ہے جیساکہ ہدایہ اور **شرح وقایہ** مین مسطور ہے پس منشاے قول عبدالرحمان کاتب یہ ہے کہ کہانا ساتہ کافر کے علی الدوام مکروہ ہے لیکن حالت ابتلا مین بضرورت ایک دو بار کہا لینا لاباس بہ ہے منشاے روایت **مطالب المومنین** اور **نصاب الاحتساب** کا یہ ہے کہ ایک دو بار کہا لینا صورت ابتلا مین یا واسطے تالیف قلب اور اوسکے مسلمان ہوجانا مظنون ہو لاباس بہ ہے اور مداومت اسپر بہی مکروہ ہے اور یہ دونون ... مین مفقود ہین چہ جائیکہ بنظر تودد اون کے ساتہ کہانا ہو بہرحال فتوے دینا اس زمانہ مین ... کا جمہوا واسطے کہانے ایک دو بار کے بہی ساتہ اہل کتاب کے بنا بران روایات کے غلط ہے ... اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو **صفحہ ۵** مین لکہا ہے کہ ان واہیہ ... مجوس اور بت پرست مشرکون کے ساتہ کہانے مین نہ اہل کتاب کے ساتہ ... اوس نے اونانی جی سے بہی قرآن پڑہا ہوگا وہ بہی جانتا ہے کہ قرآن مجید بہت سے ایسے

احکام مشرکین کے نسبت ہین جو اہل کتاب سے علاقہ نہین رکھتے پس ان روایتون کو اہل کتاب کے
ساتھ کھانی پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے اور نہ یہ روایتین ایسی قوی ہین جو قرآن اور احادیث صحیح کی مقابل
لائی جاوین سکتے سوا ان روایتون مین یہ حکم عام ہی شامل ہے سب مشرکون کو اور اہل کتاب پر اطلاق
شرک کا اگرچہ محاورہ قرآن مین شائع نہین ہے لیکن فی الحقیقت اہل کتاب بھی مشرک ہین لو فقہ مین اطلاق
مشرک اونپر بھی آتا ہے اور یہ حکم اون احکام مین سے نہین ہے کہ قرآن مین مشرکین کی نسبت ہین اور اہل
کتاب سے علاقہ نہین رکھتے پس شمار کرنا اس حکم کا اون احکام مین سے کہ جنمین تفاوت مشرکین اور
اہل کتاب کا ہے کسی علم والے کا بجز اسکے کہ جسنے سوا استانی جی کے اور کی تعلیم نہین پائی ہے کام
نہین ہے پس ان روایتون سے اہل کتاب کے ساتھ کھانے کی کراہت پر استدلال کرنا بہت صحیح
ہی اور یہ روایتین موافق فحوائے قرآن اور احادیث صحیح کے ہین نہ مقابل قرآن اور احادیث صحیح کے فتاوی
ماوراء النہر مین مرقوم ہے وتکرہ المواکلۃ مع الکفرۃ وہم علی غیر دینک یعنی مکروہ ہے مواکلت ساتھ
کافرون کے اوس حال مین کہ وہ اوپر غیر دین تیرے کے ہین اور ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم
مین لکھا ہے الکافران کان محاربا فہو مستحق القتل والارقاق ولیس بعد ہذین الامرین اہانۃ واما الذمی
فانہ لا یجوز ایذاءہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ بالاضطرار الی اضیق الطریق وترک المفاتحۃ بالسلام فاذا قال
السلام علیک قلت وعلیک والاولی الکف عن مخالطتہ ومعاملتہ ومواکلتہ فاما الانبساط معہ والاسترسال الیہ
کما یسترسل الی الاصدقا فہو مکروہ کراہۃ شدیدۃ یکاد ینتہی الی حد التحریم کافر اگر ہو حربی تو وہ مستحق ہے قتل اور
ارقاق یعنی لونڈی غلام بنانیکا اور نہین ہے بعد ان دو کامون کے اہانت یعنی اس سے بڑھکر اہانت
کیا ہوگی اور اسی پر ذمی پس نہین جائز ہے ایذا اوسکی مگر ساتھ اعراض کرنے کے اوس سے اور ساتھ اوسکی
حقارت کرنیکے ساتھ لاچار کرنے انکے طرف تنگ تر راہ کے اور ساتھ ترک ابتداء سلام کے
پس جب کہے ذمی السلام علیک کہے تو وعلیک اور اولی ہے باز رہنا اوسکے مخالطت اور معاملت اور
مواکلت سے پس خوش ہونا ساتھ اوسکے اور مانوس ہونا اوس سے جیسکہ انس پکڑا جاتا ہے
ساتھ دوستون کے پس مکروہ ہے کراہت شدیدہ کہ نزدیک ہے پہونچنے کی طرف

تمام شد



غلط نامہ ... والاحتساب

صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط	سطر	صفحہ	صحیح	غلط
عمل ائی	عمل ابی	۱۰	[illegible]	کردیا	کیا	۲۰	۳۳	[illegible]	لکار بکو
وغیرہا	وغیرہا	۱۳	[illegible]	ڈنیا کم	لاپتا کم	۲	۳۳	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اس	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سوالاۃ	سوالاہ
[illegible]	[illegible]	۱۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۳	[illegible]	کی	[illegible]
اوسکی اصل	اوسکی اصل	۲۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
الباطن	باطن	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نقلہ	نقلۃ
کر	کری	[illegible]	[illegible]	کے لئے	کے	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
				اکر	اکرم	۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
تشبید	تشبید	۲۲	۳
متعین	تعین	[illegible]	۲۳
السوۃ	السوۃ	[illegible]	۲۱
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۲
[illegible]	[illegible]	۲۶	۲۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تمام شد